THE BOOK WAS DRENCHED

TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222558

UNIVERSAL
LIBRARY

بتوفیق ایزد دوالمنن تجلی بخش مہر سخن

نظم
عنازک خیالان جہان مسمے بہ

گلستان بی خزان

نتیجہ فکر شاعر شیرین زبان ناظم فصیح اللسان جناب سید ہادی علی مرحوم متخلص بہ خود

مطبع کارنامہ لکھنؤ میں چھپا

مخلص بجواب جناب سید یار محمد صاحب مخلص

غزل

غزل

غزل ۱۵

غزل ۱۹

غزل ۱۱

جو ہو ہر بات میں مضمون پیدا
ہوا ہے اس کو ہر نکتہ خدا داد

غزل ۵۶

ہوا ہے اس کو ہر نکتہ خدا داد

غزل ۱۲

ہوا ہے اس کو ہر نکتہ خدا داد

چھپا ہوا

کس کا دل ہے کہ تیری زلف سے برہم ہوا
کس کا دل ہے کہ تیری زلف سے برہم

غزل

۱۴

غزل

۱۵

غزل

غزل

غزل

غزل ۲۱

غزل ۲۲

مری دل کا

۱۴

غزل

۲۶

نظر آیا جو عالم پانچ میں بی مارِ نفس کا
گمان ہر شے پہ ہر پہلو ہوا تھا رسی کا دل کا

نہیں ہیں ہادی عزت میں اپنی کج شعاری کی
فقط ہے چراغ زیرِ کوہ خارِ جنگل کا

تصور جب سے اس کی شوخ چشمی کا ہوا دل میں
سمجھتا ہوں میں اس کو سامان شرارت کا

بنا دی ابتدا ہی میں مکافات عمل نے
کیا گا رقص خوشحالی کا یا طاؤس تکل کا

خرام ناز کا ہی یہ تصور نرغ میں تجھ کو
کمی ہیں سرو گلشن و بوستاں کی چال کا

نہ پیچا ایک بھی خطرہ جو پیش عام خاص میں
جا پہنچی آبرو ہی ساقیا عمر کمال دل کا

لب لعلین کی خاطر سری ہیت بیان ہی
گمان ہے لال پر ہیرا ہی کچھ قیمت بڑھا دیتا

لگا راہ پر مرا کیونکر کہ میں جا پہنچا
منزلت کا جادہ ہی ڈور ازلی کا جال کا

۱۶ مارچ

غزل

دل کا

۱۵

ہوا ہے مصحفی کا دل ہر اک سے
ہوا ہے مصحفی کا دل ہر اک سے

غزل ۲۹

۲۴

۲۵

غزل

۱۲

غزل ۲۹

سائل کا

عاذل کا

کامل کا

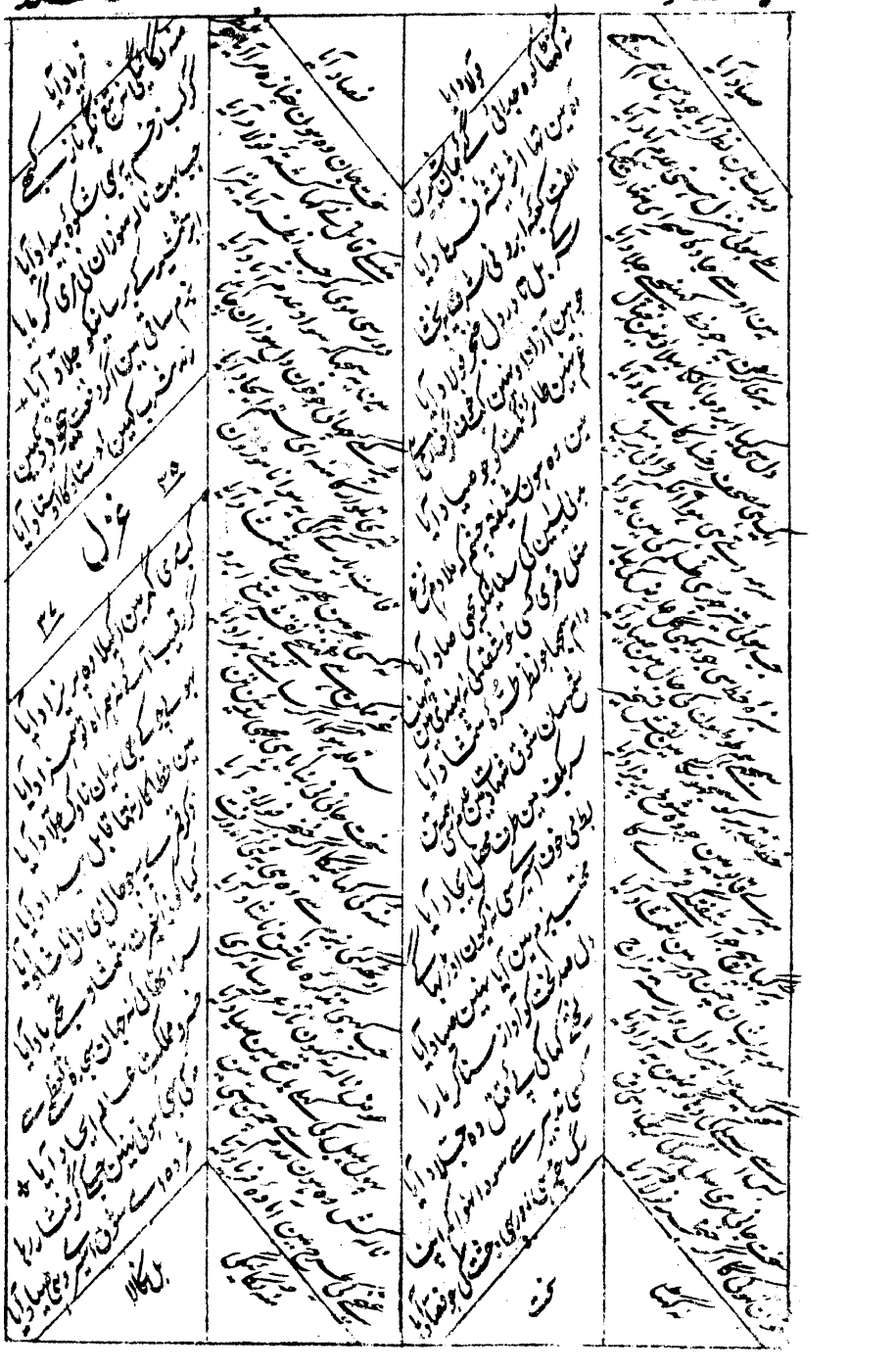

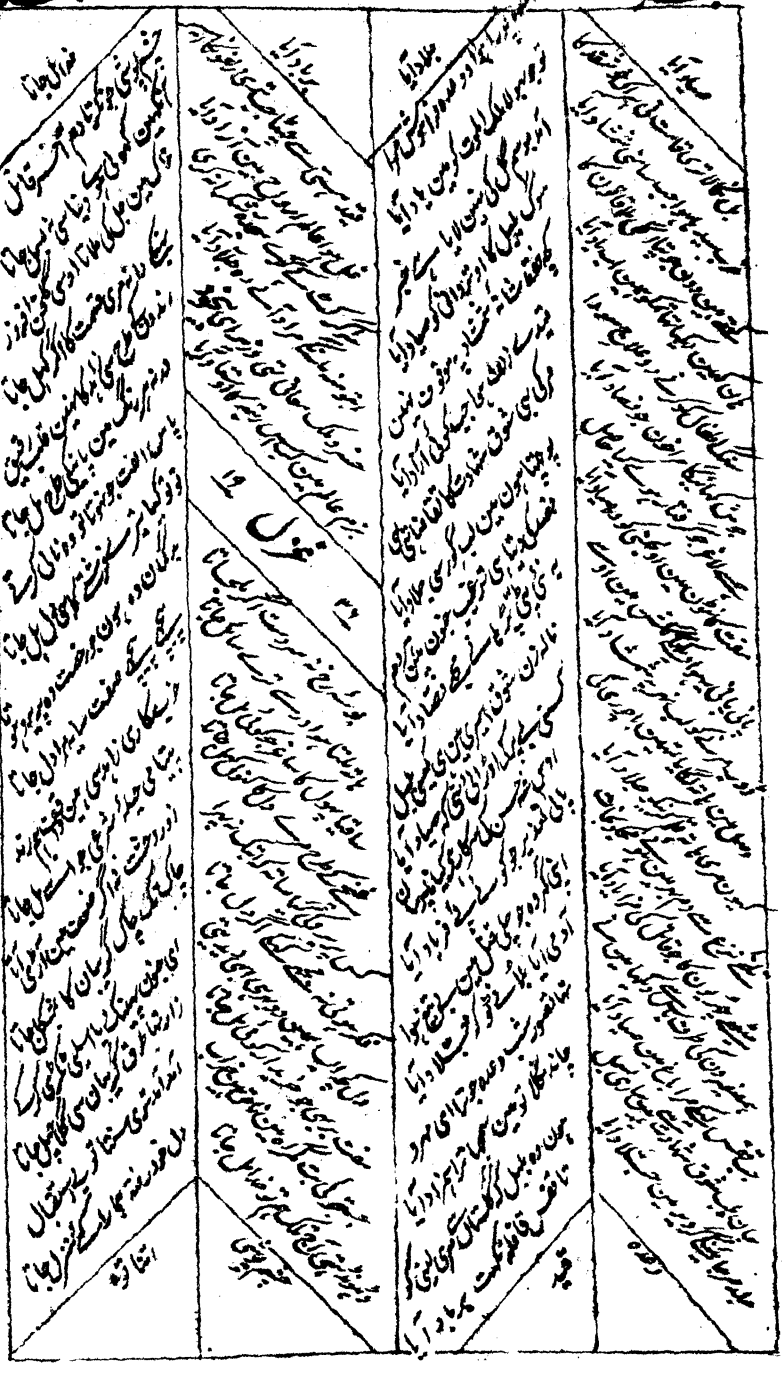

اتنا ثواب ہوتا ہے جتنا کہ ہر روز ایک بار قرآن مجید ختم کرنے سے ہوتا ہے

غزل ۱۳۷

بجائے کلمہ طیبہ کے ہاتھ کی شکستہ دلی کا ہے

غزل ۱۳۸

مشاعرہ کی طرح پر ایک ایک مصرع دیا جاتا ہے

غزل ۱۳۹

مشاعرہ کی طرح پر ایک ایک مصرع دیا جاتا ہے

غزل ۱۴۰

مشاعرہ کی طرح پر ایک ایک مصرع دیا جاتا ہے

غزل ۱۴۱

مشاعرہ کی طرح پر ایک ایک مصرع دیا جاتا ہے

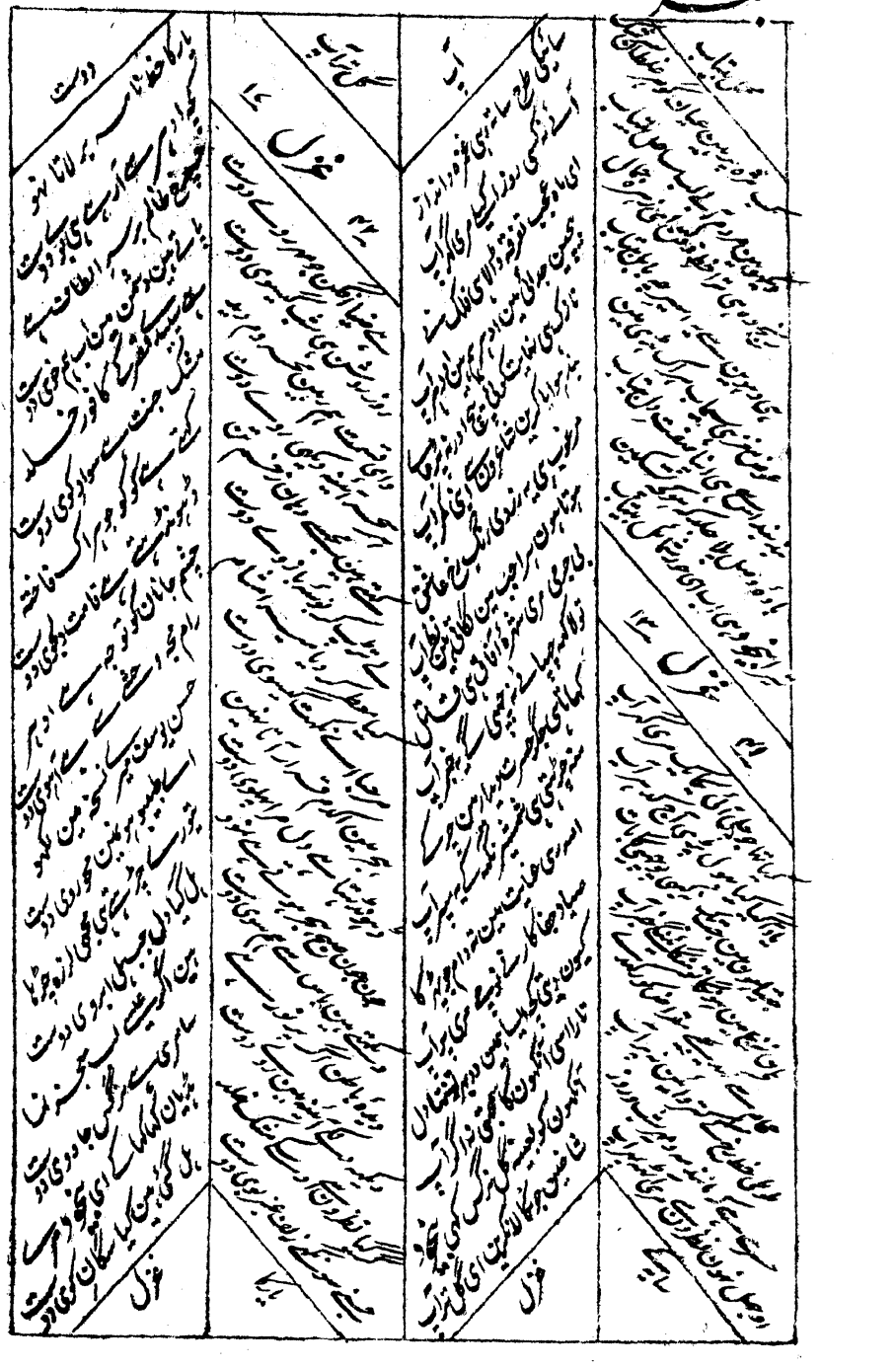

کسی کا دوست

غزل

سمجھ میں نہ آیا بہت غور کی

دعوی یہ ہے کہ ہم نے دنیا کی کتابیں پڑھ ڈالی ہیں

اردو، فارسی اور انگریزی کی تین ڈگریاں لے لی ہیں

ایم اے بھی پاس کر لیا ہے

بی ٹی بھی ہو گئی ہے

ایل ایل بی بھی بھگت لیا ہے

ایک دفتر کی کلرکی بھی کر لی ہے

ڈپٹی کمشنری کے امتحان میں بھی شریک ہو لیا ہے

مگر ہم کو آج تک یہ سمجھ میں نہ آیا

کہ دنیا میں آئے کیوں تھے

اور کرنا کیا ہے

کیا کر رہے ہیں

اور کیا کرتے رہے ہیں

ہم کو کیا کرنا چاہیے

اور کیا کر رہے ہیں

ہم کو کیا کرنا چاہیے

ہم کو کیا کرنا چاہیے

ہم کو کیا کرنا چاہیے

اصطلاحیت

اسرارِ حقیقت

بے ثباتی

بے ثباتی

بے ثباتی

غزل

غزل

غزل

غزل

غزل

سرہ غزل منہ

دیوان فریاد

غزل ۵۸

غزل ۵۹

غزل ۶۰

غزل ۱۲

غزل ۱۵

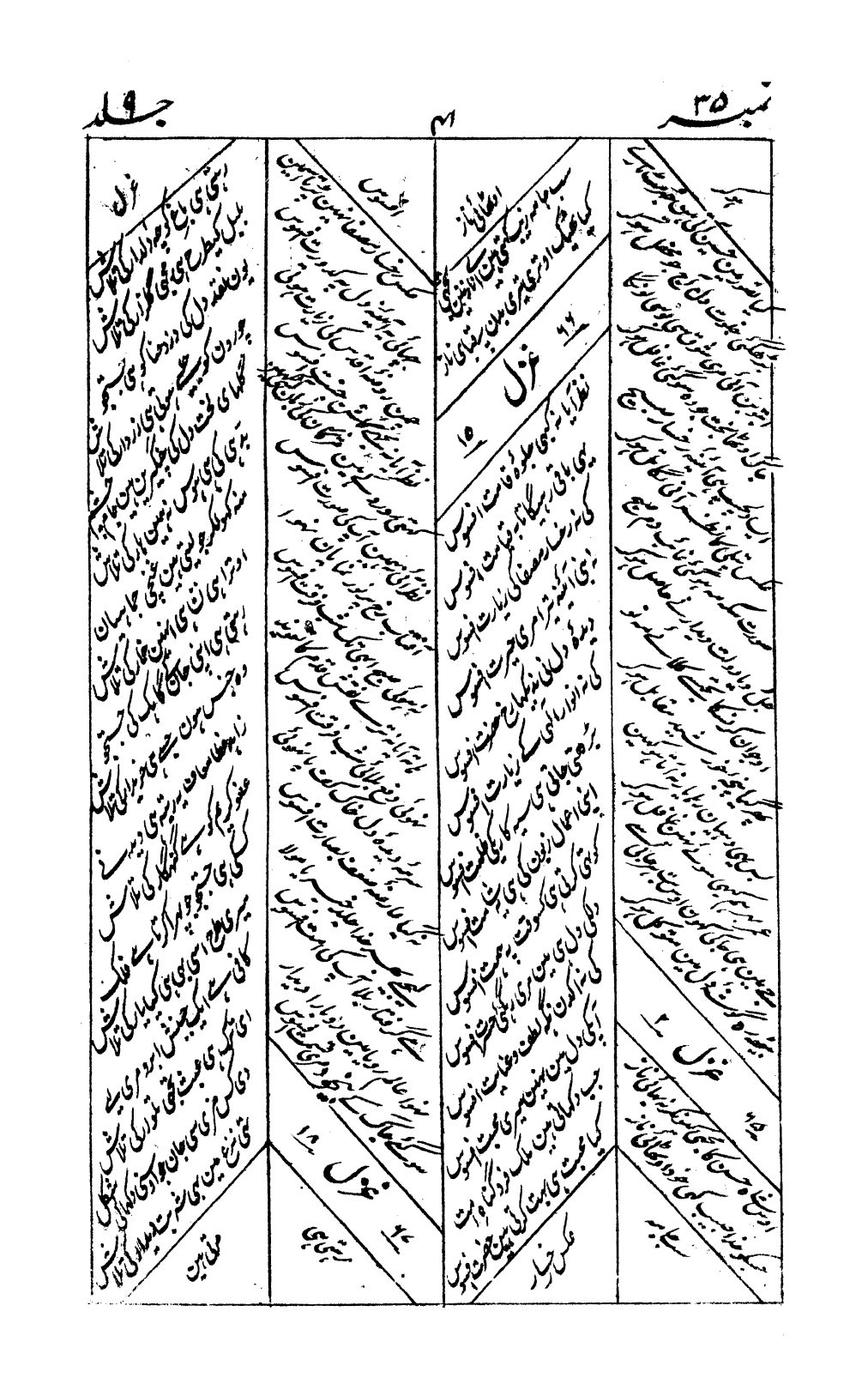

غزل ۱۸

خط شکین کی ہوس لکھ تو رہا ہے عارض
تیرا طالب بنگیا نام ترا ہے عارض
ای شہ حسن نہیں خط کو گوارا عارض
لشکر مور سے گھبرائی حصار عارض
ایک بوسہ ہمیں دیدو تو کرم ہے ورنہ
اور دو روز سے مہمان ہمارا عارض
اپنی شعلہ ہی کیا شمع نے شہ پر کھویا
شکل پروانہ ہوئی اور ہے کیا عارض
شاہ عشاق ہیں یہ لیتی ہیں بوسے پائے
چوم کر اپنی غل میں ہی رہا عارض
خادم حسن ہے یہ خط سبزی ہوئی ہے کیا کیا
اکیلا ہوں تو ہے خزاں ہی بہار عارض
دشمن جان ہے یہ کیا ہے علاج آتشناک
خیلوں فرط نزاکت سے ہوا جاتا ہے
ہے یہ بوسے کا مقصود بھی یا عارض
خط کا

غزل ۲۳

دل لین کرنا ہی ہے تو زبان دراز
پند نامے کا ورق ہے کہ زبان دراز
دل لیا لیتی ہیں کیا شانے کی زبان دراز
پھر نہ جاوے گے کیا کرزبان دراز
ہے جہاں مشتری جنس بیان دراز
کم ہے بازار سے چلتے ہے دکان دراز
گرمی دوری ساقی کا ہے دامن دراز
ایک دو دل پہ گرو ہو گا مکان دراز
صفت بت عیب کرے کیا کوئی بکواز
بیکشو شے پہ علاج خفقان دراز
روز شوخت سے ہیا اندوہ ہے چکا
زندگی ہے گی اخیر کو زبان دراز
ہے کی عورت کی مرد نادان دراز
دشمن از سے ہے چیرا زبان دراز
سے ہے دنیا ہے

خطاکی امید ہے جانور حسن رواں ہے
فنس کر کیا نہ اڑ گئی ہے ہمارا عارض
مسل مرکی کلی ہے ہمارا عارض
ران ارجمند ہے ہمارا عارض
جل گئی ہے ہمارا عارض
آفتاب ہے ہمارا عارض
فانوس ہے ہمارا عارض
شمع ہے ہمارا عارض
شمع ہے ہمارا عارض
گرد خط دیکھ کے ہے ہمارا عارض
خاکسار ہے ہمارا عارض
دل ہے ہمارا عارض
اسی نازنین ہے ہمارا عارض
خط ہے ہمارا عارض
شمع ہے ہمارا عارض
بیدار ادھر

نیچے اوپر ہے عارض تابکے ہے
آگہیں کر قیامت ہے ہمارا عارض

کتب خانہ

غزل

غزل

مشاعرہ

مشاعرہ

مکالمہ محفل

قابل

غزل

ہے

غزل

ہے

غزل ۲۷

غزل ۲۸

غزل ۲۹

غزل ۳۰

غزل ۱۷۴

یمین

غزل ۹۲

خیال

یمین

غزل ۹۳

یمین

غزل ۹۴

یمین

غزل ۹۵

یمین

غزل ۹۶

یمین

بیخود

نغمہ دل کی دلکشی تیرے ترانہ میں نہیں
پھر بھی یہ دشت ہے کہ آج پردۂ ساز میں نہیں
ہوگئی مخمور کس آرزوئے شیرازہ ریز
بزم قدح لبالب کے جامی تری چشم ناز میں نہیں
عارض تابناں میں نور صبح صادق ہی کا
سامان شمع خفتہ اب بیضۂ صادق ہی کا
ہوگیا ہی منفعت سے مہماں مرا جسم نزار
اسے اجل کچھ بھی تری آمد کا اندازہ نہیں
گل کا تبسم ہے ترے طاق طاقت ہوگئی
وقت فگاں میں اب وہ دل کا حوصلہ نہیں
زیب ہی کیا ہے اگر گشتہ قوی سوزاں نہیں
گلبدنی پہ جاں میں اگر دود چراغ نہ ہو
شمع شبستان لالہ ہی وہ گردن نہیں
گر پہ ہی گلشن زرد سے کار دراز ہے
گلبدنو حور بہشتی تری چلمن نہیں
رقص میں ہر کمر کی ہی ایک تڑپ نہاں
شعلۂ جوالہ میں گویا شرر کا نشاں نہیں

ہاتھ

بیخود

کیا کہوں آج کس سے ملا ہوں
کیا بتاؤں کہاں کہاں گیا ہوں
ہوش کی ہوش ہی نہیں ہے
کیا کہوں کیا ہوا ہوں
ہوش کی ہوش ہی نہیں ہے
کیا کہوں کیا ہوا ہوں
ہوش کی ہوش ہی نہیں ہے
کیا کہوں کیا ہوا ہوں

نغمہ

نغمہ دل کی دلکشی تیرے ترانہ میں نہیں
پھر بھی یہ دشت ہے کہ آج پردۂ ساز میں نہیں
ہوگئی مخمور کس آرزوئے شیرازہ ریز
بزم قدح لبالب کے جامی تری چشم ناز میں نہیں
عارض تابناں میں نور صبح صادق ہی کا
سامان شمع خفتہ اب بیضۂ صادق ہی کا
ہوگیا ہی منفعت سے مہماں مرا جسم نزار
اسے اجل کچھ بھی تری آمد کا اندازہ نہیں
گل کا تبسم ہے ترے طاق طاقت ہوگئی
وقت فگاں میں اب وہ دل کا حوصلہ نہیں
زیب ہی کیا ہے اگر گشتہ قوی سوزاں نہیں
گلبدنی پہ جاں میں اگر دود چراغ نہ ہو
شمع شبستان لالہ ہی وہ گردن نہیں
گر پہ ہی گلشن زرد سے کار دراز ہے
گلبدنو حور بہشتی تری چلمن نہیں
رقص میں ہر کمر کی ہی ایک تڑپ نہاں
شعلۂ جوالہ میں گویا شرر کا نشاں نہیں

ہاتھ

بیخود

کیا کہوں آج کس سے ملا ہوں
کیا بتاؤں کہاں کہاں گیا ہوں
ہوش کی ہوش ہی نہیں ہے
کیا کہوں کیا ہوا ہوں
ہوش کی ہوش ہی نہیں ہے
کیا کہوں کیا ہوا ہوں
ہوش کی ہوش ہی نہیں ہے
کیا کہوں کیا ہوا ہوں

نمبر ۹۵ غزل ۱۲

۹۶ غزل ۹

۹۷ غزل ۸

غزل ۹۹

روان میں

ہوش اوڑی روح سے بیہوشی سے بیگانے ہیں قرار کر کے

کسی کا دل روح سے اگر ان کی ہوش ہے قرار کر کے

کشتہ ہیں ہم تری طلب میں ہمیں نہ ہو شرمسار کر کے

جا بجا ہو جس نے نام مرسل تری مرثیہ خوانی میں

لاکھ صفحہ ہی ہوں مومن جو تری ثنا میں

ہے ہر ایک ورق پر ہے ہر ایک ورق پر

ہے ہر ایک ورق پر ہے ہر ایک ورق پر

ہے ہر ایک ورق پر ہے ہر ایک ورق پر

غزل ۱۰۴

غزل ۱۰۵

غزل ۱۰۶

غزل ۱۰۹ ۲۰

غزل ۱۱۰ ۲۵

غزل ۱۱۲

غزل ۱۱۳

غزل ۱۱۴

ہی

ہی

۱۲۱ غزل ۱۰

پھر وہی بھیگی ہوئی رات کی تنہائی ہے
کوئی تصویر کی بات اور نہیں تنہائی ہے
غیر ممکن ہے خدا بن تو میسر نہ ہو
اپنی کالی تو بھی طاقت شعاری ہے
چرخ رنگ و رنگ کی کیا ہی کیا تری نگاہ
دیکھیں تو کسی شیخ تری آبرو ہے
انتا تو بتا تو ہیں کر دل ہوا ہے
دیتا نکلا ہے میں خال سیاہ فی
سیب ذقن ہے ترا قد و افغان ہے
ترنجیب رنگ عشق جو دنیا ہو نا ہی
تم جانتی ہو دل پہ میرا اختیار ہے
تیری ہی دیدنی میں ہو فانی کا وہ غریق
ہم خاک سوئی اور دیدنی ہے
دیوانہ ہوں جو فلسفہ و نکتہ داں نہیں
پیغمبری ہے پاس مری نہ ہے

ہی

۱۲۰ غزل ۱۹

ہے ہے خدا نہ کرے تم ہو اور ہی ہے
ہے ہے خدا نہ کرے تم ہو اور ہی ہے
ہے ہے خدا نہ کرے تم ہو اور ہی ہے
ہے ہے خدا نہ کرے تم ہو اور ہی ہے

ہی

۱۲۱ غزل ۱۰

ہے ہے خدا نہ کرے تم ہو اور ہی ہے
ہے ہے خدا نہ کرے تم ہو اور ہی ہے
ہے ہے خدا نہ کرے تم ہو اور ہی ہے
ہے ہے خدا نہ کرے تم ہو اور ہی ہے

ہی

۱۲۲ غزل ۱۰

ہے ہے خدا نہ کرے تم ہو اور ہی ہے
ہے ہے خدا نہ کرے تم ہو اور ہی ہے
ہے ہے خدا نہ کرے تم ہو اور ہی ہے
ہے ہے خدا نہ کرے تم ہو اور ہی ہے

غزل

ہے

غزل

ہے

غزل

ہے

غزل

ہے

غزل ۲۹

غزل ۱۲۵ ۳۲

۱۲۶ غزل ۳۱

اشتہار

بیمار ہے

اشتہار

بیمار ہے

غزل ۱۲۹

غزل ۱۳۰

غزل ۱۳۱

غزل ۱۳۱

غزل ۱۳۲

بہاری

جلوہ ہے جس سے بہارستان معنی کی شگفتہ
گل ہے وہ گلبن کہ جس کی شاخ ہے طوبیٰ کا پودا
جس کی صفا کا ہے جوہر آئینہ ہستی کا شہرہ
جس کی ہوا ہے مسیحا جس کا پانی ہے مسیحا
اس کی نمک کی کان ہے یہ ساری دنیا
جس کی ہوا ہے مسیحا جس کا پانی ہے مسیحا
اس کی نمک کی کان ہے یہ ساری دنیا
جس کی ہوا ہے مسیحا جس کا پانی ہے مسیحا
اس کی نمک کی کان ہے یہ ساری دنیا

ہزار کے

پیمانہ میں ہے رنگین مے کی ترنگ میں
پیمانہ میں ہے رنگین مے کی ترنگ میں
ہاتھ میں ہے رنگین مے کی ترنگ میں
ہاتھ میں ہے رنگین مے کی ترنگ میں

بلبل

بقیہ ۱۳۴

شکایت پر

۱۳۵

غزل ۱۰

آفات پری

۱۳۶

غزل ۱۲

غزل ۱۳۷

غزل ۱۳۸

غزل ۱۳۹

غزل ۱۴۰

غزل ۱۵

غزل ۲۶

غزل ۲۰

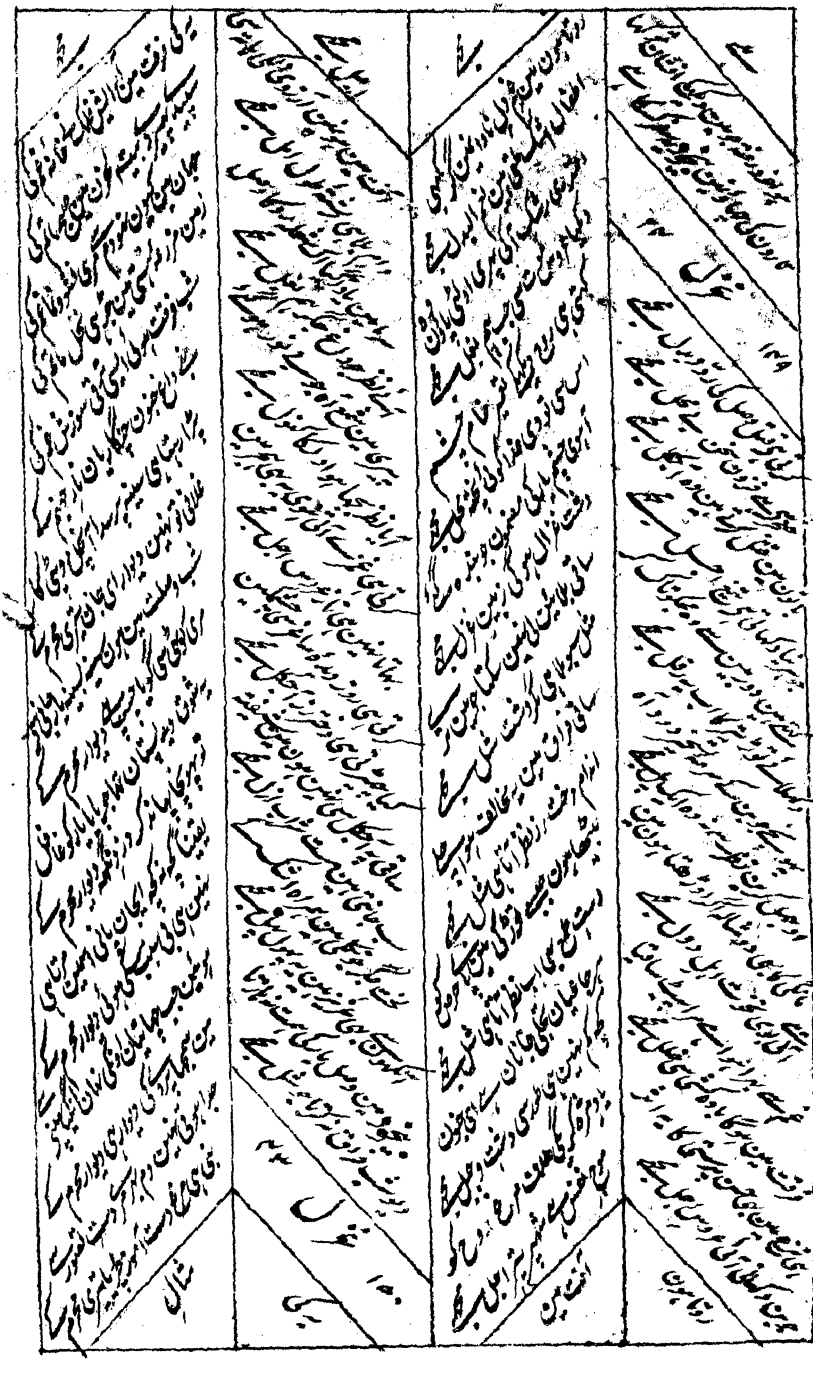

غزل ۱۰

غزل ۱۱

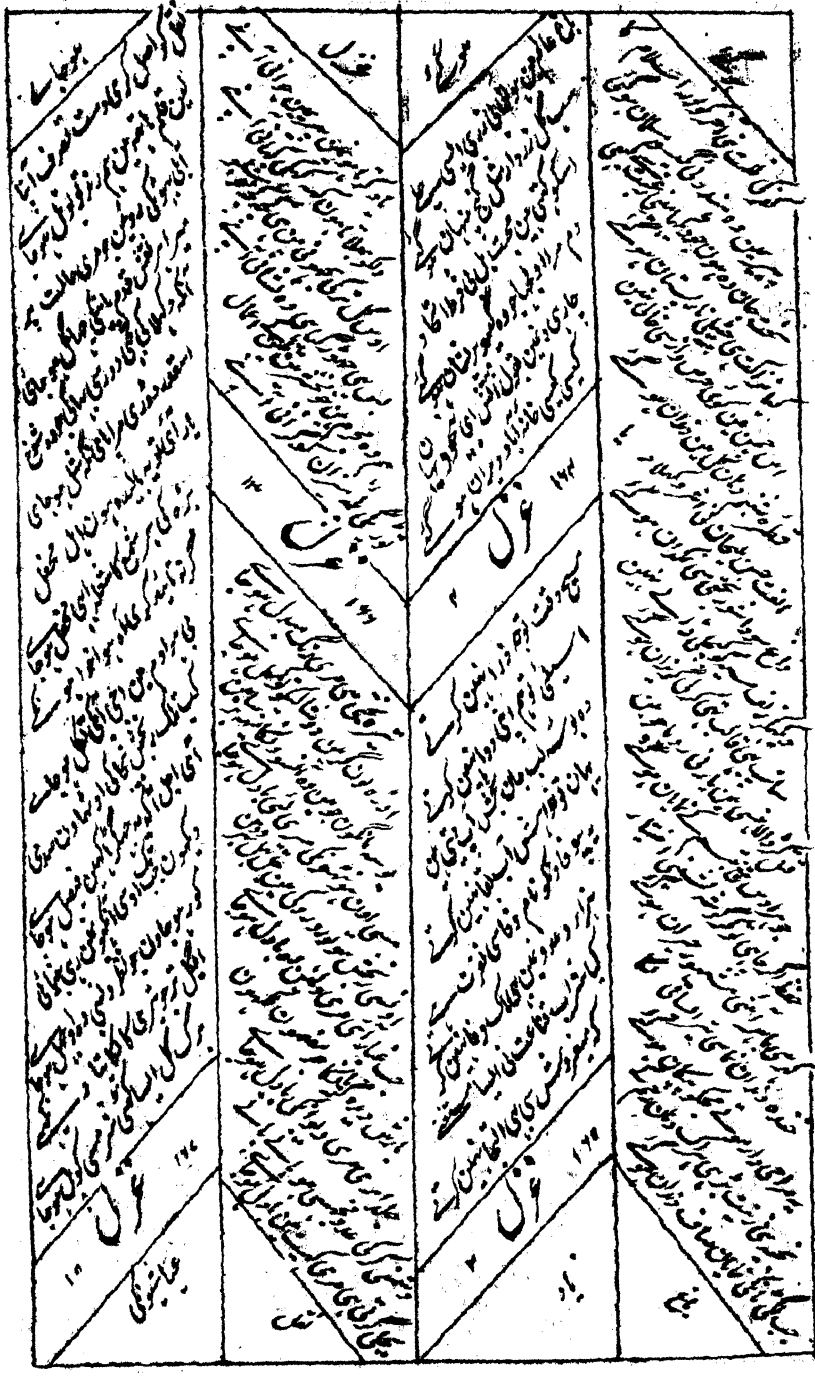

غزل

غزل

غزل

۱۰

[illegible]

[illegible]

[illegible]

متفرقات

قطعات تواریخ

بهار

ایضاً

پیارا

جلوس کی اور سن جلوس کی

سرما میں قاری فرزند دولا راجہ

آسمان

ہوا

خوشی

پھولی

خوشی حضرت اخترحسن ہے چوتھی کی پھر

آپ کو اس تاباں کی مبارک ہو

قطعہ تاریخ جشن فرزند

بہترین خلعت ہے محبت فرزند

پڑھ کے ہے رب نا کہیں ہیں عورت فرزند

چوتھی ہی کا ہے یہ بھار حسنہ ایا

حضرت کو ہمارے کو ہے یہ فرزند

کر کے تاریخ کہا ہے یہ مشتاق نے

ایضاً ۲

جانتا ہے تری محفل کو چوتھی فرزند

دیکھنے آیا ہے اور شہ ہے ہوئی فرزند

صفت برگ قرآن کیوں نہ عدو ہو پامال

کہ ہے دشمنوں کا دل پہ چوتھی فرزند

ایضاً

قطعہ تاریخ جشن ختنہ سیف سلطان سلمہ

داد کی حسن لالا اور شہ نشان ان کو

کہہ دیا ہے یہ مشتاق نے بیان ان کو

داد میں ہے یہ مشتاق نے بیان ان کو

دیکھ کے یہ ہوئے ہیں مہر مہربان ان کو

قطعہ تاریخ جشن ختنہ سیف سلطان سلمہ

واہ طبع رسا صوفی مشرب آج

کہہ دیا ہے یہ مشتاق نے بیان ان کو

ہے مبارک ہمارے اسکا مضمون نور

ہے یہ تاریخ شاہد مضمون نور

ہے یہ تاریخ شاہد مضمون نور

ہے یہ تاریخ شاہد

سب

ہندوستان کی جو زار سے ہوا
ہر ایک ملک میں انقلاب سے دولت وہ ہوا
شعر و نظم و نثر میں ہے یہ کمال
نظم معنوی کی زکیا بھی جواب
دیکھو

مسدس ۱۸

انصاف اے خان عالی جناب
نظم معنوی کی زکیا بھی جواب
دیکھو

خواب

دیکھو ہے شرع گفتہ سے اضطراب
سنتا ہوں رحمت ہے تری بیحساب
گرچہ ہے تم لائق قہر و عتاب
چون تو تو ہی ہے جرم من گرد و تراب

رہا کرتا ہے مرا یاد نشانات
المدد اے دست تیلے کھانات
ہے کرتا ہے تری پاکذات
گرچہ ہے تم لائق قہر و عتاب
چون تو تو ہی ہے جرم من گرد و تراب

دل کو ہے حفظ گفتہ کے آزرد
آپ فرماتا ہے تو لا تقنطوا
گرچہ ہے تم لائق قہر و عتاب
چون تو تو ہی ہے جرم من گرد و تراب

نفس امارہ ہے یاد رہا
ہاویہ ہے مدتوں بھولا رہا
گرچہ ہے تم لائق قہر و عتاب
چون تو تو ہی ہے جرم من گرد و تراب

رہا

دوستوں سے کرتا رہا
محفلوں میں سر کرتا رہا
گرچہ ہے تم لائق قہر و عتاب
چون تو تو ہی ہے جرم من گرد و تراب

دم میں ہو سب کے گرم
بات میں ہو سب سے نرم
گرچہ ہے تم لائق قہر و عتاب
چون تو تو ہی ہے جرم من گرد و تراب

ہے کرتا ہے تو ہی ہے
ہے کرتا ہے تو ہی ہے
گرچہ ہے تم لائق قہر و عتاب
چون تو تو ہی ہے جرم من گرد و تراب

افعال

انفعال

انفعال تجھ سے ہوا مجھ کو ہے
شرم سے پانی عرق ہو کے بہے
گرچہ ہے تم لائق قہر و عتاب
چون تو تو ہی ہے جرم من گرد و تراب

ایک دن مرنا ہے او خانہ خراب
عرض کر قابل سے با صد اجتناب
گرچہ ہے تم لائق قہر و عتاب
چون تو تو ہی ہے جرم من گرد و تراب

جب دنیا الفت و زشتہ و زان
فقط ایمان کے لیے ہیں کاوشان
کرتے ہیں غارت متاع جان و تن
الغیاث اے کریما سے ذوالمنن
گرچہ ہے تم لائق قہر و عتاب
چون تو تو ہی ہے جرم من گرد و تراب

جن کا ہیم

انتخاب

منشور فوق کا ہمارے گرانقدر قارئین نے جس گرمجوشی سے خیر مقدم کیا ہے اور جس کثرت سے ہماری مدد کی ہے اس کے لئے ہم ان کے تہ دل سے شکر گزار ہیں۔ ہم نے اپنے منشور میں جو وعدے کئے تھے ان کو پورا کرنے کی ہم ہر ممکن کوشش کریں گے۔ ہمارے قارئین کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوگی کہ ہمارے پرچہ کی اشاعت ہر ہفتہ ۱۲۰۰ کاپیوں سے بڑھ کر اب ۱۵۰۰ کاپیوں تک پہنچ گئی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے قارئین اس کی اشاعت کو اور بڑھانے کی کوشش کریں گے۔ ہم نے اپنے منشور میں یہ بھی لکھا تھا کہ ہم اپنے پرچہ میں ہر قسم کے اشتہار مفت شائع کریں گے۔ اس وعدہ کے مطابق ہم نے اس نمبر میں بہت سے اشتہار شائع کئے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے قارئین ان اشتہاروں کو پڑھ کر ان سے فائدہ اٹھائیں گے۔ ہم نے اپنے منشور میں یہ بھی لکھا تھا کہ ہم اپنے پرچہ میں ہر قسم کے اشتہار مفت شائع کریں گے۔ اس وعدہ کے مطابق ہم نے اس نمبر میں بہت سے اشتہار شائع کئے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے قارئین ان اشتہاروں کو پڑھ کر ان سے فائدہ اٹھائیں گے۔

غزل

آرزو

غزل

آرزو

غزل

آرزو

غزل

آرزو

مطلع ثانی

عطائی کہ ہو حضرت سلطان سے ملقب
ہلال کہ ہو ابروئے خوبان سے مرصع
بارگاہ جو ہو قبلۂ ارباب عقیدت
درگاہ جو ہو کعبۂ اصحاب ارادت
اندیشہ نہیں جس کو کہ ہو فوج شمن زیر
دھڑکا نہیں جس کو کہ ہو دشمن سے ہراساں
طالع ہو جو اس کا کہ ہو سلطان کا چاکر
بخت اس کا ہو یاور کہ ہو سلطان کا یاور
ہو فوج کا افسر کہ ہو سلطان کا نوکر
ہو ملک کا مالک کہ ہو سلطان کا بندہ
ہو ذکر کا ورد اس کو کہ ہو سلطان کا مداح
ہو فکر کا کام اس کو کہ ہو سلطان کا مدحت
ہو نام کا شہرہ کہ ہو سلطان سے منسوب
ہو کام کا چرچا کہ ہو سلطان سے مربوط
ہو ملک کا مالک کہ ہو سلطان کا بندہ
ہو فوج کا افسر کہ ہو سلطان کا نوکر
ہو فکر کا کام اس کو کہ ہو سلطان کا مداح
ہو ذکر کا ورد اس کو کہ ہو سلطان کا مدحت
ہو نام کا شہرہ کہ ہو سلطان سے منسوب
ہو کام کا چرچا کہ ہو سلطان سے مربوط
ہو بخت کا یاور کہ ہو سلطان کا یاور
ہو طالع کا اختر کہ ہو سلطان کا چاکر
ہو فوج کا افسر کہ ہو سلطان کا نوکر
ہو ملک کا مالک کہ ہو سلطان کا بندہ

نشاط

دیوان

قصیدہ در مدح بادشاہ

انجم

پرتو

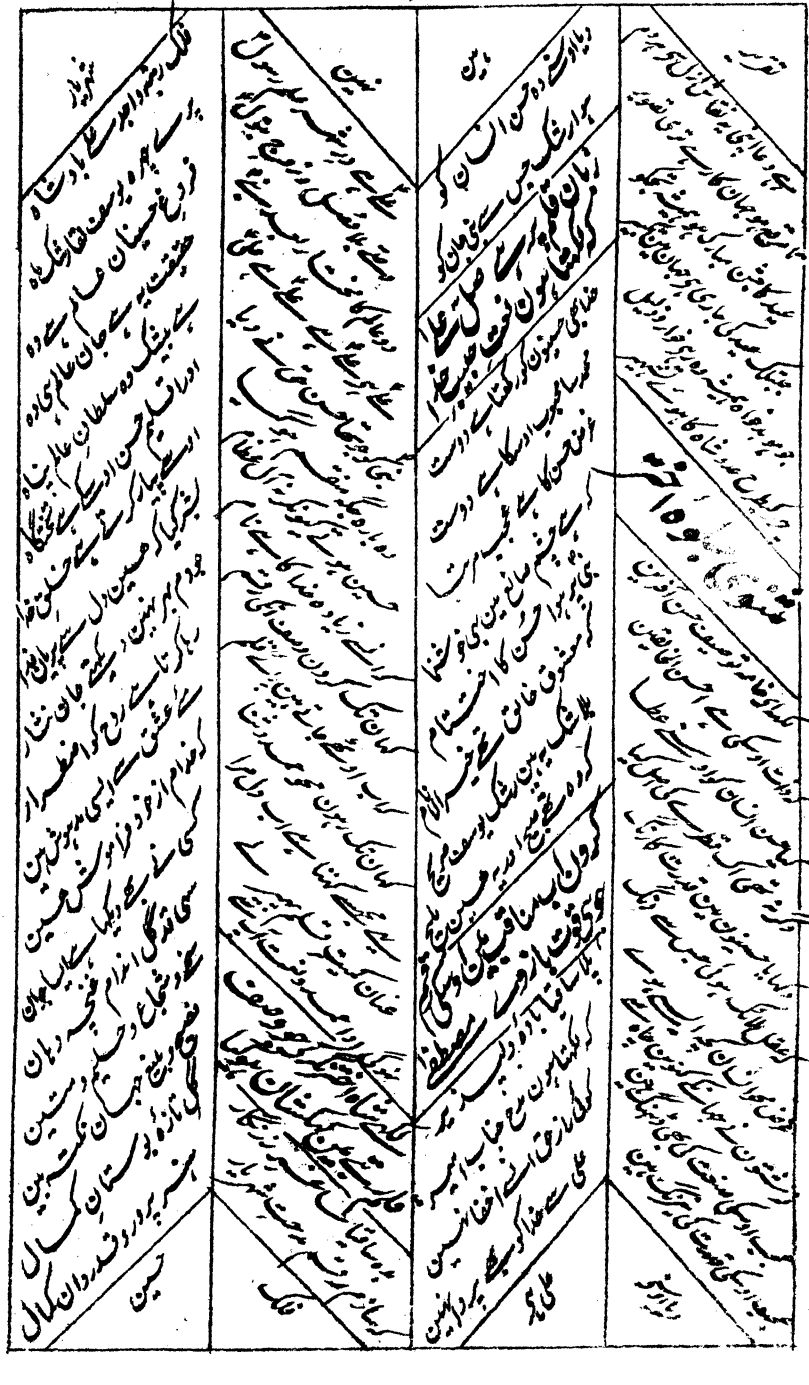

بن گیا

بنا صاف ستھرا مفت سودا گر کیلئے گلاب کا بازار ہے

بچے دادو دین اک طفل حسین
کھلونوں کی تعریف پڑھا یا

کھلونے ہر اک جا پہ دھوم دھام
مگر دولت پسند کو خوش نما

کھلونوں کا ہو من اگر دلفریب
تو آوے ہر اک چوکھٹے سول کا

نہیں ہر ورق پر تصویر سے
چوبی پیر در اصل وہ شے ہی

فقط جان ہی پر نہ کھیلنے کی دے ہے
کھلونے ہیں یہ خوبصورت بہت

بھینسے کہنیا کے صورت ہیں یہ
پہ مٹی کے پریاں اگر اور چلمن

تو پریوں کی ہی دیکھ کے پریاں
اگر فیل اشک اک نظر دیکھ پایا

ہی دامن چشم ہیں اشک جایا
کہ ہیں کپڑا میں تنکی بھینگا کا

قلمتراشی کی لوگ کرتے ہیں
اور اک

کرو گلدان کا ہو سے طرف اک نظر
ہو ہے ہیں ہو ہے ہیں ہو ہے ہیں

ہو ہے ہیں ہو ہے ہیں ہو ہے ہیں

بنگ

بسم اللہ

نعت

قطعہ

کان

دنیا کی بہار

ہمیشہ ہے بہار اس باغ دنیا میں
کہ ہے اس باغ کی بنیاد ہی بنیاد پر قائم
کسی کو دیکھ کر ہنستا ہے کوئی
کسی کو دیکھ کر روتا ہے کوئی
کسی کا گھر ہے ماتم میں کسی کا
کسی کا گھر ہے عشرت میں کسی کا
کسی کا دل ہے غم سے پارہ پارہ
کسی کا دل ہے شادی سے فروزاں

کلیات

دیوان حسن خان بہادر مشفق

بتاریخ خاتمہ مثنوی ہلال

بے درنگ

نقاره بهار ریا نوبت بکام ہے
شکر خدان کہ پرده مستی شکست رنگ
مستی کی در دماغ میں جوش گلاب ہے
صفون تازگی سے چمن پیرہن گلاب رنگ
کیا حسن شاہدان صفاہی عروب ہے
رکھتا ہی ہر درشت صفت خوش ادب رنگ
اعضاے اسکے کیا ہی روشن گلاب ہے
ہوجاے کورا نہ دل ہی فگار رنگ
اوس ملک حسن کی ہی مظفر ہے
پیر فلک بھی دیکھکے جسکو ہوا ہی دنگ
روشن چشم شاہد دہ پیرون کی ہے جگہ
دو باغ دو بہار دو صبح و شام رنگ
دو شاخ نارس پستہی دو عضو نازکوم
دو سرو رنگ بالوں کی دولت ہے لاکلام
تفصیل وار شرح سے اسکی ہی بیت رنگ
بازار دل کی ہی ہی رنگ کی دوکان رنگ
صنعت سنجی کی ہی تاریخ ہی ہلال
جلد سیم کی ہی ہی تاریخ ہی رنگ
قطعہ

۱۲۶۹ھ

قطعہ تاریخ

مثنوی تصنیف شیخ اشرف علی اشرف

کلیات مشفق

مثنوی تصنیف شیخ اشرف علی اشرف

سخن گو و طبّاع و جادو بیان
شناسندهٔ ران اوشاء عران جهان
چو یکدم غنود و نمود غزل
ز لب کیا ہے اوشا ہے شال
محبت رمن سے نا پہ یک سال
بفرمود تاریخ اتمام او

قطعه

تاریخ

مثنوی تصنیف شیخ اشرف علی اشرف

کلیات مشفق

مثنوی تصنیف شیخ اشرف علی اشرف

سخن گو و طبّاع و جادو بیان
شناسندهٔ ران اوشاء عران جهان
چو یکدم غنود و نمود غزل
ز لب کیا ہے اوشا ہے شال
محبت رمن سے نا پہ یک سال
بفرمود تاریخ اتمام او

قطعه

تاریخ

مثنوی تصنیف شیخ اشرف علی اشرف

کلیات مشفق

مثنوی تصنیف شیخ اشرف علی اشرف

سخن گو و طبّاع و جادو بیان
شناسندهٔ ران اوشاء عران جهان
چو یکدم غنود و نمود غزل
ز لب کیا ہے اوشا ہے شال
محبت رمن سے نا پہ یک سال
بفرمود تاریخ اتمام او

قطعه

تاریخ

خاتمۃ الطبع

لائق حمد و قابل ثنا وحدہ لاشریک لہ کی ذات ہی جو موجد کائنات ہے جس نے رباعی
عناصر سے افراد انسان کو بصور مختلف موزون کیا جوہر لطیف عقل کو حواس خمسہ کی تائید
سے ادراک رموز صنائع و بدائع صانع و فہم اسرار نظم مصنوع دیا۔ اور نعت مطلع دیوان
موجودات باعث وجود مصنوعات سرور عالم نبی محترم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنکے ظہور
انور سے سبع افلاک سبعہ و مسدس جہات ستہ روشن ہوی اور تجلی مہر رافت سے
رکن اربعہ عالم چمکے اور عروض سیفی ہدایت سے بنیاد کفر آشنایان بحر ضلالت منہدم ہوئی اور سر شتہ
کلام معجز نظام سی مجموعہ ادیان کی شیرازہ بندی کی۔ اور منقبت آل اطہار و اصحاب اخیار جنکے
فیض بیان و سخن فصاحت توامان سے تا قید گمرہی بیت دل سے دور ہوئی کلام شیرین
تلقین سے عیب و عواب کی تمیز ملی ہر فرد بشر کو ضرور ہے کہ متکلمین نثر و نظم کا قدیم سے
یہ دستور ہے [illegible] جہان باریک بین و نکتہ دانان دقیقہ رس قدیمی تکلمین کو مژدہ پہونچے کہ دیوان
مرتبل سخنوران فصیح الزمان شیرین بیان یادگار روزی جناب سید محمد ہادی علی مرحوم متخلص بخود شاگرد
رشید افصح الفصحا بلغ البلغا ناظم شیرین تقریر جناب خواجہ محمد وزیر مغفور متخلص وزیر مع مثنوی جلوہ اختر
متضمن اوصاف جلسہ رسم ایجاد فیض نبیا و حضرت سلطان عالم اعاد اللہ ملکہ جسکا ایک عالم مشتاق تھا
بجہد بلیغ احقر العباد محمد یعقوب عفی عنہ نے کمال صحت سے کاغذ مصفا پر نقش و نگار طبع سے
آراستہ کیا ماہ رجب ۱۲۹۱ھ ہجری مطابق ماہ اگست ۱۸۷۴ء میں بحسن اسلوب اختتام پذیرا ہوا
ہے ماہران سخن حسن بنایش و نشست الفاظ و مضامین بلند و معانی دلپسند پر جو غور فرمائین تو محظوظ
ہوکے فکر عالی و نازک خیالی مصنف کی تعریف ہر زبان لائین ✣ ✣ ✣

قطعہ تاریخ اغلاط طبع کی [illegible] عرنگین بیان ناظم شیرین زبان جناب میر ہادی علی مرحوم متخلص بخود
نتیجہ فکر رسا ناظم ذی ہمت فصاحت بنیاد شیخ محمد جان صاحب متخلص شاد ہمدرد جناب میر تقی میر

زینت طبع چو گردید کلام بیعدد	شدہ مطبوع جہان عمر ان ہر ابیات
شاد میگفت چو تاریخ بہ نقطہ بخود	نیچ تا گشت احاد و عشر دسیات
	۱۲۹۰ھ

شمار غزلیات	بسم اللہ الرحمن الرحیم	تعداد ابیات
۱		۳

کنشتِ دہر مین غل ہی تری قدرت نمائی کا
وہ بت پیدا کیے ہین جنکو دعوی ہی خدائی کا

نبی پر آئینہ ہی حال حیدر کی صفائی کا
وہ بھائی ای برادر ہی بڑے ہی کلمہ جو بھائی کا

شمار غزلیات		تعداد ابیات
۲	یہ دو مطلع ہی حمد و نعت مین ای شاد کافی ہین غزلخوان ہوا رادہ ہی اگر طبع آزمائی کا	۱۳

وہ ہون جا باغ مین غلط کی کسی رنگ پر تصویر ارتھا
کبھی خاک تھا کبھی باد تھا کبھی آب تھا کبھی نار تھا

کبھی تھا وجود و کبھی عدم کبھی تھا شکم مین بغیر دم
کبھی تھا جنین و جنینہ ہم کبھی طفل زیب کنار تھا

کبھی تازگی سی گل چمن کبھی کہنگی سے ہی کہن
کبھی تھا جوان قوی بدن کبھی پیر مرد نزار تھا

کبھی خشک خوف جہیم سی کبھی شاد یاد نعیم سے
جو خزان کی رنج سی خار تھا تو خوشی سی باغ و بہار تھا

کبھی مفلسی سی حقیر تھا کبھی مال زر سے امیر تھا
کبھی کوچہ گرد فقیر تھا کبھی شاہ شہر و دیار تھا

کبھی سوز و ساز کا ڈنگ تھا کبھی من عشق کا رنگ تھا
کبھی غمع گاہ پتنگ تھا کبھی گل تو گاہ ہزار تھا

جو کسی جگہ وہ حسین تو کسی جگہ پہ دل حزین
کہیں لیلیٰ بت شہر نگین کہیں شیریں عاشق زار تھا

کبھی میکدہ میں خراب تھا کبھی خضر راہ ثواب تھا
کبھی مست بادہ ناب تھا کبھی شیخ زہد شعار تھا

کبھی مقتدائے شکاریاں کبھی پیشوائے حواریاں
کبھی رہنمائے قماریاں کبھی پاک باز قمار تھا

کبھی گبر خال بت حسین کبھی مسلم رخ مہ جبین
کبھی کافروں کی قطار میں کبھی مومنوں میں شمار تھا

کبھی شیخ تھا کبھی برہمن کبھی آذر و کبھی بت شکن
کبھی تھا صحابی نجبتن کبھی تابعین چہار تھا

جو سوا امام دوئی کبھی تو بنا رسول نبی کبھی
کبھی تھا نصیر و نصیر کا کبھی آپ رب کبار تھا

کہوں شاد کیا ہے عجب گلی یہ طلسم خلقت آدمی
اسی خاک سے یہ ہوا بشر ہے خاک آخر کار تھا

۲ ۶

شہد مرا قضا نے جو دم نیا بنایا
کشتہ جو سرتپن کین دل کربلا بنایا

نقاش لوح تن نے بھی صنع آئینہ ہے
ہر ایک قد آدم صورت نما بنایا

پیدا کیے ہیں حق نے درویش و شہ برابر
قسمت نے تم کو سلطان ہم کو گدا بنایا

جا قلب شیخ میں کی گھر دل میں برہمن کے
مسجد جدا بنائی دھرا جدا بنایا

غارت یہ مفلسی ہو یارب ہمیں کہ جس نے
اس ہاتھ پاؤں پر کیا بے دست و پا بنایا

۴ ۹

اپنا بنا کے او سکو اے شاد اور ہمنے
اک دل سے آشنا کو نا آشنا بنایا

اشک آنکھوں میں بہر دم رہا
آب دیدہ صورت شبنم رہا

نکہت برباد تھا غنچہ کا حسن
مسکرانے ہی نہ وہ عالم رہا

دل وہ عنقا نہ ہے جسمیں عمر بھر
آرزوئے مردہ کا ماتم رہا

جمع زر سے بھی نہ دلجمعی ہوئی
شکل درہم صورت درہم رہا

کیا ید طولے کو پہونچی زلف یار
طول عمر خضر ہاتھوں کم رہا

صورت ابرو نہ گردن اونچی ہلی
سر نہ شمشیر قاتل خم رہا

جس سے رویا میں ذرا منہ ڈھانپ کر
لاکھ سکھلایا وہ دامن نم رہا

اور جلے کپڑوں میں بھی تھے لاکھوں جتاوٹ
سادگی پر بھی عجب عالم رہا

۵ شاد وہ ناشاد ہوں مانند میر
غم رہا جب تک کہ دم میں دم رہا ۹

حلال کر تو سہی امتحان کر لینا
جو دم چرائے ہوئے ہوں تو ٹول پر لینا

تپ دروں نے جلائے ہیں دل و جگر لینا
کہ ہر یہ آگ لگی ہے ذرا خبر لینا

نشان رستم و قارون محل عبرت ہے
غرور کی نہ یہاں اہل زور و زر لینا

خیال خال کسی عشق تیغ ابرو میں
بہادروں کے لیے عیب ہے سپر لینا

جو سر ہی دینے پہ حاصل ہو ای دل نالاں
اثر ضرور ہے آہ بے اثر لینا

پڑا جو عکس رخ زلف دوش نازک پر
لچک کے ناز پکارا گئی کمر لینا

جو بے وصال ہوں جاں دادہ کو کہن کیطرح
یہ کس حساب میں ہے صفت در سر لینا

جنون سودی کریں جو فصد ہو فساد
مہیں بال کے مانند نیشتر لینا

۶ صدف کیطرح توکل تو کر ذرا ای شاد
۲۲ پھر احتیاج جو قطرے کی ہو گہر لینا

گر روان ہو وہ سرو آب آسا
قہریان دم بہ بین حباب آسا

سچ ہے سویا ہوا برابر ہے
راحت مرگ بھی ہے خواب آسا

اشک بہنے میں ہیں جو دریا سے
تر ہے دامان نم سحاب آسا

صبح پیری ہے غافلو چونکو
دھوپ سر پر ہے آفتاب آسا

نظر آیا جو مطلع ابرو
چن لیا بیت انتخاب آسا

دل ہے پژمردہ گرم آہوں سے
لو کے مارے ہوئے گلاب آسا

دل جگر غم سے بھن گئے شاید
منہ سے بو آتی ہے کباب آسا

خانہ مستی مین رہتے ہین مسرور
خون دل پیتے ہین شراب آسا

سرگذشت اپنی بھی ہے بے کم و کاست
کو بکن خانمان خراب آسا

بحر ہستی فنا ہے رہ طیار
سر پہ باندھے ہے کفن حباب آسا

مدت ہجر یار ہے تو یہ ہے
وصل کا ہے خیال خواب آسا

شاد کو بھی نجف مین بلوا ؤ
یہ لگائے ہے بو تراب آسا

ہلال ابرو جو اس حسین کا ہی سجدہ گہ کبر و متین کا
نہ طاق کعبہ ہی اہل دین کا نہ بتکدہ ہی بتان چین کا

بیان بزم جہان فانی صدائے ذکی ہی زندگانی
نفس کی ہی ہر نفس روانی حو دم ہی ہر دم ہی واپسین کا

جو سیر عالم کی کوئی دم ہی تو گاہ پیش نظر عدم ہے
اگر نگہ مردم کی جام جم ہی اگر نگہ شیشہ ہی دو بین کا

شرف مین گو در آبرو ہین پہ تیرہ بختی مین مثل مو ہین
ہزار گنجی سے سرخ رو مین کلنک ہی پر جبین کا

بھری جو سر مین ہوا ہی مے کی بھڑک رہا ہی چراغ ہستی
بجھا نہ دلکی لگی کو ساقی بلا ے جام آبگینہ کا

قریب ہی یار روز محشر چھپیگا احوال قتل کیونکر
جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

ہزار ہو شاد در فشانی سنا ہی اوستاد کی زبانی
ہے اسطرح بیت بی معانی مکان ہو جسطرح دلنشین کا

نہ ہندون مین نہ ہون سلمان نہ کافرون مین نہ اہل دین کا
برا ہو اس عشق کا الٰہی نہ چار صدمین نہ اکہین کا

کیا کیا تو نے مجھ قاتل ہوا ہوا خون مجھ حزین کا
ارے گریبان نہ کوئی پکڑے لہو تو دیکھے جو آستین کا

کرے جو پیوند خاک گردون تو پردہ ہو بجاے مجھ حزین کا
کہ منہ چھپانے بھری کو میری بہت ہی دامن زمین کا

جگر ہی جلتا ہے سون سے دہن سے شعلے نکل رہے ہین
بجھاؤ اشکو لگی کو دل کی شرر گرا آہ آتشین کا

وصال فرقت مین ہی یہان تو نمود ہی موت کا پسینا
رقیب دامن سے پونچھتے ہین ہمارے قاتل کی جبین کا

لگی ہی ہچکی بلا ہی منکا لو مین پھری ہین سسکیان ہا ہو
اخیر صحبت ہی اور دم بھر ہجوم بالین پہ ہمنشین کا

ابھی سے شکوے ستم بتون کو جگر یہ یارو تمہیں رہے ہین
ہوا تو ہونگے بتون کا بندہ خدا نگہبان دل حزین کا

سرائے کو ہن کی جھائی کہ سہل کاری ہے جان کنی کی
کٹی نہ کاٹی سی جو کسی کو کٹھن ہی وہ وقت دلبسن کا

یہ تن ہی وقت مین دشمن جان کہ کار کماتی ہین سانہ ہی عضا
جو ہاتھ اپنا ہی آستین مین دندان گزیدہ کہ آستین کا

یہ عرض ہی تساد منصفون سی غزل یہ درد ہی زیادہ
کیا ہے ناسخ نی آسمان سے بلند گورتبہ اس زمین کا

سخن کرے جو وہ غنچہ دہن دہن سی جدا
صدا کرے مرغ چمن ہو چمن چمن سے جدا

ہر رنگ سایہ تن ایک جان دو قالب ہون
دلون سے دل ہین ملی ہو بدن بدن سے جدا

یکین ہون چشم کی صورت روان ہون مثل نگاہ
سفر مین بھی ہین نہین ہوتے ہین وطن سے جدا

جدا جو سر ہو کیسوے یار سے ہے چشم
ہوا ہے کوے غزال ختن ختن سی جدا

مرون بھی شعلہ سوزان نی لون وہ قانع ہوا
سکین کفن تو ہو تا رکفن کفن سے جدا

ملائے منہ جو مرے منہ سے وہ صنم یارب
یہ وصل ہو کہ نہو سہر دہن دہن سے جدا

یہ بات سچ ہے کہ جی منہ مین ہے زبان نہین
جہان بہکا ہے رنگ سخن سخن سے جدا

شریک وقت بد آخر کوئی نہوا ے شاد
لحد مین سوتے ہین عضو بدن بدن سے جدا

ہون وہ شاہین پنجے مین کبوتر اڑ گیا
ہاتھ مین آکر مرے رزق مقدر اڑ گیا

برف کی صورت گھلا کافور ہو کر اڑ گیا
بنگیا پارا تو آتش پر مین مضطر اڑ گیا

خاک ہونے پر جو پوچھا حبیبون کا نشان
لوٹ کر مٹی مین ہر مرغ منور اڑ گیا

اصل سر حد زمین کیا ہی شب معراج مین
چرخ کو مرکب ترا اے ماہ پیکر اڑ گیا

موسم پیری نے کھوئی روی رنگین کی بہار
باغ مین آئی خزان رنگ گل تر اڑ گیا

دولت دنیا جو ٹھہرے ایکجا ممکن نہین
مرغ ندین سا اوہر آیا اودہر اڑ گیا

ناتوانی سے مری اے طفل بربادی نہ چھیڑ
وہ سبک ہون چٹکیون مین میری پر اڑ گیا

جلوۂ عہدِ جوانی شعبدہ سے کم نہین — زال کی شعلہ کی صورت حسن دلبر اوڑ گیا

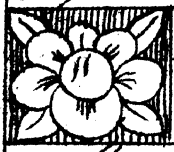

ہم اگر مست مے دنیا نہین کیا غم ہے شاد
جام کوثر تو نہین کچھ روزِ محشر اوڑ گیا

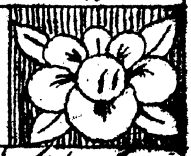

عدم کوئی تو کوئی عید گہ روانہ ہوا — کہین نمازِ جنازہ کہین دوگانہ ہوا
یہ نازکی ہین لحاظ سے وہ یگانہ ہوا — چھوا جو پھول بھی کنگھی کا درد شانہ ہوا
یہ خوان چرخ پہ اوسکی ہے آفرینشِ رزق — گرا زمین پہ جو اولا وہ آب دانہ ہوا
گھٹی تھی سانس جو کاکل ہلی روان ہوئی روح — سمندِ عمر کا تھا کہ تازیانہ ہوا
خدا گواہ ہے حاشا اجل پہ بہتان ہے — بتون نے قتل کیا موت کا بہانہ ہوا
یہ خارِ غم ہے کہ مانندِ مرغِ قبلہ نما — مرا جہان مین سولی پہ آشیانہ ہوا
شباب بھی ہے کوئی موجۂ نسیمِ نفس — کہ مثلِ دم ادھر آیا اودھر روانہ ہوا
یہ ضعف ہے کہ ابھی تک ہے تن مین روحِ روان — مری ہوئی مجھے دنیا مین اک زمانہ ہوا
مفید کارِ شبر ہو نہ نام کی دولت — کہ سر کے گنج سے حاصل کسی خزانہ ہوا
بدی بخت سے وہ مرغِ سخت روزی ہون — غذا کی جا مری بوٹی مین سنگدانہ ہوا

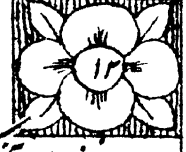

نبی بنا کوئی آدم کوئی امام اے شاد
خدا کے فضل سے یہ مشت خاک کیا نہ ہوا

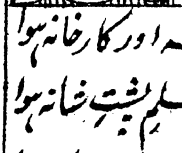

پھرین جو مرغ مین آنکھین نگر زمانہ ہوا — نظر بدلتے ہی کچھ اور کارخانہ ہوا
جہان کا پیش نظر حال غائبانہ ہوا — نہ شانہ بین کو مگر علمِ پشتِ شانہ ہوا
شہید ساز گیر یار اک زمانہ ہوا — لہو بہانے کو مہندی ملی بہانہ ہوا
یہ بیت وہ ہین کہ سدا جیتے جی خدائی کی — مری تو خاک سے روئیدہ رام دانہ ہوا
ہوا جو نالہ کنان دل بکل پیچھے آنسو — سنی جو بانگ جرس کارواں روانہ ہوا
پیرِ چمن مرا بیٹا ہے جنت بستان کی — نہالِ قد مین نمایان ثمر دوگانہ ہوا

کجی ابرو سے حمزہ ہے ہنر ورنہ
خراب ہے وہ کمان جس کمان مین خانہ ہوا

ہدف تھی ہم نہ وہ ابرو ہوا کشیدہ تھا
کمان کھنچی نہ ابھی تھی کہ دل نشانہ ہوا

جلے جو ہاتھ بھی روزی ہو دستیاب مزدور
کہ آبلہ کف موسےٰ سے مین آب و دانہ ہوا

۱۳ خدا سے باتین ہوئین ہر نماز مین اے شاد
۹ کلیم صورت موسےٰ مین نیچگانہ ہوا

مزا کیا ہے اب نالہا سے گلو کا
کہ سینہ ور کہانا ہے پینا لہو کا

ہوا تو ہے محو اوس بت سادہ رو کا
خدا حافظ آئینہ کی آبرو کا

کہلی چشم گل رخصت اے حسن گلشن
روانہ ہوا کارواں رنگ و بو کا

جگر چاک مثل شگاف تسلم ہے
نہ مرہم کے لائق نہ زیبا رفو کا

کسی سے ملے کیا کلام الٰہی
طریقہ جدا ہے تری گفتگو کا

صراحی ہے دل ساغر مے ہین آنکھین
نہین ہون مین محتاج جام و سبو کا

کمی کیا تکلف کی اہل صفا کو
بہاتی ہے ہر لہر دریا اتو کا

مری پر بچشم تنا نظر کر
لحد ڈھیر ہے حسرت و آرزو کا

۱۴ نشیمن تو کیا شاد بے آشیان ہون
۱۱ وہ بلبل ہون اوجڑے ہوے لکھنؤ کا

تپ غم سے لاکہ کھل کر جگر آب ہوتا
یہ مزہ کہان سے ملتا جو نہ دل کباب ہوتا

نہ فلک ہی آب حیوان کبھی دستیاب ہوتا
مجھے مل مدام حاصل قدح شراب ہوتا

شب وصل مختصر تھی تو یہی شتاب ہوتا
مری جاگتی مقدر اوسی میل خواب ہوتا

نہ ملی تھی عید قربان جو ذبیحہ کی عوض مین
وہ ہمین حلال کرتی تو انہین ثواب ملتا

دل و دیدہ ہوے گریان جو نہ آبرو ڈبوتی
نہ وہی خراب جاتے نہ مہین خراب ہوتا

جو نہ موج آب رکھتی تری تیغ کی روانی
تو گلا کبھی چھپائے نہ سر حباب ہوتا

یہی ہم اگر سمجھتے دم کوچ ہر نفس ہے
جو قدم زمین پہ رکھتے وہی پا بتراب ہوتا

یونہین جنبش نظر سے دو جہان الٹ پلٹ ہوتے
جو ذرا نظر بدلتی عجب انقلاب ہوتا

جو ہم شتاب پیتے شب وصل بہر زرا تھا
نہ اونہین کو شرم آتی نہ ہمین حجاب ہوتا

ہمین بوندی کی کٹاری تھی دوائے تشنہ کامی
جو پلاتے بوند پانی ترا دونہین ثواب ہوتا

مجھے شاد بخش دیتا وہ نہ کیون بغیر پوچھے
مین کسی شمار مین تھا جو مرا حساب ہوتا

۱۵

گرم رو برق وار تھا کیا تھا
مین نمود شرار تھا کیا تھا

نیش غم دل کے پار تھا کیا تھا
گو کہ دو تھا کہ خار تھا کیا تھا

کچھ نہ تھا عالم جوانی بھی
سر پہ اک جن سوار تھا کیا تھا

دو دو دل خاک بھی ہوے نہ کھلا
اد خنہ یا بخار تھا کیا تھا

دل صد چاک تھا کہ شانۂ زلف
تو بتو جو فگار تھا کیا تھا

کیون نہ مٹتا یہ آدم خاکی
ایک مشت غبار تھا کیا تھا

دم کے باعث روان پیادہ تھا
یا ہوا پر سوار تھا کیا تھا

شاد گمنام تھا جو غربت مین
اک غریب الدیار تھا کیا تھا

۱۶

زمانہ اوج پر ہے مرقد درویش سلطان کا
قیامت کا ہے طوطی بولتا شہر خموشان کا

جو بیتی تیس ۳۰ دہارین دہ کی ہین سب پر دانہ
ادا شکرانہ کر کنھٹا بنا کر دندان کا

کفن لکھا ہے شاہد مرگ پر کذب گریان کا
یہ وہ جھوٹے ہین جو پہنے ہوے جامہ ہین قرآن کا

بہرا بیٹھا ہون بہوڑا سا ابھی تو بھوٹ بتاتا ہون
سر چھالون سے لی تو نوک کی کانٹا بیابان کا

بگولون نے اوڑائی خاک کیا اک ہم ہی ماتم مین
لہو روتی شفق پانی ہوا دل ابر باران کا

چراغان کیا جلاتا ہے سخاوت مثل حاتم کے
دیے کی روشنی کرتی ہے روشن نام انسان کا

ہمارے اشک حسرت سے لہو کی بوند آتی ہے
جگر خون یاں سے شاید کیا جان پر امان کا

لکھی تصویر جب دم وہ نمک نوش جراحت سے
بنایا دل کی جا ملنی نمک ان نقشہ داں کا

دل ایسا بلبل وحشی ہے ہر دم قصد کرتا ہے
گلستان سے بیابان کا بیابان سے گلستان کا

چھپاتا کیا ہے اے قاتل گواہی خون ناحق کی
مری جانب سے ہے رنگ بولتا تیری ہی دامن کا

۱۷

سخن میرا نہ کیوں اردو زبان میں آتش دلہا ہو
کہ جیا یا ہوں بعینہ شاد میں میر سخندان کا

۸

درد دل عشق بتاں میں ہے مشکل جاتا
جان لیکر ہے طبیب مرض سہل جاتا

اشک خونی مژہ تر سے رواں ہیں ہر دم
راہ پر خار سے ہے قافلۂ دل جاتا

جلوۂ حسن سے شرما کے میان محفل
شمع گل ہوتی جو وہ رونق محفل جاتا

شور کی دل رقص کناں صورت بسمل جاتا
سر کے ہر

پیش و پس مجمع یاراں ہے عدم کا سیتی
شکر ہے منزل بے منزل جاتا

تن کفن پوش روانہ ہے میان تابوت
منہ چھپائے ہے مرا صاحب محمل جاتا

اشک خونین کے ٹپکنے نے مسیحائی کی
مر ہی جاتا جو نہ بہوٹ آبلۂ دل جاتا

۹

سخن اہل خرابات بنا تو اے شاد
میکدہ میں جو کبھی واعظ مہمل جاتا

۱۰

ہر حال میں شکستہ دل نا صبور تھا
شیشہ بھی تھا تو سنگ حوادث سے چور تھا

پیری میں بھی حسن کا اوسکے وفور تھا
موئے سفید نور کی تڑکے کا نور تھا

الفت کا جانبین کے دل میں مذکور تھا
اونکو جو ناز تھا تو ہمیں بھی غرور تھا

معراج میں جو عرش علی پر بھی گئے
معلوم شب ہوا کہ یہ انسان بھی دور تھا

آنکھیں جو نیم مست کی پیہم جام کی طرح
کیف شراب نشۂ زر کا سرور تھا

ناخون ہلال دیرخ نیا تا نہ کیوں خدا
گردن کو سر کشوں کے جھکانا ضرور تھا

اوس بت کی چیڑنے سی الٰہی جو یہ گیا
سیر ہوا بغل مین تھا کہ دل ناصبور تھا

اکدن جو سوے گور غریبان گذر ہوا
مرنے پہ بھی یہ خواہش دل کا وفور تھا

حسرت زدون کی نعش کے اوپر جو کی نگاہ
اک دل سپیر آرزو کا سیان قبور تھا

قطعہ

۱۹

ای شاد سر فروشی فرہاد کیا کہون
میدان عشق مین وہ جوانمرد سو رہا

۱۱

لب پہ اب آتا نہین نالہ دل ناشاد کا
لٹ گیا رستے مین شاید قافلہ فریاد کا

حسن عالمگیر ہے خط ستم ایجاد کا
خوب طوطی بولتا ہے آج کل صیاد کا

پوچھتے ہو کیا پتا دوش صبا پر دیکھیو
ہر بگولا ہے نشان مجمہ خاقان برباد کا

شمع کا سر کاٹتے کیون اپنی راحت کے لیے
یہ بھی مذہب مین ہمارے کام ہے جلاد کا

اے فلک اب ہے نہ انسان جانکر گرد ملال
کھل گیا ہے سیر جسد خاکی ہے آدم زاد کا

سنگ ایسا ہون کہ بدنامی مری تشہیر ہے
شور رسوائی ڈھنڈورا ہے مزار کباد کا

موت سر پہ کھیلتی ہے اوسپہ یہ کبر و غرور
حوصلہ دیکھو تو مشت خاک بنیاد کا

بے مربی ہون تو در ہ موتی سے دیگا آبرو
پالنے والا ہے جو خالق یتیم اولاد کا

تربت عاشق پہ رکھیو ای سایہ آہستہ قدم
شیشہ نازک بغل مین دل ہے محبہ ناشاد کا

نالہ کرتا ہے تو ناقوس جرس کو دیکھ لے
شق جگر ہوتا ہے ای دل صاحب فریاد کا

۲۰

کیون نہ اردو سے علے شاد ہو میری زبان
ریختہ کہتا ہون لیکر نام میر اوستاد کا

۸

ذہن مین راز محبت یہ بمشکل آیا
دل گیا ہاتھ سے موگون نے کہا دل آیا

خاک اوڑائی جو نظر صاحب محمل آیا
جد سپر آیا او دہر آندی کیطرح دل آیا

بزم عالم مین ظہور نبوی سے یہ کھلا
خلوتی اور جہانے نئی محفل آیا

قاریو روسے کتابی کی تلاوت ہے محال
یہ وہ قرآن ہے کہ جسمین نہین منزل آیا

گردن مور و ملخ سے یہ صدا آتی ہے
کون اوس ترک کے کوچے سے نہ بسمل آیا

ناتوان وہ ہون کہ ہونکی گرانباری سے
گور تک مر کے جنازہ بھی بمشکل آیا

عشق نے بعد فنا آنکہ جو دی مجنون کی
ہر جنازہ مین نظر صاحب محمل آیا

۲۱ شاد و ناشاد کو دیکھا وہی بیداد کی داد
منصفی پر جو بتو خالق عادل آیا ۱۰

مری بغل مین نہ ہی پہلو مین یار دل میرا
یہ کیا ہوا مرے پروردگار دل میرا

ہوا ہے چشم صنم سے دوچار دل میرا
ہرن کا کھیل رہا ہے شکار دل میرا

چڑہا نظر پہ نہ آئینہ وار دل میرا
گرا تو ٹوٹ ہی جائے گا یار دل میرا

وہ ہمکنار ہین غیرون سے ہون مین دہ گور
اوٹھا رہا ہی عذاب فشار دل میرا

خیال آبرو سے ضبط درد ہی ورنہ
کراہتا ہے ابھی لاکھ بار دل میرا

وہ بیقرار ہون مانند شیشہ ساعت
کہ اک گھڑی نہین لیتا قرار دل میرا

یہ جو رخ سے گرد ملال خاطر ہے
کرہ زمین کا ہے پرغبار دل میرا

جو رو کے کہتا ہون ملنے سے غیر کی حاصل
تو ہنسکے صاف یہ کہتا ہے یار دل میرا

غضب ہوا کہ گرایا بتون نے نظرون سے
بچائیو مرے پروردگار دل میرا

۲۲ گلون کو بلبل نالان کی ہیہات ہین اے شاد
سنی نہ ایک پکار اہزار دل میرا ۹

غیر سے آنکھہ مار کر مارا
تیر مارا نہ نیشتر مارا

اپنے نزدیک کیمیا ہے وہی
طرح سیماب دل اگر مارا

نہ پڑہا ہے پاے مردی مین
کوہکن نے ہزار سر مارا

کچھ نہ آیا سوا نہ قسمت سے
قدم سعی بیشتر مارا

دل دوبیدہ نے کی دغا ہے سے
مل کے یارون نے یکدگر مارا

صید افگن ہوا تو کیا اے شاد
نفس مارا تو شیر نر مارا

۱۳

کیون نہ بہکین یعنت کمفرون کو سامان ملگیا
دور مین ساغر جو آیا دست گردان ملگیا

علم کی دولت لٹانی سے مضاعف ہوگئی
جسقدر بخشے دیا اوس سے دوچندان ملگیا

وحشت دل کی قسم کھائی ہے دامن دری
جب ہمین کانٹا اوٹھانی کو گریبان ملگیا

رزق کی مست گدائی سی بھی ہاتھ آتا نہین
جب فقیرون نی دعا دی پارہ نان ملگیا

ای فلک بلبل کو دی جانان اک ہمین برباد مین
بزم پروانی کو بلبل کو گلستان مل گیا

ظالمون کو یون دل بی رحم قسمت نی دیا
جس طرح بہرستم تیرون کو پیکان ملگیا

خود فراموشی سی اپنی بھول ہم آئی کہین
دل کو جب ڈھونڈا ترے کوچے مین جانان ملگیا

وحشت وحشت مین جو مجھ مجنون کی چندی گر ملگئی
خار صحرا کو بہر سر اپنے دامان ملگیا

دای برگشتہ نصیبی جب مرا تیلا بنا
جان بے پروا جو مانگی دل بی ارمان ملگیا

پنجۂ مژگان کا مصرع مصرعۂ ابرو سے شاد
نظم ہوکر صورت دست و گریبان ملگیا

۱۴

دل کو لطف نکہت گلہای خندان مل گیا
مین ہوا جامی سی باہر رہ جو عریان مل گیا

عید کے دن بی جو آنکلا عداوت دیکھنا
صورت خنجر گلے سے دشمن جان مل گیا

رفتہ رفتہ خط سبز آیا لب جان بخش کا
خضر کو آخر نشان آب حیوان مل گیا

جان دینے پر بھی پیدا ہو جو نالون مین اثر
مین بی سمجھون کہ ان عیدون بھی ارمان ملگیا

وہ ذبیحہ ہون کہ جسے تیز کی مجھ پر چھری
اوس ستمگر کو ثواب عید قربان مل گیا

غم نہین زہرہ جبینو چاہ بابل ہو نہ ہو
ڈوب مرنے کو ہمین چاہ زنخدان ملگیا

وحشت دل نے جو سر اسمین دی تقسیم کی
خار کو دامان تو ہاتھون کو گریبان ملگیا

جب ہوا سر باد کوئی ذرۂ رنگ دان
خاک مین میرا دل خاطر پریشان مل گیا

۲۵

شاد کہتا ہے وہ ظالم لیکے ہاتھوں ہاتھ دل
یہ مزیدی مال ہمکو دست گردان مل گیا

۱۰

چمن بھی دشت وحشت ناک نکلا
جو گل نکلا گریبان چاک نکلا

یم غم سے دل غمناک نکلا
سمندر تہ کہ پیراک نکلا

ہمیشہ ہے تہ و بالا زمانہ
ہنڈولا دورۂ افلاک نکلا

محبت سم ہوئی خال سیہ کی
یہ دانہ دانۂ تریاک نکلا

غذائے مار کاکل مغز جان ہے
یہ موذی افعئ ضحاک نکلا

زمین سے دیکھتے ہی تہا فلک پر
عجب پیک نظر چالاک نکلا

طریق عشق سے جانا خدا کو
یہ جادہ جادۂ ادراک نکلا

سراب آسا ہے انسان بود ما ہود
بشر بھی اک طلسم خاک نکلا

عجب حسن و جمال آدمی ہے
کہ محبوب خدائے پاک نکلا

۲۶

مدد چاہی ہے بخشش جو ای شاد
زبان سے یا شہ لولاک نکلا

۹

ہم وزن خار غم ہے گلہای داغ تن کا
پھولون مین تل رہا ہے کانٹا مری چمن کا

ممنون ہون سر جو کاٹو مجھ ناتوان بدن کا
تنکا اوتارتا ہے احسان ہزار سن کا

ہمسر ہے خار غم سے ہر رنگ ٹا بدن کا
جامہ مجھے ملا ہے ساہی کی پیرہن کا

شاہین وہ ہون کہ چھوٹی طائر شکار پر کر
اوڑ جاے پر لگا کر دانا مرے دہن کا

جلتی ہے سانس جبتک قائم ہے بزم عضا
ای دم ہی تیرے دم تک حلقہ اس انجمن کا

پوچھا جو حال مجنون صحرا مین مکڑیون نے
جالا وہین بنایا تار رگ بدن کا

گو خاک مین ملا ہون لیکن وہی صفا ہے
کافور سے ہوا وجلا جامہ مرے کفن کا

پاؤن جو گل قفس مین ایسی کہان مقدر
سجدہ کرون جو گردون شبنا بھی ہی چمن کا

۲۷ اے شاد کبر و مومن دونوں ہی میل کیہی
۱۰ تسبیح میں ہو ڈورا زنار برہمن کا

مٹی ہین گرد جہان زیر آسمان کیا کیا
زمین کی بیچ میں آئی ہین پہلوان کیا کیا

خوشا وہ دن سگ جانان جو سر فراز کرے
چبا کر گوشت میں کبھی ہین استخوان کیا کیا

ملے زمین پہ جو سر کش قصاص عالم بون
سٹائی سیر فلک نے ہین نوجوان کیا کیا

صیام میں ہوس مے شکست توبہ سے
برای پیر مغان لائی ارمغان کیا کیا

زبان حال سے عنقا یہا یکتے ہین
کہ نامیون کی مٹی ہین یہان نشان کیا کیا

ملک کی بہبیں ہین صورت نگار ہی کوئی
بدل رہا ہی جو بہروپ آسمان کیا کیا

شریک حال ہین غربت مین نامرادی یا
ملے ہین دشت مصیبت مین ہمزبان کیا کیا

جہان آب و گل ہین کس گل نو کے گلشن مین
کہ تنکے چنتے ہین مرغان آشیان کیا کیا

نکل کے چشم سے اشک روان ہوے غارت
لٹے ہین عشق کی منزل مین کاروان کیا کیا

۲۸ کیا ہی گھر دل غلمان و حور مین اے شاد
۱۱ بہشت مین ہین ہمارے لیے مکان کیا کیا

تو وہ ہی خضر نو خط کیا ذکر آدمی کا
طوطے بھی پڑھ رہے ہین کلمہ تری ہی کا

اس چرخ روسیہ کا غم خانہ جہان مین
ہنستا تو ایک ہے او سب جو اشکون جھڑی کا

صدمے سہی بال بھر کی سو جا سہی ٹوٹتا ہے
سوئی کمر سے نازک رشتہ ہی دوستی کا

آنکھین پھری ہین شاید کیا دیدنی فضا کو
مارا ہوا ہون اپنے برگشتہ طالعی کا

اس خواب گہہ مین آکر مانند کودک اشک
کھلتے ہی آنکھ دیکھا عالم رواروی کا

انسان نہو پریشان کیون بد تماشیون سے
عنصر کا گنجفا ہے اک دست ابتری کا

وصف ترنج بستان تحریر کر رہا ہون
کاغذ کی جا ورق ہو نارنج کاغذی کا

امید ار سان اقارب عقرب سی کم نہین ہین
یوسف کی دل ہی پوچھو کینہ برادری کا

مرجاؤن گا جو ساقی جام شراب چھلکا
لبریز ہو چکا ہے پیمانہ زندگی کا

بیکس وہ ہون کہ جسکے بعد فاتحہ پر
حسرت کا بستر اہے تکیہ ہے بیکسی کا

ای شاد اس غزل کی ابیات مین ہے الطیا
مین ریختہ زبان بھی ماہر ہون فارسی کا

برگشتہ طالعی سے مجھے عیش غم ہوا
ہوے جو ہاتھ پاؤن خوشی سے ورم ہوا

گر یہ مرے نصیب مین جسدم رقم ہوا
رویا وہ پھوٹ پھوٹ کے جو حرف نم ہوا

مسجود خاص و عام یہ سنگ حرم ہوا
پتھر ترے گلے کا ترش کر صنم ہوا

ہم سیکشون کا آکے گھٹا دل بڑھا گئی
تر دامنون پہ ابر کرم کا کرم ہوا

بزم جہان مین جھک کے سلامت روی سے چل
گردن کشی جو شمع نے کی سر قلم ہوا

شیرین لبی نے سبز خطون کی کیا ہلاک
آب حیات خضر مرے حق مین سم ہوا

دھبا بھی دل پہ الفت زر کا جو آگیا
وہ پاک دامنی سے نہ حد درم ہوا

عشاق کم سنی کے گلی کاٹنے لگے
وہ طفل بارہ برس جو ہوا تیغ دم ہوا

ای شاد نوح اشک مین ہر نالہ بلند
جھنڈا ہوا نشان ہوا جب علم ہوا

دیر سے کعبہ کو پھر کر دل ناشاد آیا
جو را و ہٹائے یہ بتون کے کہ خدا یاد آیا

سرخ پوشاک پہن کر ستم ایجاد آیا
خون ناحق مین نہائے ہوے جلاد آیا

مین وہ گریان ازلی ہون کہ مثال دریا
اپنی تقدیر پہ روتا دم میلاد آیا

نہ رکا گل نے بھی دامن مین چھپایا مجھکو
اس چمن مین صفت نکہت برباد آیا

نالی کرنا ترکہان قاتل مینا کی طرح
منہ سے بولا کہ گلا کھوسنے صیاد آیا

دشت خضر رہ قیس ہوا رہزن عشق
تیشہ بنکر پے سر کوہ بے فرہاد آیا

رہگیا سایہ بھی اک تہمک کہ نہ کوسون پیچھے
دشت گردی مین مرے ساتھ نہ ہمزاد آیا

درد سر کو دل زار ہی گھڑیال کی طرح
ہر گھڑی نالہ لبون پر دم فریاد آیا

۳۱
ہم تو اوس شد کامل کی ہین پیرو اے شاد
سایہ سے بھی جو تن پاک کے آزاد آیا

۷

قفس ہیضۂ فولاد مین غم یاد آیا
پر نکلنے بھی نپائے تھے کہ صیاد آیا

مرتے ہی ذہن مین نام ستم ایجاد آیا
جب گیا زیر زمین مین تو فلک یاد آیا

ناخن عقدہ کشا ہاتھ بھی آیا صد حیف
دانہ کر ناگرہ خاطر ناشاد آیا

دل وہ نالان ہی کہ ہر نالہ سر کش جسکا
آسمان سر پہ اوٹھائے دم فریاد آیا

طرفہ وحشی ہون کہ ہر روز نئے کرتب کو
وحشتین عالم ایجاد مین ایجاد آیا

اک تو پتھر تھے پر ہین دل شکنی کی خاطر
اور قسمت مین بتون کی دل فولاد آیا

۳۲
بے حسی پاؤن کی زنجیر ہی ہے اے شاد
ضعف تن جسکے مرے سامنے حداد آیا

۸

مشتعل ہو کر غم قربان جو تن مین رہ گیا
ہر بن مو نیشتر بنکر بدن مین رہ گیا

گر گئے دندان نہ کس کل عضو تن مین رہ گیا
جب ہوئی بہا گرہ نہ اک اوجڑی وطن مین رہ گیا

تا قیامت قبر مین ڈھونڈا کیے منکر نکیر
لاغری سے چھپ کے مین تار کفن مین رہ گیا

تیغ کیسی جا نہ تن مین جراحت کی طرح
خون ہو کر دل غم گل پیرہن مین رہ گیا

ناتوان وہ ہون جو نکلا دل سے ہنگام فغان
آتی آتے نا لبے نالہ دہن مین رہ گیا

نخل خواہش تنگ دستون کا نہ جب پھولا پھلا
ہاتھ ملکر اپنے سر پیٹا چمن مین رہ گیا

وہ ہیرا رمان ہون ہوا مدفون پر تعمیت کی جا
پوٹ ہو کر آرزوؤن کا کفن مین رہ گیا

۸
شاد اکیلا مین نہین مہمان سرائی دہر مین
کون آکر گنبد چرخ کہن مین رہ گیا

میر مجھ بیمار کی طرف مارا
آپ نے کیا بڑا ہدف مارا

آبرو ریز ہو جو کوئی اشک — جائے یارب وہ ناخلف مارا
جسکو تاکا لڑائی مین اوسکو — ٹوک کر درمیان صف مارا
نہ بنا ہمسے لایق ایام — لاکھ بے دانہ و علف مارا
اک زمانہ کا دل لیا تو نے — مال عالم کا حق تلف مارا
سنوا اجر غم سے بیڑا پار — ہاتھ پاؤن کو ہر طرف مارا
چشم و دندان یار کے غم مین — دل کو بہر دُر و صدف مارا

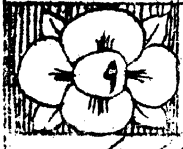

بے اجل غم نے شادبیکس کو
دوڑ ہے پاشہ نجف مارا

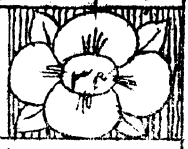

جو میری چوٹ پہ غیرون کا اوسنے نام لیا — لگا جگر مین وہ گونسا کہ دل کو تھام لیا
وہ مست ہین یہ تفول ہے بدام لیا — بہرا جو کوئی کٹورا شگون جام لیا
نہ اک نفس ہی ملا جین عشق ابرو مین — جو دم لیا وہ تہ خنجر و حسام لیا
جنون و عشق نے غارت کیے دل و دیدہ — ٹھگون نے لوٹ مرا کاروان تمام لیا
قیامت آئی تو جاتا کہان ہی سیر فلک — گرا زمین پہ کسی دن تو انتقام لیا
ہوا سے شوق مین برسون پھرا غبار مرا — جو کوے یار مین لائی صبا قیام لیا
جو بول سند ہوا بات کی اشارون سے — زبان کا چشم سخن گو سے ہنے کام لیا
یہ ضد ہے یون تو مری شکل دیکھنا کیسا — دم نماز ہی منہ پھیر کے سلام لیا

جہان مین شاد مین وہ پیر و ائمہ ہون
کہ سبحہ ہی نہ کبھی ہوں بے امام لیا

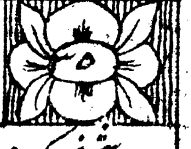

وہ جو شمشیر بکف قتل پہ مایل دوڑا — سر ہتیلی پہ لیے مین سو قاتل دوڑا
آسمان بھیک حسینون کو بھی منگواتا ہے — در بدر لیکے پیالہ سہ کامل دوڑا
روزہ جام صبوحی کا شگون لیتا ہے — آفتابی جو کٹورا ہو وہ غافل دوڑا

ہون وہ دیوانہ کامل کہ جسے عالم مین
مار دیتے ہین خبر طوق و سلاسل دوڑا

آگیا چہرے پہ خط رقعہ دوانی مرقوم
گھوڑے کاغذ کے نہ اب ای بت جاہل دوڑا

وہ جہان گرد ہون مین بادیہ پیمائی مین
تو سن عمر رواں بہی نہ مقابل دوڑا

۳۶

کمر یار کا ناحق ہے تجسس ای شاد
عقل اسرار الٰہی مین نہ غافل دوڑا

ہون وہ مجنون کہ لیلیٰ ہو ذرا دل دوڑا
مجھسے آگے مرا سایہ بس محمل دوڑا

مر گئے پر بہی یہ گردش ہے مری مٹی کا
دور مین جام جو آیا سر محفل دوڑا

مژدہ اے جادہ وری دشت جنون تہمتی
ہاتہ دامن کو قدم جانب منزل دوڑا

روح مجنون ہے روان ساتہ جلو داری مین
تیز ناقہ کو نہ اے صاحب محمل دوڑا

جلوۂ حسن و تپ عشق مین ہے لاگ لڑی
شمع روشن ہوئی پروانۂ بیدل دوڑا

ناتوان وہ ہون جو تو لیلیٰ ہو کی بہی ہوئی
ہر رگ و پے مین مرے خون بمشکل دوڑا

جل بجا کون تپنگا کہ نکل کر جلدی
دیدۂ شمع سے آنسو سر محفل دوڑا

۳۷

حال معلوم ہوا درد جگر کا ای شاد
تار اشکون کا برابر خبر دل دوڑا

مشکل مین کب کسیکا کوئی آشنا ہوا
تلوار جب گلے سے ملی سر جدا ہوا

وقت فنا ابہر کے یہ کہتے حباب ہین
جسمین ہوا سے کبر سمائی ہوا ہوا

دولت مجھے نصیب ہو کیا خاک تیری
پارس ہوا جہان مین نہ مین کیمیا ہوا

معراج دی خدا نے جو دوش رسول پر
رتبہ علے کا اک قد آدم سوا ہوا

ناخن خرا شیون نے کیا ناکہ سینہ چاک
دل کا کسیطرح مرے عقدہ نہ وا ہوا

نکلی کبہی نہ آرزو دے دل ہزار حیف
ناکامیون سوا نہ کوئی مدعا ہوا

ہمزاد یا رہی ہین ڈرون شاد کس لیے
سایہ نہ اوس پری کا ہوا اک بلا ہوا

کی پرستش بہت اب کام دعا سے ہوگا
ای بتو تجھسے جو ہوگا وہ خدا سے ہوگا

درد الفت ہے علاج اسکا قضا ہی ہوگا
فائدہ کچھ نہ دعا سے نہ دوا سے ہوگا

بستگی دلکی نہ وا آہ سحر سے ہوگی
یہ وہ غنچہ ہے کہ خندان نہ صبا ہی ہوگا

کس لگاوٹ سے چرا تا ہی یہ دل ہاتھون ہاتھ
چور بٹر ھکر نہ کوئی وزد حنا سے ہوگا

بے محل بہی ہے سخن میرے لیے عین محل
تم جو بیجا بہی کہوگے تو وہ جا سے ہوگا

چار حد مین نہین غم رزق مقدر پیدا
خاک سے آگ سے پانی سے ہوا سے ہوگا

اوشہ سے کوہ الم دشت جنون یا طے ہو
زور بازو سے نہ یہ قوت پا سے ہوگا

۳۹ — ۶

دل کو زلفون مین پہنسانے سے بہی نا ای شاد
سامنا ہوگا بلاؤن سے بلا سے ہوگا

دل سلگتا ہے کہ شعلہ ہی جگر سے اوٹھا
یہ دہوان دیدۂ تر دیکھ کدہر سے اوٹھا

سیکڑون عاشق ابرو سے تو نا ف و نیم
نیمچہ کھینچ کے جسدم وہ کمر سے اوٹھا

کوچہ گردون کی ہوم نے یہ تن کو بو نچہا
تتق گرد ہر اک راہگذر سے اوٹھا

ناتوانی سے وہ پارہ ہون جہان بیٹھ گیا
کیمیا گر نہ مہوس کے ہنر سے اوٹھا

سب اوٹھے حشر کے دن اک مین وہ افتادہ ہون
اشک سان گر کے نہ مردم کی نظر سے اوٹھا

۴۰ — ۷

لاشۂ شاد سے واقف نہین لیکن مرکر
اک گران بار تو ہے چار شہ سے اوٹھا

وہ ستم لاکہ سہوجائین مریض سل نہ چہوڑی گا
اگر بنفسین بہی چہوٹین گی ہمارا دل نہ چہوڑی گا

مثال سنگ اسود دل سی داغ دل نہ چہوٹیگا
سیہ کاری کا ذہبہ حشر تک اک تل نہ چہوٹیگا

رہائی بے مرے مجمعہ ہنجان کی غیر ممکن ہے
کبہی صدقے مین تیری طائر بسمل نہ چہوٹیگا

ذقن بیر الالم ہی چہوٹیگا اسکی بات مین
کرین مشکل کشا جب تک نہ حل مشکل نہ چہوٹیگا

خیال وصل مین لپٹی ہی ڈہر کر خاک مجنون کی
نہ چہوٹا ہی غبار پردۂ محمل نہ چہوٹے گا

ہجوم داغ سے جیسے شرر دل سے نکلتی ہیں
تباسے کا اثر ایسا سر محفل نہ چھوٹیگا

جو گردون آستان ہی ہو وہ سر گردان ہم ہیں
نشان راہ ہیں دورہ سنسران نچھوٹیگا

۴۱

رہائی جیتے جی اے شاد کیا ہو دام گیسو سے
رگون کے جال سے تا زیست مرغ دل نہ چھوٹے گا

جہان داغ فندق قریب جگر تھا
وہین پر لہو دل کی جا بوند بہر تھا

شب وصل یہ صبح ہونے کا ڈر تھا
نہ پوچھی یہ بیٹی تھی کہ ٹکڑے جگر تھا

جنون خوش سیر تھا تھے کئی کوہکن کے
بہت سر اوٹھائے یہ شوریدہ سر تھا

جو تھا نیم جان تیغ نیم نگہہ کا
دوپر کا لہ سر سے لگا تا کمر تھا

مگر گرمی غم بڑھی تھی جو آنسو
پسینے مین ڈوبا ہوا تر بہ تر تھا

جو آدم فنا ہو گیا دم بھرے مین
تپنگا کوئی گرم رو یا شرر تھا

ہمیشہ رہا جان پر تیس کھیلے
بڑا بے کلیجہ یہ خستہ جگر تھا

۴۲

ہوا شاد خاموش ہنگام پیری
ابھی جھلملاتا چراغ سحر تھا

نالہ زن باغ مین ہو بلبل ناشاد نہین — بند رکھہ کام و زبان کر نہ فریاد و بکا
ڈر یہی ہے کہ خفا ہو ستم ایجاد نہین — باغبان دشمن جان گھونٹ ڈالیگا گلا
سنگ سمجھا ہے تڑپنا تری سمجھ پر پتھر — غور سے کر تو نظر گفتگو سخت نہ کر
دل نازک سے یہ میرا کوئی فولاد نہین — ٹوٹنے کا ہے گمان تکری بات سنا
پوچھہ اے خانہ برانداز کہ کیا حال ستم — لامکان جیسے ہین ہم تیری سرا کو تم
ہے گلہ یہ کہ کوئی مرغ چمن آزاد نہین — آشیان کا ہی نشان نہ نشیمن کا پتا
اوس صنم سا کوئی صفا کہ نہین شرم خصال — ہے خدا ہی مثال کس سے دون اوسکی مثال
کاہ [illegible] طرح کا جلاد نہین — وہ ہی خونخوار جہان — اصل ضحاک ہے کیا

بستیان ہوگئین سنسان ہزارون جنگل پر مرے دل کا محل جس گڑھ گئی اجل
ایسا اوجڑا کہ ہوا پھر یہ گھر آباد نہین - ننگیا ہو کا مکان - جب سے ویران ہوا
چھوٹنا توڑکے ہر ایک رگ جسم کا جال - زندگی پھر ہے محال - لاکہ گذرین سو سال
مین وہ قیدی ہون کہ جسکی کوئی میعاد نہین - محبس روح روان - خانۂ تن ہی میرا

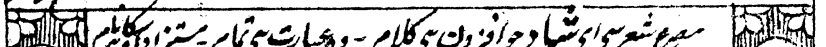

مصرع شعر ہوای شاد جو افزون ہی کلام - وہ عبارت ہی تمام - مستزاد اسکو ہی نام
غزل اسطرح کی کہنے پہ کرا یراد نہین - دیکہہ تو ہوگا عیان شاعرون نے ہی کہا

رت مین بوٹا بوٹا پھولے کلی کلی کھل جاے | وکہیا دل وہ پھول ہی جو رت بدرت مرجھاے

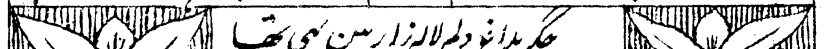

جگر بداغ دلم لالہ زار مین بھی تھا
خزان رسیدہ یہ غنچہ بہار مین بھی تہا

باڑہ مین وہ جمادہر ہین بھوون کے سنوارگر دار | جیسے کرے ایک ایک کے دو دو حیدری تلوار

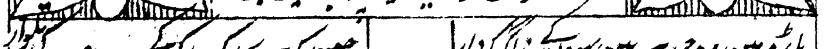

چو تیغ ابروے جانان دو نیم میسازد
برش کا لطف یہی ذوالفقار مین بھی تہا

تن من جلکر خاک ہیوے اوسپر بھی نہین مین | ہڈی ہڈی دلکی لگی سے سلگت ہوون رین

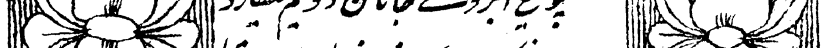

ز دود آہ دلم سر کشیدہ بد تہنا
بدن تمام سلگتا بخار مین بھی تہا

مین پیارے دیکہہ ہا تہا راہ تری مین یار | خوب آئی اے موت سو تجہ مین تیری ہلہار

پیام مرگ کرفتہ خوش آمدی بفراق
تری مین قابض جان انتظار مین بھی تہا

بے بس ہو مین دل کی کارن سنیے نصیحت گوے | پھر نہ کبھی اوس راہ چلون جو دیر قابو ہوے

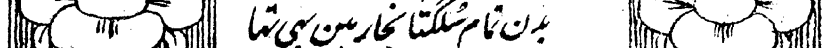

حکیم نہ دے او ناصحا تجھے رفتہ
کہ دل ہمارے کچھ اختیار مین بھی تہا

من موہن پہ من مین بت ہین ہو جو مری تو تک | سانولیون کی واہی جاے اوڑکی ہماری خاک

بماند بعد فنا ہم نشان مہر و یان
اثر مرا مری مشت غبار مین بھی تہا

سانس رکتی ہو آوت جاوت خوش ہین جو کسی جان | جس کو ہو مین ہر کہ پیین آہ تہا تنک جان

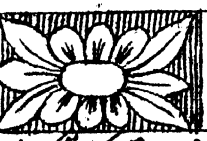

ہزار شکر کہ جانم بہ کوچہ گردی رفت
مین تنگ نای جہان سے فشار مین بھی تہا

ظلم سہہ دھرخ کی باتون کر کر بتون کی بیت | ہر کی قہر مین یہی نہین ہو وت جس کی رہت

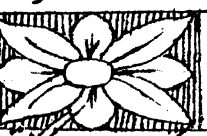

فلک بہ عشق تبان برمن آن علم افتود
جنان رو اغضب کردگار مین بھی تہا

لاکہن بلبل بولت دیکھی طوطے سنی ہزار | اردو کو پر کوئی نہ دیکھا میر سا خوش گفتار

ہجوم مرغ چمن دیدہ بگواے شاہ
غزل سرا کوئی مجھسا ہزار مین بھی تہا

یہ دیتا ہے صدا سنگ آسیا کا | خدا رزاق ہے بے دست و پا کا

بتون سے جو پھرا کعبہ کو تا کا | مثل سچ ہے کہ سیدھا گھر خدا کا

بھروسا کیا ہے دم آیا نہ آیا | حیات انسان کی جھونکا ہی ہوا کا

نہ جائیگا کبھی سودا سے کاکل | مرے سر پر چڑھا ہے جن بلا کا

کھلا یہ جب نظر کی جانب اصل | کلی تصویر آدم کا ہے خاکا

یہ طولا وہ یارب بے طلب دے | جسے لیکا نہو دست دعا کا

کہا تب ون دل بستہ ہو میرا | الٰہی واسطہ مشکل کشا کا

وظیفہ نام پاک پنجتن ہے | مخمس ورد ہے آل عبا کا

جو دیکھی گر مئی بنت العنب کو | وضو ٹھنڈا ابھی ہو یارسا کا

رہ عریاں ہوں قسم جامہ دری کی
جنوں نے لاکھ کی عقدہ کشائی
غم شبیر میں رویا رولا شاد

قطعہ

جو تن پر رونگٹا بھی ہو قبا کا
نہ آیا ہفتہ کہنڈا دست خدا کا
صلا خلد برین سے اس بکا کا

۴

نہ باور ہو تو سن گوش یقین سے
حدیث من بکے اسکے بکا کا

خوش خراموں یہ نتیجہ ہے بداعمالی کا
اپنے ماتھوں میں سزاوار ہوں پامالی کا
ننگ دستی جو تہ خاک ہوئی آئینہ
کھل گیا حال سکندر کو کف خالی کا
دار پر لیلے و منصور کو کھینچا ای عشق
کیا میں لائق نہیں اس مرتبۂ عالی کا
کیوں نہوں زیر فلک گور غریبان لاکھوں
مقبرہ ہے یہ ہر اک بے کس و بے والی کا
پرسش حال کی نہیں حاجت نگہ غور سے دیکھ
صورت حال ہے نقشہ مری بے حالی کا
ناتوان وہ ہوں کہ بستر ہی سر کنا ہی محال
ضعف نے نقش بنایا ہے مجھ قالی کا

۶

اصل ہم وضع ہوئے سی نہ ہوئے اہل ای شاد
لاکھ ہو جامہ اونی یہ گمان شالی کا

بانہ جھوٹا پڑ گیا مجھ پر جو اوس خونخوار کا
بیٹے ہی خون جگر منہ آگیا تلوار کا
توڑا آئینہ جب آیا دل کو شک غبار کا
منہ بگاڑا ہمنے صورت آشنائی یار کا
روح بولی پینک کر پشتارا جسم زار کا
اک اکیلے سے نہیں چلتا ہے بوجھا چار کا
واہ رے شوق شہادت جب چلی تیغ رواں
بانہ بھر کا ہو گیا دل زخم دامندار کا
گور تک پہونچے شال گرد اوٹھتے بیٹھتے
طے کیا گر پڑ کے رستہ راہ ناہموار کا
قد بالا کا کیا جب عشق سولی دی گئی
کیا بڑی معراج ای عیسے ہے چڑھنا دار کا
جب ہوئے اعضا جدا تن سے گرے ہیں گور کو
کھل گیا مرنے پہ حال ایک ایک یار غار کا
اے جنوں تیری بدولت خانۂ زنجیر میں
پاؤں رکھنے کا ٹھکانا تو ہے مجھ ناچار کا

۴۸

عاشق ہر دختر زر ہے وہ ہرجائی ہی شاد
کیا ٹھکانا اوس خرابا تی خدائی خوار کا

یہ اشارہ تشنہ مژگان سے ہی خونخوار کا
فی سبیل اللہ پانی ہی چہری کی دہار کا

سرخرو ہو چاہنے والا لب دلدار کا
اوسکا منہ کالا برا بیتے جو زلف یار کا

سامنا کرتا ہے میرے آنسوؤنکی تار کا
ہر گہر بیدھا ہوا ہے موتیون کی ہار کا

کٹ مری بے تیغ زلفون کے لپٹے ماری ہوے
پیچ لٹکا یا جو اوسنے لٹ پٹی دستار کا

ہین وہ کاہیدہ ہون ہمسر ہو جو تنکے ناتوان
واب ہے دانتون مین تنکا اہی جسم زار کا

جامۂ تن کی بنون نے اسقدر ریتی لیے
ہیجی دیجی ہے پھریرا ہر نشان خار کا

گریۂ چشمہ گنہ کی آبرو رکھے خدا
دامن تر ہے مقابل ابر دریا بار کا

۴۸

سوز و درد و مصحفی و جرأت و سودا و میر
شاد مین قائل ہون اردو مین انہین دو چار کا

ہین تو کیا ہون وہ دبین گے بہ خود کام سے کب
گرد رستم سے ہین جان باز یل سام سے کب

مجھکو معلوم ہوا چاند گہن ہوا دسنے
منہ کو زلفون مین چھپایا جو سر شام سے کب

جوش مستی مین کیے شیشے کی شیشے خالی
ہم بلانوش ہوے سیر اک جام سے کب

ہاتھ پھیلا جو کسی دست کرم کے آگے
بے زری جانین گے بار درم و دام سے کب

بول پھوٹا بھی تو کی گیسوی احمد کی صفت
جو کہے بھی دم گفتار تو اسلام سے کب

بخت جاگے جو ہوئین بعد فنا بند آنکھین
سوئین گے گوشۂ مرقد مین ہم آرام سے کب

اپنے مطلب سے غرض اپنی خوشی سے مطلب
کام اوذکو ہی ہمارے دل ناکام سے کب

۴۹

روز فرقت سے ہلاکو سے فزون تر ای شاد
کم نہین ہجر مین مجکو سیہ شام سے شب

ہوا عشق زلف چلیپا نصیب
ہے بینے ابتو یا مصحف و یا صلیب

بتون کا ہو پہلو خدایا نصیب
بغل مین ہو دل کی طرح جا نصیب

کسیکو سوا جام زہر آب کے
نہو چرخ نیلی سے مینا نصیب

نہا ہے بغل مین دل نامراد
ملی ہمکو جان تمنّا نصیب

بنی شبنم آبدیدہ تو کیا
ہوئی چشم گریہ دریا نصیب

ہمین ایک دل کیا یہ ہے لطف درد
صنوبر سے دل ہون سراپا نصیب

ملی نوجوانی بھی یوسف کے ساتھ
ترا بھی ہے کیا اے زلیخا نصیب

نہ مجنون کو ہم شہر والون سے پوچھہ
وہ بن مانسون مین ہے صحرا نصیب

خبان مین ہیکن کے شراب طہور
یہان ہو نہو حسام صہبا نصیب

چمن مین ہین خوش غنچہ لب چمن
قفس مین ہین پربند ایذا نصیب

مین وہ مرغ بسمل ہون تڑپون تو ہو
تماشائیون کو تماشا نصیب

اجل ہجر مین آئے یا شاد کو
وصال صنم ہو خدایا نصیب

جانا ہے یہ جان پہ بنی اب
پہرہ پہ ہے چھائی مُردنی اب

سرکش گئی قوت سراپا
کرمنکسری فرو تنی اب

جیتے رہین تو دیدۂ اشک
آنکھون کی یہی ہین روشنی اب

پہلے تھی زبان پہ مدح قاتل
لب پر ہے مرے قتلتنی اب

مژگان نے چبھوئے سوئیان ہین
پیراہن تن ہے سوزنی اب

تر دامنی آگے شرمگین تھی
آب آب ہے پاک دامنی اب

پتھر سے سوا ہے سخت جانی
آئینۂ دل ہے آہنی اب

جب کوہکنی تھی مثل فرہاد
اعصا شکتی ہے جان کنی اب

اغیار ہوے حلال کب کے
چورنگ ہو یہ بھی گشتنی اب

۵۱ — للہ کبھی دیا تھا اے شاد
۱۳ — کام آئی دیے کی روشنی اب

وصل کی شب نہیں ہوتی جو سحر آپ ہی آپ
بجنے لگتا ہے کلاکون میں گجر آپ ہی آپ

جنبش زلف سے ہیں سیکڑوں کہرام کیا
نافہ ایسا ہے لچکتی ہے کمر آپ ہی آپ

بے سکے قوت بازو ہو دم جنگ شریک
دست چپ اوٹھہ کی ہو چہرہ کی سپر آپ ہی آپ

دلپہ شاید ہے بلا زلف صنم لانے کو
خیر یارب ہو دہڑکتا ہی جگر آپ سے آپ

کیوں نہ صد پارہ ہو ملبوس دل اوس کی خو
ٹکڑے ٹکڑے ہو کتان ہیں قمر آپ ہی آپ

دل اصنام میں خود رو ہو نہال الفت
شجر ہی سنگ میں ہوتی ہیں شجر آپ ہی آپ

بے طلب دیکھا ہیں بھی وہ دیا ہی جسنے
پنجۂ مہر جہان تاب ہیں زر آپ ہی آپ

جب کے ملتی ہیں وہ غیروں سے کہیں نکھیں یہیں
جذب دل ہی نہیں ہوتی ہی خبر آپ ہی آپ

دُر ہے اشک جو آنکھوں میں عجب کیا ہکا
بوند پانی کی ہو سینے میں گہر آپ ہی آپ

جانیے کیا کسی مفسد نے شگوفہ چھوڑا
بلبلوں ہی سے ہے خفا ہر گل تر آپ ہی آپ

قیس بے سیکھے ہوا استاد جنوں میں ہی محال
بے ہنر کوئی نہوا اہل ہنر آپ ہی آپ

نہ چھٹی توبہ تو کیا مر گئے وہ بھی شب ہجر
چونکتے تھے جو خروسان سحر آپ ہی آپ

۵۲ — ضبط کر شاد حزیں دل جو بھلا آئیں گر
۹ — تجھ ہی ملجائیگا وہ شعبدہ گر آپ ہی آپ

مگر میں خناب سے نہ پیکر شراب آپ
روشن ہیں بادہ کش صفت آفتاب آپ

ہو بجھیں گے ایک آن میں ہستی ہی تا عدم
کھنچے کا آسمان ہیں کی طناب آپ

آنکھیں بدل کے دل تہ و بالا نہ کیجیے
ہوتا یوں ہے شام و سحر انقلاب آپ

سایہ نہیں حضور کا ثانی محال ہے
مثل علی وہ حسن میں ہیں لاجواب آپ

ہمکو جلائے تو مزے آپ اوڑائیے
باور نہو تو بھوں کی جھکیں کباب آپ

لازم ہے شیخ جی بت پندار توڑیے
کعبہ بنا ئین دل کا گنشت خراب آپ

شکوہ نکر خرید کے یوسف عزیز کو
تو نے لیا یہ مول زلیخا عذاب آپ

کعبہ مین حج کے دن بھی ہو قربانو نہین ہون
حجاج جسکو نحر کرین لین ثواب آپ

۵۳

عصیان ہزار حشر کا اے شاد ایکدن
روز شمار دینگے کہان تک حساب آپ

۱۰

کھینچی صحف رو سے جانان کی صورت
لکھی ہمنے قرآن سے قرآن کی صورت

نہ آتے عدم سے یہ کیا جانتے تھے
بگڑ جائین گے بن کے انسان کی صورت

مجھے دیکھتا کیا ہے دیکھہ آئینہ کو
ترا عکس ہے تیرے حیران کی صورت

نہان دیکھنے مین دہان و کمر ہین
پری کی شباہت نبی جان کی صورت

سنی بھی نہ فریاد محمل نشین نی
رہا قیس نالان ہدی خوان کی صورت

نہ ظاہر پہ جا دیکھہ حسن معانی
بتون کی ہے تصویر یزدان کی صورت

قسم کھائین گے سانچ کو آنچ کیا ہے
وہ اوٹھوائین گولہ تو پستان کی صورت

مہ نو کبھی گردون کی پردہ دری پر
اوٹھاتا ہے کنٹھا گریبان کی صورت

لشہ مین ہے عالم گلی پتلیون کا
تماشے کی قابل ہے انسان کی صورت

۵۴

مری مردمک سے ہوا ے شاد ثابت
کہ پھرتی ہے آنکھون مین جانان کی صورت

۶

وہ ہوی مجھپر ستی میری تن بیجان سمیت
شمع محفل جل بجھی پروانہ سوزان کی سمیت

غم نہین میت پہ میری کوئی گریان ہو نہو
آرزو دل مین نہ تھی شمع نہ داماں سمیت

ہم غریبون کو ضرورت ساتھیون کی کچھ نہین
آئی تھی تنہا چلے رنج و غم و حرمان سمیت

تیغ وہ کھینچے ہوے ہین صورت تیمور ہم
پا شکستہ ہین مگر رکھتی ہین سر ساماں سمیت

ہو گئے جو رنگ چارون ایک تیغ عشق سے
وامق و فرہاد و مجنون مجھ خانماں ویران سمیت

صورت بادِ بہاری وہ جو آئے باغ مین
کھل کھلا کر ہنس دیے غنچے گل خنداں سمیت

۵۵

کیا لہو رونے کی کہتی شاد عجبہ ناشاد کو
خون دل پر آرزو ہی جان پر ارمان سمیت

۵۶

گر حبابون کو وہ دیکھے موجۂ طوفان سمیت
پھوڑ دیوے دل کے پھپھولی دیدۂ گریان سمیت

ہر رگ و پی مین لہو ای چشم تر دوڑا تو کیا
اشک خون مین گر نہ ڈوبی آستین دامان سمیت

میکدہ پر جھوم کر چھائی جو بدلی جی مین مرے
توبۂ مے توڑ دیے یکبار صد پیمان سمیت

محو ابرو و شرہ ہون جان خالق ہی بچائے
خون کے پیاسے لب ہو فا ہین پیکان سمیت

وای ناکامی کسی نے شمع ساں کی ہی نہ ذی
شمع بالین جل بجھی آخر چراغ جان سمیت

محو دندان صنم کیا اک دل بیتاب ہے
لوٹ ہی برق جہندہ گوہر غلطان سمیت

۵۷

خون غم سے خشک ہی سو کی دل و پیکان مین شاد
میزبان گر سنہ فاقی ہی ہی مہمان سمیت

۸

بعد میرے دوستان تھوڑی بہت
ہے مری اردو زبان تھوڑی بہت

بہ چکا دل ہو کے آنسو پر ابھی
چشم تر ہے خون چکان تھوڑی بہت

ہم خراباتی ہین خم خانے کی خیر
مے پلا پیر مغان تھوڑی بہت

کیجیے مژگان کی برچھی اور ابھی
دل مین ڈوبی ہی سنان تھوڑی بہت

جا نہ اے قاتل سکتا چھوڑ کر
کچھ ابھی باقی ہے جان تھوڑی بہت

قصۂ غم سب کسے معلوم ہے
یاد ہے یہ داستان تھوڑی بہت

اے ضعیفان جہان ہشیار ہو
رہ گئی عمر جوان تھوڑی بہت

۵۸

کچھ تھی اے شاد لیکن آپنے
یہ زمین کی آسمان تھوڑی بہت

۹

ظالمون کی ہی کمی کیا ستم ایجاد بہت
سر سلامت ہی تو ملجا مین کی جلاد بہت

بیوا کیا ہین تمہارے الف قامت پر
قید ہستی سے ہوے سرو قد آزاد بہت

نے دنا توس نے جرس سب چیخ کر چاک اوسکے
نہ سنی ایک بھی کرتے رہے فریاد بہت

نظر بد سے رہی شیخ کی یارب محفوظ
اک ہین دختر رز کے ہی یہ کیا داد بہت

فتنۂ حشر اوجاڑے نکہین محشر ہین
چاندنی شہر خموشان کی ہی آباد بہت

سینہ کاوی و جگر چاکی و خون باری چشم
عمر تھوڑی مری کار دل ناشاد بہت

کیا ہوا ہین ہو بہرے چڑھکے ہوا رو ن پر
صاحب تخت ہوا ہو گئے برباد بہت

سکے ہیران طفل حسین دام ہین آوین کیونکر
ایک تو طائر دل اور ہین صیاد بہت

قابل ای شاد ہون مین ہیر کی اوستادی کا
یون تو کہنے کو زمانہ مین ہین استاد بہت

۱۳

تم توڑا اس چمن مین یا شجر کاٹ
کسیکا حق نہ لیکن اے ثمر کاٹ

قفس مین بند کر صیاد پر کاٹ
چمن مین چہچہے نہ بلبل کی مگر کاٹ

الٰہی خیر ہو ہم رہ روون کی
زن دنیا گئی راہ سفر کاٹ

مزا جسمین ملے میٹھی چھری کا
مرا سر بند مثل نیشکر کاٹ

غم دندان نہ کیون کھا کر مرین ہم
کنی الماس کی جائے جگر کاٹ

رہا نخل قد موزون کی ہو تقطیع
قلم کر دست و پا جو رنگ اگر کاٹ

یہ شوق کشتنی ہے میرے گھر کا
وہ بت جاتا ہے رستہ بشیر کاٹ

رہی مژگان چبھی ناوک جگر مین
ملین آنکھین گئی تیغ نظر کاٹ

کہانی دل کی سب بہر خدا سن
نہ میری بات اے رشک قمر کاٹ

اگر لینا ہے ٹکر کوہ کن کی
جنون کی سختیان اے تیشہ ور کاٹ

نہ لے مول اے شمگر روسیاہی
نہ میرا صورت گلگیر سر کاٹ

چرانا ہے دل بلبل جو صیاد
گرہ غنچے کی گل کی جیب زر کاٹ

کسی پر ہونہ افشار از تکلیف
مصیبت ہنس کے شاد نوحہ گر کاٹ

ادھر بھی آکوئی تیشہ کی ای ستمگر چوٹ
ہمین بھی کاوش فرہاد کی ہی اک سر چوٹ

سمجھ نہ آپ کو اے شاخ باغ لاثانی
چمن مین پھول سی کاذون کی ہی ہر گل تر چوٹ

ستم کر بال بنائی ہین جان جان تونی
بلا کی ہے تری زلفون پہ موج دلبر چوٹ

وہ غم زدہ ہون کہ سیمین تنون کی صدقہ کا
بنون جوز رکا بھی پتلا لگائی زرگر چوٹ

دکھائیے تو ہمین کو دکھائیے بینی
لگائیے تو ہمین پر تفنگ کی ہر چوٹ

محال ہے جو بچون صدمۂ جدائی سے
اوٹھا سکے گی نہ ہرگز یہ جان مضطر چوٹ

نہ کیون ہو صدمۂ دل آہ سرد سی ظاہر
دبی ہوئی ابھر آئی ہوا سی اکثر چوٹ

لکھی ہین خط مین مضامین تیز رفتاری
عجب نہین جو ہوا پر کرے کبوتر چوٹ

دکھا کی نیمہ قد نیم جان کر اے قاتل
یہ کیا ہے تو نے تو کمر کی لگا ستمگر چوٹ

کلام سخت کو سنکر ہون دل کے سو ٹکڑے
کوئی ذرا نکرے بات کی ہو ہمسر چوٹ

وہ باغ دہر مین نازک مزاج ہون اے شاد
جسے ہے پھول کے پتہ سے بھی فزون تر چوٹ

سر ہر بال سے نزار ہین فریاد الغیاث
آنکھون مین سب کی خار ہین فریاد الغیاث

جیسے دوات شیشی کی ظاہر مین روسفید
باطن سیاہ کار ہین فریاد الغیاث

دشمن ہین عشق زلف مین بانی کی نسبتی
کہنے کو یار غار ہین فریاد الغیاث

برباد ہے ہوا سی جو وہ مشت خاک ہین
اڑتے ہوی غبار ہین فریاد الغیاث

نکلین رگین ہین زخم بدن کیا کہون مین
سو جا سے تار تار ہین فریاد الغیاث

ایسی ہی تنگ چشمی مردم کہ جسکے جی
وابستۂ فشار ہین فریاد الغیاث

پھل بھی ہوے جو نام کو پھولون ہی کی طرح
چھوٹے ہوی انار ہین فریاد الغیاث

دُور ہے کہیں دبیں نہ برستی ہی بیکسی
ٹوٹے ہوے مزار ہین فریاد الغیاث

اس عیش باغ مین ہون وہ بلبل ستم نصیب
اک دل مین غم ہزار ہین فریاد الغیاث

ناکان نہ کسطرح ہون کلیجے مین گھاؤ ہین
ناقوس و تفنگ ہین فریاد الغیاث

۶۱ — ۹

کیا دل کی خواہشون کو بیان کرسکون مین شاد
ارمان بے شمار ہین فریاد الغیاث

درد جگر ہی ظلم کا بانی عبث عبث
یار دلی ہے دشمن جانی عبث عبث

بینی بیاض روے مسیحا کی زیب ہے
انجیل مین نہین ہے نشانی عبث عبث

دو دن کی زندگی پہ نہ کر صاحب غرور
غرہ میان عالم فانی عبث عبث

نقاش بے بدل ہے خیال شبیہ یار
کہنچین گے ہم نہ منت مانی عبث عبث

عالم رواروی کا دکھاتی ہے چشم تر
اشکون کی یہ نہین ہی روانی عبث عبث

معلوم ہے ہمین کہ نہ چھوٹین گے عمر بھر
پھر کین برائے بال فشانی عبث عبث

فرہاد و سر پٹکتا ہی کہون کیا مین عشق مین
اس مفت چرکے کو خسروثانی عبث عبث

بیخود ہوہ شمال کمر سو جنے لگی
افشا ہوا یہ راز نہانی عبث عبث

۶۲ — ۱۲

ای شاد جیسے دولت خواجہ سرا ہی پیچ
ویسی ہی مفلسون کی جوانی عبث عبث

مژدہ ہاے شربت دیدار بہیج
اے مسیحا دار وے بیمار بہیج

توبہ مے پر دل استغفار بہیج
روز یہ تحفہ پیے خمار بہیج

خواہش معشوق ہی دولت کے ساتھ
اے خدا کوئی صنم زردار بہیج

شہر شہر اے مہ مری رسوائیان
چھاپ کر اک پرچہ اخبار بہیج

کاسہ زہراب کبتک ای فلک
ساغر مے کوئی مینا کار بہیج

ایک بوسے پر اگر منگا ہے دل
آنکنے کو مال یہ بازار [illegible]

مجرم زلف سیہ ہو جو کوئی — اوسکو کاسے جیلخانہ یار بھیج
لوٹنا دل کا اگر منظور ہے — آنسوون کی دور چشم زار بھیج
یا نبی میرے دل مغرور کا — توڑنے والا بت پندار بھیج
دختر رز پر تبرا کر مدام — کار شیطان پر دل استغفار بھیج
تری رحمت سے ہوا مغفور ہون — باغ جنت مین مجھے عفار بھیج

۶۳ — شاد پڑہ آل محمد پر درود — ۱۱
خارجی پر لعن اسے دیندار بھیج

مٹی تہ افلاک مین سو خسرو چین آج — جو تخت نشین کل تہے وہ ہین خاک نشین آج
کل قیس کے قبضے مین رہا کشور وحشت — مجہ رند کے سے ملک جنون زیر نگین آج
معزور ہو حال محمد پہ نظر کر — کل عرش پہ پہونچی تھے گئی زیر زمین آج
معلوم ہوتا مصحف عارض پہ ہوا ہون — تیجا ہے مرا ختم ہو قرآن مبین آج
کل پرہین موقوف جو اک بوسہ تم ہو — ہم دینے کو موجود ہین جان و دل و دین آج
فردائے قیامت تو ہو دیدار کی ٹھہری — ہم مردہ دلون کا ہے دم بازپسین آج
کل نخبہ جو سید ہو تہی تو سیدہا تہا اک عالم — قسمت جواب دلتی ہے جہان برسر کین آج
دلبا پے سے ماتہی کی بہی بڑی نکل آئی — پڑہ لیجیے ای جان مراثی حسین آج
ہشمار ہو دل تاک مین خونا جگر کے — آنکہون مین سے بیٹہی ہے سپہ اشک کمین آج
جو لوگ کیا کرتے تھے کل سب کی حمایت — ناصر کوئی اونکا ہے نہ حامی نہ معین آج

۶۴ — اے شاد تہی کل روح کمین خانہ تن مین — ۷
عبرت کا محل ہے نہ مکان ہے نہ کمین آج

اس عالم فانی مین ہوا سب کچہ ہی بیچ — جان بیچ بدن بیچ کمین بیچ مکان بیچ
ای یار تو اسباب مین ہین بعضا تری بابا — موہوم ہے جو شے ہے کمر بیچ دہان بیچ

سیرت کی جو پوچھو ہے قدم عمر رواں میں
صورت کو جو دیکھو تو ہی یہ اب دواں ہیچ

اس گلشن دنیا میں عجب سیر ہے لیکن
بلبل ہے بہار گل تر پیش خزاں ہیچ

خون ریزی دلکی سے یہ ناوک گنون کی
پیکان مژہ ہیچ ہے ابرو کی کماں ہیچ

مشہور زمانہ ہون یہ گم کردہ مکان ہون
عنقا کی طرح نام کو شہرہ ہے نشان ہیچ

۶۵ ۵

جز میر کے اے شاد کسیکا نہ سنا دو
اس عہد میں اردو کے ہین سب اہل زبان ہیچ

خندہ پیشانی ہین رہتی فقر کی بینی کی ہیچ
دل غنی رکھتے ہین ہم مفلس تنی کرتی کی ہیچ

سامنی پیر مغان کی جا بنی کیا ہم شمار
سوی کعبہ گر پڑے تھے عالم مستی کی ہیچ

رب گئی زیر زمین جبکی فلک پر تھی دماغ
اوج سے تقدیر آخر لے گئی پستی کے ہیچ

رہن مے رکھتا ہی واعظ جبہ و دستار کو
اس گدے کو بھی نئی سوجھی ہی خرمستی کی ہیچ

۶۶ ۱۱

یہ نمائشگاہ انسان عالم فانی ہے شاد
نیست و نابود اپنے کو سمجھ ہستی کے ہیچ

تو رضع سے دل اہل جہان کھینچ
نگون ساری سے سرکش کی زبان کھینچ

کمر کی نازکی مین شرط اگر بد
تن لاغر کا تنکا جان جان کھینچ

ہماری آزمائے جان نثاری
سر میدان حسام امتحان کھینچ

اگر وہ شعبدہ گر رال اوڑائے
ترائے دل نالۂ آتش فشان کھینچ

ضعیفون کی کرائے دل دستگیری
سر مغار کف درماندگان کھینچ

حجاب شرم دل ہے مانع دید
ہماری اپنے پردہ درمیان کھینچ

سنیگا داد رس اے نالۂ دل
دوہائی چرخ سے تا لامکان کھینچ

بتا رمال یہ کب تک ہے تکلیف
ہمارا زائچہ اے مہربان کھینچ

بہار آئی ہے گل ساغر بکف ہین
شراب لالہ گون پیر مغان کھینچ

تشنج بحر الفت کی کشش ہے — رگون کے جال سے ماہی جان کھینچ

جہان سے شاد و تا پہونچے بہت جلد
طنابون کو زمین کے آسمان کھینچ

مصور گر شبیہ ناتوان کھینچ — تن لاغر کی جا موے میان کھینچ
دم فریاد مرجانے دے صیاد — جو پھر بولون تو سنسی سی زبان کھینچ
زمین سے آدمی پہونچا فلک پر — نہ اتنا آپ کو اے آسمان کھینچ
اگر ہون کشتنی گردن پہ میری — خط شمشیر جلاد زمان کھینچ
تری رحمت پہ نازان ہون کرم کر — نہ ہاتھ اپنا کریم النفس وجان کھینچ
تڑپ کر دل نہ پہلو سے نکل جاے — ذرا سینہ سے آہستہ سنان کھینچ
نظر چشم غلافی کی علم کر — سر وہی میان سی اے نوجوان کھینچ
مٹانا ہے جو اے صورت گر خلق — تصاویر جہان کو بے نشان کھینچ
جو سودائی ہو تیری سرکشی کا — اوسے سولی پہ اے سرو روان کھینچ
سنے مجنون نہ یہ محمل نشین ہے — مہار ناقہ جلد اے ساربان کھینچ

نکر جولان اب اے شاد اس زمین میں
کمیت فکر کی اپنی عنان کھینچ

چمک رہے ہین جو دندان سیم بر کیطرح — دُر یتیم ہین بید ہے ہوی گہر کی طرح
نہین تمیز جس انسان مین بشر کی طرح — وہ آدمی کے ہے جامے مین جانور کی طرح
حصول صبر سے ہو دستیابی لذت — انگوٹھی چوستی ہین نفل نیشکر کی طرح
کمال و نقص ہوا ایکو ہر مہینے مین — بڑہے ہلال کی صورت گھٹی قمر کی طرح
سیاہ کار کی ہرگز نہ رو سیاہی جاے — جو چار چاند لگائین بشر سپر کی طرح
وہ نا توان ہون کہ ہون ہر بون نا پدید نگاہ — عدم وجود ہے یکسان مرا نظر کی طرح

جو کوندنے لگی بجلی سی برق تیغ نگاہ
برس پڑی مرے اوپر وہ ابر تر کی طرح

یہ لاغری مری شہرت پہ ہے ہوا جو نمو
یون ہین جہان مین اڑ جاؤن ہین خبر کی طرح

کیا جو ناز جوانی نمود پیری مین
بھڑک اوٹھے وہ چراغ دم سحر کی طرح

بنرگ تخم نشیب و فراز مین گذرے
بڑھے ہے شجر کی طرح گر پڑے ثمر کی طرح

یہ ناز کی ہے کہ اک عضو کیا سراپا مین
ملی جو ناف سے چک آگئی کمر کی طرح

بہانہ قطرۂ عزت کو مثل کودک اشک
گرہ مین باندہ کے رکھہ آبرو گہر کی طرح

۶۹ نہ ترش رو ہون وہ شیرین زبان ہون اے شاد ۱۱
گرہ بھی دل مین پڑی ہو جو نیشکر کی طرح

در بدر لاکھہ پھرا قاصد مضطر کی طرح
اک حسین نے بھی بلایا نہ کبوتر کی طرح

باعث عزت عیسی ہے غم بے پدری
آبرو گر دیتیمی سے ہے گوہر کی طرح

ترک تزئین سے ہوی قتل ہزارون عاشق
سوگ مین سر وہ اوتارا کیے زیور کی طرح

وہ حلاوت ہے جو عشق لب شیرین مین روان
چونٹیان کھائین مری خاک کو شکر کی طرح

قاصد یار نے کی ہے دل عاشق مین جگہ
نامہ بر عرش پہ پہونچا ہے پیمبر کی طرح

سوزش داغ حسینان ہے مری باعث زیست
دل مرا آگ سے پیدا ہے سمندر کی طرح

دیکھنے مین نہین کچھ تیز روی مین لیکن
تو سن عمر قدم باز ہے صرصر کی طرح

آب شمشیر سے قاتل جو نہ سیراب کرے
پھیر لی خشک زبان حلق پہ خنجر کی طرح

ہجر جانان مین سراپا ہی محبی لذت درد
یا الٰہی ہمہ تن دل ہون صنوبر کی طرح

شعر کہوا کے پڑے ہے سی نو شاعر کوئی
مس نہ سونا ہو ملمع سے کبھی زر کی طرح

۷۰ شاد بے پر کو بھی یا سبط پیمبر مدد دے
بال و پر چاہیے ہین فطرس بے پر کی طرح

دل وہ الست ہے جان باز ملاور کی طرح
سر ہتیلی پہ لیے پھرتی ہین ساغر کی طرح

تیغ کے کھاٹ اوتارے تو وہ قاتل سمجھو
آب شمشیر مین تیرنے شناور کی طرح

بیکس ایسا ہون غم ہا ہو شان مین عجم مرون
چاندنی قبر پہ پھیلے مری چادر کی طرح

بنی آدم کے دلون مین ہی خصومت ازلی
سیکڑون بھائی ہین ہابیل برادر کی طرح

شعلہ ہر رگ پہ مین ہی مرے آتش غم
جوش کھاتا ہے لہو تن مین سمادر کی طرح

اہل زر مال ہین کیا جانین دین کی قدر بیک
کنج دولت ہی شکارون ہوا باز کی طرح

۷۱
وہ شرابی ہون بھری ہے الفت اے شاد
دل مین شیشے کی طرح چشم مین ساغر کی طرح

پھول لالے کے سجین دستار سر پہ سرخ سرخ
فصل گل ہی پہ رہین پہنین گل ترسرخ سرخ

دیدنی قابل ہے فوج اشک خونین کی بہار
وردیان کیا خوب پہنی ہی یہ لشکر سرخ سرخ

پھر گئی آنکھون تلی فرگان قاتل کی شبیہ
خون مین ڈوبے ہوے دیکھی جو نشتر سرخ سرخ

یہ حسین بھیجین گے نامہ کس شہید ناز کو
سول لیتے ہین جو چن چن کر کبوتر سرخ سرخ

مدحت آل نبی رکھتا ہی ہر دم بر زبان
کیون نہو منقار طوطی سخنور سرخ سرخ

اسلحہ کو کچھ نہین ہے احتیاج سرخ تاب
خون عاشق سی کرو شمشیر و خنجر سرخ سرخ

جشن نوروزی کرینگے نوعروسان چمن
رقعے شادی کے ہین اوراق گل تر سرخ سرخ

منسلک لخت جگر اشک مسلسل ہین نہین
شمعہ مرجان ہین زیب سلک گوہر سرخ سرخ

۷۲
غرق مین آل عبا کے رنگ مین اے شاد ہون
خوشدلی سے کیون نہون پیش بمیر سرخ سرخ

بہوین چڑھا کر سوا ے عمد و جان بی رخ
خطا کرے وہ نشانہ جو ہو کمان بی رخ

محال ہے کہ جو ہو نجت وار گون سیدھا
ازل سے اہل زمین ہی ہر آسمان بی رخ

فریب حسن وہ کہتی ہے پیرزن دنیا
کہ اس ضعیفہ سے کوئی نہین جوان بی رخ

حسین حسن پرستون ہی ہم سخن کیا ہون
برہمنون سے ہین اصنام بیدہان بی رخ

نہ کس طرح ہو کجی عیب طاق ابرو کی
خراب ہے کہ جو مسجد کا ہو نشان بے رخ

جو کج نظر ہے تو برہم مژہ نگہ ٹھہرے
پھر اوہ کیا ہے کہ ہے ہی اک جہان بے رخ

خدا ہی تو سن عمر روان سے جان بچائے
یہ شہسوار سے ہے اسپ بدعنان بے رخ

بیان جو بے دہنی کی خطا معاف کرو
ذرا سی بات پہ ناحق ہو مہربان بے رخ

جدہر ہو کعبۂ رخ اوسطرف ہیں مشتاق
کہ روبقبلہ نما ہو نہ ہے نشان بے رخ

۹ روان دوان ہوے ای شاہ بے نظیر
بھٹک گیا جو چلا راہ کاروان بے رخ ۱۰

زلفون کے اسیر ہین جو در بند
آنکھون کے فقیر ہین نظر بند

جکڑا جو قفس سے دے رہا ہے
چھوڑا بھی ہمین تو کر کے پر بند

کیونکر رگ گل کہون کمر کو
باندھا تو نکل گیا کمر بند

آنسو ہین جو نور چشم عاشق
ٹکڑے ہین کلیجے کے جگر بند

فرقت مین میان بحث نالہ
بلبل سے نہین ہین نوحہ گر بند

شاہد ہین جنون کی داغ عصیان
مہری ہے مرے بدن کا ہر بند

کاہین نہو بد دماغ بلبل
رکھ چونچ کو اپنی جانور بند

ہونے کو جدا ہین تن سے اعضا
کھلنے کو طلسم کے ہین در بند

دریا ہو کہ ابر تر کسی سے
رونے مین نہین ہے چشم تر بند

۸ چونکین گے نہ حشر تک ہم ای شاہ
کی خواب اجل نے آنکھ اگر بند ۹

بیٹا ہو سرخ رو تو ہو مان کینہ جو سفید
دنیا کا ہو گیا ہے یہ کیسا لہو سفید

غم مین شباب کی ہے سیہ پوش بال بال
رنگین خضاب سے یہ نہین ریش مو سفید

ساقی ہے لطف بادہ شب ماہتاب مین
ہے فرش چاندنی کا لب آبجو سفید

مستون کو یہ کہو تو الٰہی شراب دار
پھیکے یہ کوڑہ ہو تن شیخ عدو سفید

ظالم سیین جو زخم کرین اور خون ہین لال
دور سے سے تیغ کی نہ کبھی ہو رفو سفید

طرہ ہے بس کہ حسن صباحت پہ نازکی
کہائے جو پان سرخ ہو جلد گلو سفید

صوفی مزاج ست ہین ہمکو پسند ہے
شیشہ سفید دھام سفید و سبو سفید

ریش سفید پر ہے سراپا سیاہ کار
مانند مہر نام کو زاہد ہے رو سفید

۷۵
جو چشم عیب پوش ہو روشن رہی وہ شاد
نرگس صفت ہو دیدہ کہ ہر عیب جو سفید

ہوے ضعیف کمان شکستہ کی مانند
گذر شباب گیا تیر جستہ کے مانند

فلک مقام کوئی آسمان کی پردہ مین
پری ہی لیلا محمل نشستہ کے مانند

چھین گے دام سے کیا رشتہ تجھ کے
بند ہی ہین مرغ پر و بال بستہ کی مانند

کہلا کے نعمت غم ای فلک دل نازک
نہ توڑ نان خطائی خستہ کی مانند

ہزار زخم رسیدہ ہی ایک رشتہ جان
شکستہ بند ہون تار گسستہ کی مانند

۷۶
جہان مین شاد یہ شیشہ وہ پھوٹ گیا ہی
کوئی نہین دل خاطر شکستہ کے مانند

مرے گناہ کو میری ہین دست و پا شاہد
چھپاؤن کیا مری ہمراہ ہین گواہ شاہد

کیا جو تو نے ہے مختار کار بندہ کو
مرا قصور نہین اے صنم خدا شاہد

ستمگری سے ہے تیری مری وفا گاہ
مری وفا کی ہی ظالم تری جفا شاہد

تری ہی ناتے کی ہمرہ رہا دل نالان
گواہ شور جرس نالہ درا شاہد

کرشمہ ناز نے تیرے ہلاک کیا
مرے قضا کی ہی جانان تری ادا شاہد

تری تلاش مین اوڑتا پھرا غبار مرا
صبا گواہ ہے اس بات کی ہوا شاہد

محال ہے جو چھپے خون بے گناہون کا
مرے لہو کی ہی قاتل تری حنا شاہد

۷۷ جھکائے سر کو رہا شاد بیخبانہ مین
۱۴ کریم بندۂ عاجز کی ہے دعا شاہد

نہین یہ مہر قیامت بقدر دار بلند
زمین سے قد آدم ہے روی یار بلند

جبین سے کلہ سرخ ہے نگار بلند
کہ سر سے آگ کا شعلہ ہے شمع وار بلند

سر غرور کرین کیا سیاہ کار بلند
زمین سے سایۂ تن ہو نہ زینہار بلند

مرے پہ بھی نہین جاتی ہوس حریصون کی
ہوا سے خاک کی ہوتی ہے ہو غبار بلند

فلک یکین بھی اگر ہو تو خاکساری کر
زمین پہ دھوپ گری ہو ہزار بلند

عروج گرم نفس سے ہوا نسوز کا نزول
گری نہ شبنم تر گر نہو بخار بلند

سوائے عرش الٰہی کوئی جواب نہین
حرم سے لاکھ مراتب ہے قصر یار بلند

خزان نے پست کیا گلشن جوانی مین
ہوے جو ہم صفت نخل نو بہار بلند

نہ تھا نہ تیر نگہ کا ترے ہوای صفاک
ہزار مرغ ہوا ہو دم شکار بلند

جو سرفراز زمانہ تھے اونکی مرنے پر
فلک نے خاک برابر کیے مزار بلند

گرون گڈھے مین لحد کی وہ پست طالع ہون
جنازہ دوش کی اوپر کرین جو چار بلند

لے وہ خاک مین خوش چشم جنکی ٹہنی سی
جہان مین گنبد آہو ہوے ہزار بلند

۷ سہارا بخت جگر کے مزہ پہ ہے ای شاد
کمیت شاخ پہ یا ہین گل سوار بلند

سو غیر ظاہر ہے جو تمکو ہے عیار و گمنڈ
خرقۂ سالوس پر کرتے ہو مکار و گمنڈ

عالم فانی مین یہ جلکے چلکتے دھوپ ہین
ہم فقیرون سے عبث کرتے ہو زر دار و گمنڈ

عابدین اپنی عبادت پہ جو نازان ہین ہون
رحمت حق پر کرو تم بھی گنہگار و گمنڈ

چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا پاک ہے
کیا ہے حسن عارضی پر ماہ رخسار و گمنڈ

دم نکلتے ہی ملیگا خاک مین قصر بدن
کیا عمارت کی بنا فانی پہ ہے معمار و گمنڈ

شاہ فرعون وبلا کوفرش خاک آخر ہوے | مسند شاہی پہ ناحق ہی ستمگار و گھمنڈ

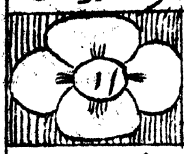

۷۹ | ہاتہ مین جز تنگدستی اور زر کچہہ بہی نہین
شاد بیچارہ کرے کس بات پر یار و گھمنڈ

کروں جو صرف صفات وہان قلم کاغذ | ہو شکل موے میان بے نشان قلم کاغذ
بیاض رخ پہ نمایان قلم ہی زلفون کی | ضرور کیا ہے تمہین نو خطان قلم کاغذ
لکھون جو بر شش شمشیر یک قلم ہو ابہی | زبان خامہ سے مقراض سان قلم کاغذ
مگر ہی کاتب قدرت بہی کوئی سیم اندام | لیے ہی پنجۂ خورزر فشان قلم کاغذ
رقم کروں مین اگر سوز بیقراری دل | طپان ہو صورت برق طپان قلم کاغذ
بناے لوح و قلم عرش پر ہوے باہم | زمین پہ خلق ہوے تو امان قلم کاغذ
لکھون مین ماہ وشون کو جو سینہ چاکی دل | جگر شگاف ہون مثل کتان قلم کاغذ
قلم شراب کی ہووے ہوے خط جام | مغان کو بہیجے کیا ارمغان قلم کاغذ
کروں جو تا وہ مین اگر مین نامہ ارزانی | ابہی ہو آگ کے مولون گران قلم کاغذ
بناؤن اوس لب و دندان کی وصف اگر لکھون | سمن کی شاخ گل ارغوان قلم کاغذ

۸۰ | کروں جو خط و کتابت یہ محط ہوا ے شاد
ملے نہ دہونڈہے میان جہان قلم کاغذ

جو نامہ بر نہو ممکن برا ے خط کاغذ | اوڑا ے صورت مرغ ہوا ے خط کاغذ
نمود سبزۂ بے سادہ رو کی ہوگی ضرور | خدا سے مانگ رہا ہون دعاے خط کاغذ
رسول نامہ بر و نامہ ہے کلام اللہ | مین کیون کروں صفات ثناے خط کاغذ
مرے یہ غم نہین ہو قطع یک قلم تحریر | جواب نامہ ہے کافی بجاے خط کاغذ
نکات سبزۂ خط بوالہوس کو سوجہی کیا | کہ چشم کور نہو آشناے خط کاغذ
چہپائین لاکہ مگر اونکی لگ گیا ہون پار | سند ہین خون کی محضر سواے خط کاغذ

۸۱

برہمنون کی کریں پوتھیون کو چاک اے شاد
بتون کے دل مین یہ ڈالے خدای خط کا غذ

۷

جو طالب صلح جنگ ہو کر بڑہا مین جی سے تنگ ہو کر
بہرے تہ بیٹھو تفنگ ہو کر چلو تو مارا خدنگ ہو کر

نہ پوچہ حال شب جدائی ہر اک سے نیند بہی جو آئی
بنی جو چوپایہ چارپائی پلنگ غم کی ڈوری تنگ ہو کر

مری طرف سے جو بدگمان ہے گرفتہ خاطر یہ جان ہے
گرہ پڑی دل مین غنچہ سان ہے دہن کی تنگی تو تنگ ہو کر

میان دریا جو وہ گیا ہے دکہائی زلف و خط معنبر
ڈسی یہ پانی کا سانپ بنکر بلیک کر وہ نہنگ ہو کر

گرانی و دل گرفتگی کا مری یہ بہی ہے اثر ہے پیدا
اوکہ جو مٹی سی میرے سبزہ نمود ہو بار تنگ ہو کر

رہی دو ملت مین کفر و دین کی شریک یون گر برہمنون نے
چلے جو کشتی کی راہ کعبے تو ہو نچی دریا گنگ ہو کر

۸۲

یہ طبع نازک ہے شاد اپنی کہ جس نے ہنگام سخت گوئی
جو بات ڈہیلا سی پھینک ماری وہ بیٹھے سینہ پہ سنگ ہو کر

جو بیٹھی خاطر یہ رنگ ہو کر سیاہ بختی سی تنگ ہو کر
پسے ہی آہ مہ کا سنگ ہو کر کہے نہ آنکہو مین نم گرہو کر

بیان ہو اوسکی ہد نزاکت کیا لبونکی پتلی ہے دہن چہوٹا
سخن تہا یہ زہ نشین تہا جگر پہ بیٹہا خدنگ ہو کر

زبل کی لین جو ان سو ہو جہکین کے پیری مین مثل ابرو
خبر یہ دی ہین لنج گیسو جہان مین نارفرنگ ہو کر

چمن مین لی یار سیر کیسی یہ دل کو ہے عشق خال و بینی
جو گل کی پتلی کوئی کلی بہی لگی وہ تیر تفنگ ہو کر

جو ہوگئے ظاہر آشنا ہین وہ یار یکرنگ ہین تو کیا ہین
دل و جگر خون جدا جدا ہین عقیق و یاقوت سنگ ہو کر

قفس کیا یہ جنہون نے عالم پہنسا جو طوق گلو کہٹا دم
جہان سے آخر نکل گئے ہم مثل ہابوس تنگ ہو کر

نہ بہولا غنچہ سا کر تامل یہ رونگٹے بال ہون تیغ بالکل
بری ہے حسن شباب اگل اوڑہی گا چیر کا رنگ ہو کر

۸۳

جو غم نے اے شاد کی چڑہائی یہ تنگ عنصر سے جان آئی
کہین نہ بائی پناہ بائی سہر آئی جارون الٹنگ ہو کر

پانون رکہین نہ فرش دنیا پر لات ماری ہے ہمنے دنیا پر
وہ لگاوٹ کرین سمجہ کے خدا دل کیا خون اس تمنا پر

اشک جاری ہین ہون سراپا داغ
یا چراغان ہوا ہے دریا پر

چشم نے سامری سے چشمک کی
لب ہوے طعنہ زن مسیحا پر

دل کا قصہ مرے پہ طے ہوگا
سینت رکھا ہے ہمنے عقبا پر

دخت رز کے ہین تاکنے والے
آنکھ پڑتی ہے اپنی مینا پر

نیش نوش جنون کہین نہین بیٹھ
گو گہر و پر نہ خار صحرا پر

سفلہ پرور زمانہ ہے اے شاد
تف ہے دنیا و اہل دنیا پر

ہر طرح گردش فلک پہ عجب سی ڈر
بت کر تو ڈر نہین تو خدا کی غضب سی ڈر

کیون حول ہو نہ دیکھ کے زلف سیاہ کو
معلوم ہر کسیکو ہوتا ہے شب سے ڈر

غم خال چشم کا نہ خط روی صاف کا
دہشت نہ زنگیون کی نہ فوج حلب سے ڈر

پیدا جو دوسرا ہو ترا یہ محال ہے
دنیا عقیم سے نہ جہان غرب سے ڈر

سر پر چڑھے گی منہ جو لگایا اسی کبھی
ای شیخ بد تمیزی بنت العنب سے ڈر

بدنام طفل اشک کرین گر کے چشم سے
لڑکا جو بد سرشت ہو اوس بے ادب سے ڈر

آزردہ ہین اگر صنم سنگدل تو ہون
خوف ان بتون کا شاد نکر اپنے رب سے ڈر

آرزو بھی ہے سانہ اشک کی دریا ہوکر
آہ سینہ سے نکلتی ہے تمنا ہوکر

رنگ چہرہ کا اوڑا رال کا شعلا ہوکر
رہگیا شمع حبابون کا تماشا ہوکر

خاک مین ملگئے جو بڑہ کے چلے دنیا مین
حد سے پاؤن نہ نکالی کوئی ہر پا ہوکر

کبھی کاندہے پہ چڑہے گاہ زمین مین ہوے دفن
اپنے مرنے پہ بھی گذرے نہ وبالا ہوکر

جب ہوا باڑہ پہ شمشیر رواں کا پانی
آگیا تا بہ گلو موجہ دریا ہوکر

کیا بتائین کہ ملک عالم ارواح مین تھی
خاک مین ملگئے ہم مردم دنیا ہوکر

ای جنون اپنی مساحت مین ہر جیا چیا — گر زمین کی نہین سنے بادیہ پیما ہوکر
ایک مین کیا دو جہان ہونگے فنا آخر کار — بہر اکیلے بھی تو گھبرائوگے تنہا ہوکر

۸۶

تن ہوا صورت تصویر گلی مٹی شاد
مل گئے خاک مین ہم خاک سے پیدا ہوکر

جیسے گرا رہا ہے کوہ الم جہان پر — ٹوٹین فلک الٰہی یون ہی اس آسمان پر
دشمن سگے جہان مین کیا مر کے جان دی ہے — سب دانت ہین لگائی اک مشت استخوان پر
جب جا ہین آزمائین سفاک معرکہ مین — بازی گہ جہان مین کھیلے ہوے ہین جان پر
غرگان کو عاشقون مین ہمکو وہ اوج دیگا — عیسے کو جس خدا نے معراج دی سنان پر
ای باغبان چمن مین کیا دون نشان بلبل — کانٹون مین کچھ پڑی ہین طرف گلستان پر
ہر تہ اگیا وہ تنہا جسدم قلم کی صورت — کچھ جز حروف سطلے لایا نہ مین زبان پر

۸۷

ای شاد جس خضر کے پتھر مین نقش پا ہین
سر سے ملینگے اوسکی ہم پاؤن کی نشان پر

غم فرقت مین سرد دنیا نہ جان دور — مگر اے دل زمین سخت آسمان دور
گیا توسین سے ابرو کمان دور — نہ کھینچ اپنے کو سدرہ آشیان دور
گئے ہم ناتوان تا گور مر کر — ہزارون کوس ہوگا کاروان دور
صنم کیا ہین بحکم نحن اقرب — نہین ہمسے خدائے لامکان دور
دہان تنگ مشکل سے نظر آئے — یہ رکھ اے نکتہ دان دل سے گمان دور
خدا ہے گر جنون تا موسم گل — اجل نزدیک فصل بوستان دور
فقیر اللہ کے کہتے ہین دل کے — عذار اس بھی بہت ہین ای بتان دور
نظر کی طرح کر آنکھون سے اوجھل — مگر دل سے نہ رکھ اے مہربان دور

۸۸

نہ ہو ہرگز نام شاد مرحوم — کرو یہ ذکر قرآن دوہان دور

آفرین دست جنون کی پنجۂ چالاک پر
پھٹ پڑی دامن دری ہی مجھ گریبان چاک پر

خاکساری کر جو پہونچا کے خدا افلاک پر
سایۂ مرغ ہوا جلتا ہی جھک کر خاک پر

یون شب فرقت ہماری بیقراری مین کٹی
گر جگر پر ہاتھ رکھا گہ دل غمناک پر

دست ظالم سے چھری ملنی یہ بھی حرت نہین
طائر بسمل کی تو چین قاتل سفاک پر

غم نہین کچھ ذی ہنر ہین گر شکستہ حال ہین
لعل گدڑی کی ہین اب بھی اس پھٹی پوشاک پر

سیکھتی کرنے سے کینہ کر ہو نہ مٹی آبرو
خاک پڑتی دامن تر ہی ہی حرف پاک پر

۸۹

ظالم اظلم جہان مین اب بھی وہ ای شاد ہین
فوق ہے نمرود پر سبقت جبین ضحاک پر

۹

دے چھری یا حلق پر شمشیر بہیر
پر نہ آنکھین اے بت بے پیر پھیر

ہم پہ دہر کے تم رقیبون کو ستاؤ
بات کیا ہے دو ذرا تقریر پھیر

یار حیم اولٹے وہ بت مجھکو ستائے
آہ بے تاثیر کی تاثیر پھیر

وہ سجون کمرہ کہ سب دکھا کرین
درون سفیدی آنکھہ کی تصویر پھیر

میرے بھی سیدھی ہون گر شتہ نصیب
تو وہ قادر ہے کہ دی تقدیر پھیر

کعبہ جائین دل کے ہوتے کیلیے
اوس طرف ہی کرین شیخ پر تذویر پھیر

منعمون کی ہڈیان چونا ہوئین
چشم عبرت بین سوے تعمیر پھیر

نوجوان جیسے زلیخا کو کیا
درون ہمارے بھی اوسی تدبیر پھیر

۹۰

شاد کو پامال کر اے شہسوار
تو سن چالاک بے تاخیر پھیر

۱۱

گر رہا ایک پہ ہے ایک ہر حدارون پر
ٹوٹے پڑتے ہین خریدار خریدارون پر

تیز خنجر ہو شہادت کے طلبگارون پر
سرفروش آپکا دم دیتے ہین تلوارون پر

دخت رز بہاند پڑی طاق سی میخوارون پر
ٹکٹکی بدھ گئی کی رہی دیوارون پر

دل و دیدہ بھی وغا دی کی سپاری غم مین
تنا شراکت کا گمان ہمکو نہین یارون پر

اثر ابر کرم چاہیے اے دامن تر
آنچ آنے نہ جہنم کی گنہگارون پر

دن تو یاد رخ روشن مین گذر جائیگا
رات بھاری ہی مگر زلف کے بیمارون پر

رہرو ملک عدم کا نہین کھلتا احوال
کیا گذرتی ہے نہ جانے وطن آوارون پر

رشتہ ہائی رگ جان سے ہی نشتر کی فگار
کیا تماشا ہی کہ بجلی ہی رواں تارون پر

نہ سبک حشر مین اے پلۂ میزان کرنا
طعن کرتے ہین گرانبار سبکسارون پر

ساکن دشت جنون برہنہ تن ہین ازلی
قطع ہے جامہ عریان بدنی خارون پر

۹۱
جان کنی عشق مین کرتے جو ہوشل فرہاد
شاد سر پھوڑ کے مرجاتی کہسارون پر

اب ہی نیرنگ سخن سبکا بیان ہی کچھ اور
پیر و میر ہون مین میری زبان ہی کچھ اور

ملک دل لوٹ لیا اور یہی کہتا ہے
مال دنیا زر دین دولت جان ہی کچھ اور

مرمٹی ہم مگر اے چرخ مٹانے کو ترے
ٹوٹی پھوٹی ہوئی قبر و نشان ہی کچھ اور

نیم بسمل تری چورنگ پہ بھی راضی ہین
حوصلہ کیون مری ساونت جوان ہی کچھ اور

ذہن مین تار نظر ہے نہ خیال رگ گل
بال کی کہال کمر ہی پہ گمان ہی کچھ اور

دخت رز جوش پہ ہی دور ہی میانیکا
آج کل کیفیت پیر مغان ہی کچھ اور

۹۲
چشم حق بین ہین مری ایک ہین دونون ای شاد
بت ہین کچھ اور نہ رب دوجہان ہے کچھ اور

اگر تم نہین تیغ و خنجر سے باہر
تو ہم بھی نہین زخم خنجر سے باہر

گداز جگر سے ہے دل شمع روشن
نکلتا ہے شعلہ مرے سر سے باہر

لحد داب بیٹھی گی گردن کشون کو
نکلنے تو دو روح پیکر سے باہر

چھپاتا ہے صیاد کیون مرغ بلبل
پڑے تو ہین پنجرے سی کچھ پر سے باہر

وہ طالب اگر ہین تو زر مال کیا ہی
نہین ہم دل و جان مضطر سے باہر

جسے سو ر دل خام طبعون سی کیونکر
رہو ان جل کے ہو ہیزم تر سی باہر

۹۳ زمانے کو اے شاد ہے جب دولت
۱۱ کوئی دل نہین خواہش زر سے باہر

فریب حسن ایسا ہی نہین ہو قوف کچہ ہم پر
بتون کی دار قامت کی سیجا چڑہ کوٹ دم پر

جوڑا ئی آنکہ ہم تر دامنون کی آتش غم پر
گہڑی پانی کی لاکہون پڑ گئی سا تون جہنم پر

نہ مہکو دعوے تمکو نہ بل گیسوی پر خم پر
نہ وہ جوبن رہا تمپر نہ وہ عالم رہا ہم پر

دہن محفوظ ہی ای مت ترا چشم فسون گر سی
اثر کرتا نہین جادو خدا کی اسم اعظم پر

یہ نام وصل سی اوس مریم ثانی کو نفرت ہے
نہ ڈالی آنکہہ رغبت سی کبہی بادام تو ارم پر

وہ شل ہون پاؤن جو دوڑین ترے کوچے سی یا رب
وہ ٹوٹین ہاتہ جو اوٹہین نہین خیرات درہم پر

جو اوڑ بہاگا کوئی دم توڑ کر ہی دام کاکل سی
ہماری رشتہ الفت ہی باندہی اور محکم پر

گلون کی سامنے جڑ کاٹنا حق ہی بلبل کی
انکی پیٹ پڑی ٹہنا کوئی صیاد اظلم پر

جو تلوارون پہ سل رغ بسمل دم پھڑکتا ہے
دل و جان لوٹ ہین شاید کسی ابروی پر خم پر

مری پر کیا خفا ہوا نپی تر دامن کو مٹی دو
کہ مٹی دفتر عالم مین ڈالین حرف پر نم پر

۹۴ شاہ کے بادشاہی کو متاع فقر حاصل کی
۷ فقیری ختم ہی ای شاد ابراہیم ادہم پر

کم رہا ناپ کر دیکہا ہے بدطولا بہر
اوج طوبے کا بہی نکلا نہ قد بالا بہر

پا ؤن کیا رکہے کہ ہی خاک بشر دنیا بہر
کہین خالی نہین مردون سے زمین چپا بہر

ہجر ساقی مین ذرا بہی جو ہوئی بارش ابر
چشم تر نے مری رو رو کے دیے دریا بہر

خاک بر باد سوا کچہ نہ ملا ہمکو سراغ
گور مجنون کا نشان ڈہونڈ پہری صحرا بہر

[illegible] ہمکو سین شمع حیات
نفس سرد یہ ہر دم نہ دل تپیدا بہر

دانے پانی سے ہی بیفکر تگرگ نا فہم
دانے دانے کو ہین محتاج سہان دانا بہر

۹۵ دیکھنا شاد جو تجھکو ہی سیہ کاری دل
۱۱ مے اسود کو میان شکم مینا بہر

ٹپکتی حسرتین چشمون سے ہین اشک روان ہوکر
نکلتے ہین دل ارمان مرے منہ سے فغان ہوکر

بہ تری سخت گیرون ہین کمی رطب اللسان ہوکر
بسر کی عمر بہر بتیس ۳۲ دانتون مین زبان ہوکر

وہ مجنون ہین جو آئے جامۂ تن مین نہان ہوکر
بہٹا برقعہ ہمارا پردری پردری ہیجبیان ہوکر

ہوا جسدن سے پیدا ہون یہ زور ناتوانی ہے
وہین رہتا ہون مٹتا ہون جہان نیض روان ہوکر

ذبیحون کی گلے ملتی ہین رحمین شادمانی سے
ہوئی ہی عید قربان تجھپہ قربان جان جان ہوکر

جو دل مین سخت قلبونکی سبا جاہی ملایم ہو
رہی ہڈی کی اندر نرم مغز استخوان ہوکر

مراد آئیگی اوسکے دشمنون کو سر اتاریگا
چڑہی ہین تیوریان غصے مین نادر کی کمان ہوکر

یہ نفرت وصل ہی اوسکو ہی کہتا ہی کہ سمجھونگا
پشتے جب ہین مقنا طیس قرآن ہوکر

بہم نظارہ بازی ہو جو بدنامی سی ڈرتے ہو
اک آئینہ رہی دہوکی کی ٹٹی درمیان ہوکر

یتیمان ازل بہو پہنچے نہ ایام جوانی کو
پیر ہی کوئی نہ طفل اشک مردم نوجوان ہوکر

۹۶ تمنا ہے ازل سے تا ابد شاد سخنور کی
۱۱ جہان مین نام روشن ہو چراغ دودمان ہوکر

خموشی مانع گفتار ہی قفل دہان ہوکر
اشارون سی سخن کرتا ہون گونگی کی زبان ہوکر

ہوا ہمسر تو سی دانتون ہی اوسکی گردگان ہوکر
ہمیشہ منہ کی کہائیگا دغلطان پنان ہوکر

نہ بولین جھوٹ کیون اہل زمین طے اللسان ہوکر
بنا جسدن سی بگڑا نیل کا مانند آسمان ہوکر

وہ مجنون ہون کہ ٹھہرا ہون جو سایہ مین درختونکی
گہسکتے ہین ترشاخون سی سنگ کودکان ہوکر

مرے کیا نرم اندامون کو پہنچی سخت گیرون سے
رہی محفوظ دانتون مین زبان بی استخوان ہوکر

مری پرہی نہین جاتا نفاق انسان کی علت سے
جدا بعد فنا ہون دفن طفل توامان ہوکر

ہماری بردباری نے نگاہون سے گرایا ہے
سبک ہین ناتوان ہیون کی خاطر پر گران ہوکر

محبت اوس شکر لب کی کملائی جسم رقیبون کو
یہ امرت زہر ہو یارب نصیب دشمنان ہوکر

مثین جب داغ سودا نخل تن دانون سے پھل جائے
ثمر پیدا ہون جسدم پھول چھڑ جائین خزان ہوکر

جو پتہر ہی کری خالق گذر یار مین ہر دم
کھڑا ہون میل منزل نکو یا سنگ نشان ہوکر

۹۷ مین وہ دانا ہون شاد اس دور مین جسنے مجھے پیا
۱۱ وہ چکے رہ گئے انگشت حیرت دردہان ہوکر

جو خدا لگتی کہو اے بت تری مصداق پر
داب لے ایمان بغل مین رکھدے قرآن طاق پر

کیا کرون انکار می ظاہر ہی یہ آفاق پر
عہد پر قایم نہین توبہ شکن میثاق پر

کیا صفائی حسن ہی جسدم کیا زیب بدن
نور کا عالم ہوا پیراہن براق پر

ناتوانی نے سراپا یہ سکھایا ہی مجھے
پوستین جامد ہے خلخال جسم قاق پر

ہاتہ ملتے ہی گذر جائینگے مانند حنا
یہ کف افسوس کی لکھا ہے دو اوراق پر

وہ جلے تن ہون ترش کر روح مدفن کی مرے
آگ دین وہ جو چڑہین پتھر کسی چقماق پر

مر گئے پر کوئی انسان کا نہین ہوتا شریک
جوڑا اعضا کی جدا ہوتی ہین اس الحاق پر

کشتہ دیدار وہ ہون جب کیا مجھکو حلال
باندہ کر پٹی چہری دی دیدۂ مشتاق پر

کیا گزندز لف ہی خال لب جان بخش کو
سانپ کا کاٹا اثر کرتا نہین تریاق پر

واعظ بدگو کیے پیر مغان کرتے تو ہو
یہ بطے بھی نہ بیٹھو اور تراوڑتے طاق پر

۹۸ مثل عنقا شاد گو ہین شاعر گوشہ نشین
۱۱ رنجتہ گویون مین ہم ہین شہرہ آفاق پر

مین وہ میکش ہون جو ہین پہنچا در گلزار پر
تاکنے انگور کی بیلین چڑہین دیوار پر

کیا ہنر ظاہر ہوون مجھ مفلس کے اوس زردار پر
چھپ گئی جوہر جہان زنگ آگیا تلوار پر

کھل گیا جسدم نظر کی بیکلاہ یار پر
گل بہت پھولا تہا اپنی ٹہنی دستار پر

ہر مژہ سوئی ہی وہ جنے سیان آنسیان
طائر قبلہ نما تک کو چڑھا یا دار پر

مژدہ باد ای مری پرستو جوش مستی کی سبب
دختر رز ٹپکی پڑتی ہی ہر اک منجوار پر

گردش چشمان جانان کا تماشا دیکھنا
پتلیان آنکھون کی پھرتی ہین نظر کے تار پر

وہ صبا مجھسے ہی گو ہی حلقۂ آغوش مین
کھل گیا ولی نظر جب نقطۂ پرکار پر

بولنا کیا شب وصلت مین مرغان سحر
چونچ اگر کھولین چڑھا ون سنسیان منقار پر

مین وہ گریان ہون کہ خورشید جہانتاب مری
گر پڑین آنسو چڑھون گر قبقہ دیوار پر

بد تماش ای شاد ہے جو نوع انسان مین امیر
گنجفہ کی میر کی پھبتی ہے اوس زردار پر

۹۹ ۱۱

کون کہتا ہی کہ تو بہ دل میخوار نہ توڑ
عہد مے توڑ مگر خاطر خمار نہ توڑ

توڑتے دل یوہین تو رہی کی ہین جانکنوڑی
ہمپہ ہنگام غناتان دل آزار نہ توڑ

رسیٹ کے واسطے ای شیخ نہ ڈہا مسجد کو
جہین کربت کو دل صاحب زنار نہ توڑ

سر سے پا تک ہین یہ اعضا کی تناسب تشکیل
جوڑ بندون کا تری جوڑ ہی اے یار نہ توڑ

بے مئے ناب کی اعضا شکنی کیا کم ہی
ہاتہ پاؤن مری قاضی ستمگار نہ توڑ

سینہ بر سکر جو نکل جائی نکل جانے دی
پر تو اے دیدۂ تر آنسو فشار نہ توڑ

چاہیے باس شبیہہ دل و چشم جمید
محتسب شیشہ و ساغر کوئی زنہار نہ توڑ

قفس تن کا شکستہ ہو تو ہو تا رنفس
رشتۂ دام کو پر مرغ گرفتار نہ توڑ

چشم جادو کا جو عاشق ہی تو اے بوسہ لب
ابہی پرہیز کو اپنے دل بیمار نہ توڑ

کج نگہہ سے کبھی برگشتہ مژہ سے مارا
کون تیر گیا حصن دل زار نہ توڑ

۱۰۰ ۷

رند مشرب ہے جو ای شاد نکہ پاس صیام
کون مانع ہے کہ روزہ سر بازار نہ توڑ

محو دنیا ہے تو نہ رہیا جوڑ
کھوڑی کھوڑی حریص دنیا جوڑ

ازلی ہم گدا ہین گدڑی پوشش
جامۂ تن مین ہے سراپا جوڑ

خون رولانے کو میرے پیش حنا
ہاتھ اپنے نہ ماہ سیما جوڑ

ساغر چشم و شیشۂ دل کا
جام جمشید ہے نہ مینا جوڑ

جیسے اشک روان و آب روان
چشم تر کا یونہین ہے دریا جوڑ

شیشہ ٹوٹے تو شیشہ گر ڈھالے
دل جو ٹوٹے جلے نہ اصلا جوڑ

۱۰۱ ہمہ تن ہون شکستہ خاطر شاد
۱۰ سیکڑون ہین سیان اعضا جوڑ

نخت برگشتہ ہے کیون کر ہو نہین بیمار گداز
روگ سودے کا ہو جا ہون جو تن زار گداز

میری باتون وہ کریگا دل اصنام کو رام
زیر پا جسکے ہو پتھر دم رفتار گداز

پڑتی ہے گرم مزاجی سے کڑی تیغ نگاہ
ورنہ تلوار کو کر دے طپش نار گداز

جل بجھے آگ مین اپنی جو وہ پروانہ ہون
ہڈی ہڈی ہے مری شمع کے آثار گداز

سختی سخت زبان شعلہ زبانی سے نہ جائے
لال ہونے سے نہ طوطی کی ہو منقار گداز

بوئے چشم سے آہو نہ ہین کیا مشک
دہوکنی آہ کی کرتی ہے دل زار گداز

جذب آہون مین تری ہے نہ اثر باتون مین
دل صیاد ہو کیا مرغ گرفتار گداز

ہون جو سرگرم سخن سخت مزاجونکی طرح
موم کی طرح کرے کرمی گفتار گداز

سہسری کیا تری باتون سے کرین نالہ سور
ہو نہین یہ درد ہے پیمانہ نہ زنہار گداز

۱۰۲ شاد وہ سوختہ جان ہون جو کرین نالہ گرم
۹ جگر آہن کا ہو پانی دل کہسار گداز

تری زلف ہو کیون نہ سودے درازی
ہوس لاکھ پیمائے پائی طلب

نمونا ہے اے تنگدستی درازی
شب ہجر مجنون سے المختصر

تری زلف طولا ہے لیلی مداری

مرا ماتمی شادیانہ ہوا
ترقی عمر ہو چرخ نیلی دراز

نہیں پاؤں قابو میں مجھ مست کے
مگر ہاتھ ہیں سوے ساقی دراز

نہ تالو سے کھینچے کہیں باغبان
زبان باغ میں کر نہ طوطی دراز

ابھی سے ہے اوس سرو میں سرکشی
ہوا تک نہیں ہے بخوبی دراز

زمانہ کی اس تنگ چشمی سے شاد
لحد میں ہو بید مست و پائے دراز

۱۳۱

تازہ ہوا ہیں ہمارے زخم خندان ہر برس
گل کملاتے ہی نئی فصل بہاران ہر برس

کیا تماشا ہے کہ بیتی ہو گرہ سال ایک دم
اور گھٹتی ہے گرہ سو عمر انسان ہر برس

تو ہی وہ سفاک اے قاتل کہ لاکھوں جان نثار
ذبح ہوتے ہیں میان عید قربان ہر برس

شعلہ رو برسے کریں گے ہم فقیروں کی مدام
عرس درویشاں ہیں ہوتا ہی چراغان ہر برس

تار دامن ہیں نہیں کہتا ہی جب بہت جنون
فصل گل ہیں پھاڑتے ہیں ہم گریبان ہر برس

خوش لباسوں کی بسر کی قاقم و سنجاب میں
عور کی بھی کٹ گئی فصل زمستان ہر برس

انقلاب سال و مہ ثابت ہوا تقویم سے
نت نئی ہے گردش گردون گردان ہر برس

۱۳۲

خاک ساون ہیں اوڑی اے شاد اگر دیدۂ نم
خشک سالی ہو نہ گر فصل باران ہر برس

گرم ہے سودائے نرگان نگارا بکی برس
آگ کے موتوں ہی کوڑی کا کنارا بکی برس

چار سو پھٹے پھٹے کی برسا موسم گلگوں ہے ام
میری تربت پر بھی اے ابر بہارا بکی برس

صوفیوں سا بھی دو فصلہ کو ہوا کوئی نہیں
پارسا اگلی برس تھے گسارا بکی برس

کسطرح گندے میاں فصل بہاراں دیکھیے
ہم غریبوں کو ٹپکتے ہیں مزارا بکی برس

آنکھ پھیر یگا وہ بت ثابت ہوا تقویم سے
طرفہ تر ہی گردش سیل و ستارا بکی برس

تفرقہ دیکھو جو سال و مہ ہیں آغوش کنار
گور کی پہلو میں ہیں وہ یار فارا بکی برس

سال ہی بھر مین ہوا بدلی یہ باغ دہر کی
باغ جو ہر سال تھی ہین خار زار اب کی برس

شادی و غم کا تلون گردش ایام ہے
جو خوشی پر سال تھی ہین سوگوار اب کی برس

مین وہ بلبل ہون کہ جسکا فصل گل ہر دم اسیر
باغ لیتے ہین اجارہ دام دار اب کی برس

نجم و ندان کا ہون عاشق دیکھنا تقویم سے
دن مری کیسے ہین اختر شمار اب کی برس

۱۰۵ ہر قفس مین شاد ببکیں مرغ گلشن کی لجہ
۱۱ ڈالیان پھولون کی لائی ہے بہار اب کی برس

تنگ یا بد شعار ہوتے کاش
گل نہین تھے تو خار ہوتے کاش

تیرہ بختی ہی گر نصیب مین تھی
سرمۂ چشم یار ہوتے کاش

نامیون کے نشان ہین جتنے
مرمٹون کے مزار ہوتے کاش

زر نہ قسمت مین تھا تو سانپون مین
کوڑیالے شمار ہوتے کاش

اک گلیم سیہ کفایت تھی
سایہ سان خاکسار ہوتے کاش

نہ ہوئے تھے جو اوس سے ہم آغوش
گور سے ہمکنار ہوتے کاش

اپنے ماتم مین آپ ہی روتے
شبنم اشک بار ہوتے کاش

نالے جی کھول کر کیا کرتے
جرس دل فگار ہوتے کاش

بے ثمر تھے تو بہر راحت خلق
شجر سایہ دار ہوتے کاش

کچھ تو ملتا جنون سے سررشتہ
جامۂ تار تار ہوتے کاش

۱۰۶ کلفت دوستان سے تو ہی شاد
۷ اپنے دل کے غبار ہوتے کاش

دل و جان ہی ہجر عاشق باد فا خوش
ستم تجھ سے ہین خوش ہون میرا خدا خوش

حرم مین ہو یا ساکن لامکان ہو
بہان ہو وہان رہ مری ملتفا خوش

یہ شورہ آنسو شر بار آمین
نہین اس زمین کی ہوا خوش

تلون مزاجی کا پایان نہین ہے — ذرا سین خوشی ہے ذرا مین ہے ناخوش
بساط سلیمان ہو شہ کو مبارک — گدا کو ترے بستر بوریا خوش
وہ ناراض ساز دل نیک و بد ہون — عدو خوش نہ جس سے عزیز آشنا خوش

۱۰۷ — ۹

بتون سے نہ مل اب وہ کر شاد باتین
نبی جس سے راضی رہین ہو خدا خوش

عمل کم ہو کا ہے لاکہ تو درویش — اولا خویش بعد ہو درویش
رزق قسمت ملے گا بے مانگے — بہتر نان کرنہ جستجو درویش
دُر نایاب لیکے مثل صدف — دے نہ موتی سی آبرو درویش
توڑ پائے طلب کو ہاتہ کو کھینچ — بیٹھ رہ بہتر نہ کو بکو درویش
بدنصیبی یہ کہ رہی ہے تری — بر نہ آئے گی آرزو درویش
کر طلب حق سے جان بے پروا — دل غنی مانگ اے نکو درویش
بے ریا اس طرح فقیری کر — کہ نہ آئے ریا کی بُو درویش
جو سکندر کا پردہ پوش نہین — آئینہ ہے وہ عیب جو درویش

۱۰۸ — ۹

بادشاہون سے ہے وہ بہتر شاد
جو خدا سے ہے سرخرو درویش

شہد و مصری کی نہ خاصیت نہ شکر کی خواص — دونون ہونٹون مین ہین اک قند مکرر کی خواص
لیس ہین ابرو و مژگان تیر و خنجر کی خواص — قتل پر بانہ ہے کمر ہین اوس ستمگر کی خواص
رنگ مین بو مین پُر تسکین دل تاثیر مین — زلف خوش بو مین ہین سارے مشک و عنبر کی خواص
روی رنگین کا عرق تاثیر مین خالص گلاب — نوش دارو شربت دیدار دلبر کی خواص
لعل لب مین خاصیت یاقوتی یاقوت کی — بوسہ دندان مین ہین معجون گوہر کی خواص
سخت جانی مین جو گدری کیا کہون اے کوہ کن — عمر مرمر کی بسر کی سنگ مرمر کی خواص

خاکساری کر ہوس کر نہ شوق کیمیا
طالب زر ہو نہ پیدا کر ابا زر کی خواص

ہم صفیر و باغ ہین کیا بال افشانی کرون
مجھ شکستہ بال ہین ہین مرغ بے پر کی خواص

۱۰۹ ۸
میر کے پیرو سوائے شاد اب نایاب ہین
سب عوام الناس ہین اچھی میر کی تر کے خواص

قمری سرو قد ہین صنوبر سے کیا غرض
ہم عندلیب رخ ہین گل تر سے کیا غرض

سایہ کی طرح خاک نشینی پسند ہے
ہین خاکسار ہون مجھے بستر سے کیا غرض

کشتہ تری نگہ کے اگر مچھلیان بھی ہون
وہ بے چھری حلال ہون خنجر سے کیا غرض

دنیا کو ترک کیجے عقبا کے واسطے
بو زر کرے خدا طمع زر سے کیا غرض

چلتی شمال موج ہے ہر آن ہر نفس
عمر روان کی ناؤ کو لنگر سے کیا غرض

ای ہم صفیر طائر تصویر ہون مجھے
اوڑنے کی کام کیا ہوس پر سے کیا غرض

سجدے کرین نماز پڑھین ٹکرین لگائین
ٹکرائین سر بتون کو جو ہم در سے کیا غرض

۱۱۰ ۹
اے شاد جو پھرے شہ دلدل سوار سے
دجال کا مطلع ہے اوس خر سے کیا غرض

تو وہ ہے خلق مین مے آجان جہان چشمۂ فیض
ہاتھ مین ابر کرم ہے ہم دہان چشمۂ فیض

یوسف چاہ ذقن دے جو الٰہی اوسکا
رہے جاری صفت آب روان چشمۂ فیض

جام خورشید کو جو زر سے بھرا کرتا ہے
آسمان پر کوئی شاید ہے نہان چشمۂ فیض

تو ہجو دریا کا سر دست دکھائے اعجاز
تیرے پنجہ سے ہون پنج آب روان چشمۂ فیض

قاضی دور مین جام مئے گلرنگ رہے
نہ کرو بند میان رمضان چشمۂ فیض

حلق عاشق پہ روان کرکے لہو مین تر کر
خشک ہی خنجر بران کی زبان چشمۂ فیض

تشنہ کامی پہ مین اوس تشنہ دہن کی ہون نثار
اک اشارے مین ہوا جسکے عیان چشمۂ فیض

اے پری حسن ترا بحر لطافت ہے شکم
حلقۂ ناف بنور سیم دہان چشمۂ فیض

۱۱۱ کشتے مے سے ہر اک مست کا ہو بیڑا پار
۹ مے فروشون کی ہوا اے شاد دکان خشت خمخانہ

زشت روئی نہ حسن صورت شرط — آدمی کو ہے آدمیت شرط
جو ہے تقدیر مین وہی ہو گا — کر ہر اک امر مین ہے قسمت شرط
وہ کھنچے اس طرف نہ کیا معنے — پر ہے تاثیر جذب الفت شرط
منہ لگائین نہ کیون شراب کو ہم — دخت رز کا ہے پاس حرمت شرط
جبین آیا تو بخش ہی دے گا — کرم اوسکا ہے شرط رحمت شرط
جسکے جام شراب بدتے ہین — سا تے آفتاب طلعت شرط
قدر مفلس کی کون کرتا ہے — منزلت کے لیے ہے دولت شرط
سر کا دینا ہے عشق مین کیا مال — صورت کوہ کن ہے ہمت شرط

۱۱۲ چلے جنت مین شاد ہاتھون ہاتھ
۹ پر ید اللہ کی ہے بیعت شرط

جھک کے ملنے کو ہے شرافت شرط — مثل شمشیر ہے اصالت شرط
صورتا لون کی پھونکتا ہون ابھی — بدلے اے فتنہ قیامت شرط
پیش حق کیون ندے گواہی تیغ — خون ناحق کی ہے شہادت شرط
نہ ستم سنج و غم نہ کہائین کبھی — ترک لذات کی ہے عادت شرط
لمبی ڈاڑھی بڑھا کے کر نہ مرید — پیر ہونے کو ہے کرامت شرط
دختر رز سے منہ نہ پھیر کبھی — زن مریدی کو ہے اطاعت شرط
چاک دامن ہے جو نہ زخم دکھی — درد ہی ہے ہر جراحت شرط
دیکھ لین گے اوسے بہ شمشیر — سخت جانی کی ہے عنایت شرط

۱۱۳ مصدری تو ہوئی ردی اے شاد — عیب الیا کی ہے اشارت شرط

سیکڑون کہائی جو تسمین کو وکی ناداں غلط
عہد اوس بت کا غلط وعدہ غلط پیماں غلط

ہجر کی شب اوٹھ کی پہلو سے نہ اکدم ہو جدا
تجھسے ہوتا ہی مرا غم درد بے درمان غلط

نامہ بر خط دی کی اوس نا آشنا سے پوچھنا
یہ حقیقت سچ لکھی ہی دیکھیہ یا جانان غلط

ہم سخن ہوتی ہی ای بت بی اجل مارا مجھے
سمجھے ہم تیرے دہن کو چشمۂ حیوان غلط

غیر ممکن ہی جو بلبل ہو نہ سرگرم فغان
رہ سکے بے نالہ و شیون دل نالان غلط

میرے رونے سے ہوا تہا عالم آب اک جہان
جانب نوح نبی ہی نسبت طوفان غلط

خط تراشی مصحف رخسار کی بیجا نہین
جیسی وین حرف اوس جگہ کی ہو جہان قرآن غلط

تو سمجہتا رخ پہ حسن عارضی ہی جاودان
زعم باطل ہے یہ تیرا اے بت ناداں غلط

دخت رز پر سو ے ظن جو کچہ کہی واعظ ترا
کید فقرہ بدگمانی افترا بہتان غلط

شاد جو اردو مین کرتے فارسی ایجاد ہین
رختہ گویون کی نزدیک اونکا ہی دیوان غلط

۱۱۴

سوزش رخسار دلبر الامان والحفیظ
تابش خورشید محشر الامان والحفیظ

چاک نیتجہ ہین مرے پر بہی ہماری خاک کے
ہی یہ گردش مین مقدر الامان والحفیظ

خون ناحق مین ہی یہ سر تا قدم ڈوبا ہوا
سرخ ہے رخت ستمگر الامان والحفیظ

گالیان سو سو سنا دیتا ہی اک اک بات مین
کیا زبان چلتی ہے فرفر الامان والحفیظ

ہر نفس بے عید قربان تیز کرتا ہے چھری
غیظ ہے اللہ واکبر الامان والحفیظ

اک بلا کو کیا ہے نام آتی ہی اوس پوشاک کا
بول اوٹھے ظالم برابر الامان والحفیظ

دو تن مرحب کیا کاٹی سہ پر جبریل کے
تیرش شمشیر حیدر الامان والحفیظ

شیخ شیطان تا قیامت اضافت ہونگا نہین
وہ شتر کینہ ہے یہ خر الامان والحفیظ

الحذر اوسکے غضب سے شاد جسکے سامنے
آئین گے کہتے ہمیر الامان والحفیظ

۱۱۵

کھچوائیے اپنے قد بالا کا مرقع
دنیا میں دکھا دیجیے طوبا کا مرقع

صورت کدۂ دہر کی تعریف کروں کیا
اک عالم تصویر ہے دنیا کا مرقع

کہتا ہے مجھے اور اوسے دیکھے کے مانی
مجنوں کا یہ نقشہ ہے وہ لیلا کا مرقع

تصویر خیالی دہن یار کی لکھی
سبزا دنے کھینچا جو سراپا کا مرقع

ساغر کف ساقی میں ہے تصویر کیصورت
نظروں میں مرے ہے یہ سویدا کا مرقع

مانی جو نہ خاکا ہو مرے دیدۂ تر کا
آنکھوں کی جگہ کھینچ دے دریا کا مرقع

بستر پہ جو اعجاز بنا ہو وہ مسیحا
بول اوٹھے ابھی صورت دیبا کا مرقع

یہ نقش ہے ظاہر میں شبیہ بت ترسا
کعبہ ہے مرے دل کا کلیسا کا مرقع

۱۱۶ ۷

جو شکل شما کل ہے وہ اک نقش فنا ہے
مٹ جاے گا اے شاد یہ دنیا کا مرقع

فرعونوں کو ہو کیا سرکش جہان سے نفع
نہ پہونچے اہل زمین کو کچھ آسمان سے نفع

خدا نے نطق دیا ہے تو بول کلمۂ حق
یہی ہے کام و زبان و لب و دہان سے نفع

دعاے مرگ نہ کیوں ہجر یار میں مانگوں
کہ سو طرح کا ہے اک جان کی زیان سے نفع

کوئی سنے نہ سنے ہر نفس یہ نالاں ہے
دل حزیں کو ہی کیا جانی کیا فغان سے نفع

کرم نواز نے سب پر کرم نوازی کی
ہمیں کو اک نہوا یار مہربان سے نفع

مفید کیوں نہو اغماز جو فروشوں کے
کہ ہر متاع کی ہے قیمت گران سے نفع

۱۱ ۱۷

وہ بدنصیب ہیں کیا ذکر دشمنان ہے شاد
بجز ضرر کے نہیں ہمکو دوستان سے نفع

کیا غم عاشق تجھے ہو دیکھ اے جانا نہ شمع
جل بجھیں لاکھوں پتنگے پر کرے پروا نہ شمع

کیوں نہ اوڑ جائے جہاں سے جل کے ہر پروانہ شمع
شہپر پروانہ رہداری کا ہی پروانہ شمع

کھل گیا تجکو نہیں ہے غیر سے شرم و حجاب
رو جو آتا ہی ہے پروانگی پروانہ شمع

دامنِ فانوس سے پر رکھ کے روئی رات بھر
صبح تک کرتی رہی ہے ماتم پروانہ شمع

راہ بزمِ یار اگر بھولوں شبِ تاریک مین
ہے یقین دکھلائے ہر ہر گام پر پروانہ شمع

تنگ آکر کرتے ہین عشاق معشوقون کا خون
بزم مین جلکر بجھا دیتا ہے خود پروانہ شمع

گلشنِ ویران ہو وہ جو محفلِ بے عشق ہے
سرو بالِ قمری ہے نزدیک اپنے بے پروانہ شمع

عقل روشن ہے ہماری خانۂ دل مین چراغ
اپنی محفل مین جلائین مردمِ دیوانہ شمع

چادرِ گل قبرِ بلبل پر چڑھایا چاہیے
کیجیے روشن سرِ خاکسترِ پروانہ شمع

یار کو بھی اب چھپا کر اپنے گھر لیجائیے
باغ مین ہین بلبل و گل بزم مین پروانہ شمع

۱۱۸ شاد کل ابیات مین ایطا ہے مطلع کے سوا ۹
بہر آگاہی کہا اک قافیہ پروانہ شمع

ترے نوکِ پیکان نے جانی دریغ
کیا ہمسے اک بوند پانی دریغ

قفس سے چھٹے بھی جو ہم ناتوان
نہین طاقتِ پرفشانی دریغ

وہ خاشاکِ صحرا ہون مین بدنصیب
جلائین جسے کارروانی دریغ

ٹھہر کیا سکین اس گذرگاہ مین
نفس کی ہے ہر دم روانی دریغ

ضعیفی کی آمد ہے یارو مناؤ
چلی روٹھ کر نوجوانی دریغ

پڑے پاؤن پر جسکے جہانون کے تاج
اسیکو ہوئی سرگرانی دریغ

بہارِ چمن رخصت اے باغبان
ہوے زرد برگِ خزانی دریغ

جو ہم مرغِ قبلہ نما بھی بنے
کہان دار پر زندگانی دریغ

۱۱۹ رہین ہم تو اے شاد بے آب و نان ۹
گہر کو ملے دانہ پانی دریغ

پہنے تازہ قفس مین حیف صد حیف
نہین معلوم رسمین حیف صد حیف

وہ اوروں کی ہوس مین حیف صد حیف
مرا دل اوسکے بس مین حیف صد حیف

سند عمر کیا رو کمین نہین ہے — دہانہ اس فرس مین حیف صد حیف
جو ساغر نقاید بیضا ہمارا — وہ ہو دست عسس مین حیف صد حیف
حیات اپنی حباب آسا ہے تحریر — فنا ہین اک نفس مین حیف صد حیف
شبہ یکھی جو دسترخوان کی ہین — وہ ہین نوع مگس مین حیف صد حیف
جو گل بوٹے تھے چیدہ اس چمن مین — ملے وہ خار و خس مین حیف صد حیف
ذرا بھی گر نے نالان رہے ہم — لباس ہر جرس مین حیف صد حیف
وہ بلبل ہون کہ بے گھونسلے کے — یو ہین ہے دم قفس مین حیف صد حیف

۲۰ وفا وعدہ کیا اکدن نہ اے شاد
ہزارون کہائین قسمین حیف صد حیف

سجے ہے خاک سیہ فال کے دیوانہ عشق — باغ عالم مین کسیکو نہ بھلا دانہ عشق
لڑکھڑائین جو قدم نشہ الفت مین مدام — سر کے بل گر کے کرون سجدہ شکرانہ عشق
حق تعالی کو تو ہے قصہ یوسف مرغوب — نہین سنتے نہ سنین یہ ضم افسانہ عشق
سند حسن پرستی جو طلب کی مین نے — لکھدیا کاتب تقدیر نے پروانہ عشق
جام و مینا کے نہین ہست محبت محتاج — شیشہ دل ہے سبو چشم ہے پیمانہ عشق
حضرت خضر سے کیا راہ محبت پوچھین — نابلد کوچہ الفت سے ہے بیگانہ عشق
گوش کر تیشہ فرہاد سے آتی ہے صدا — کھیل جا سر پہ جو ہے ہمت مردانہ عشق

۲۱ الفت حق ہے تو سن کلمہ توحید ہے شاد
ہے اذان نالہ ناقوس ضم خانہ عشق

محبت سے بڑھکر ازلی کون ہے دیوانہ عشق — میری گھٹی مین ہے عقل سے پڑا دانہ عشق
عشق بازون نے جہان قصہ یوسف چھیڑا — ہوا ہوس ارد ہوئے سنتے ہی افسانہ عشق
الفت دختر رز وہ ہے کہ بے سر ہو کر — شیشہ قلقل سے کرے نعرہ مستانہ عشق

وصلتِ یار کی ہے باس مکین خاطر
حسرت آباد ہے اپنا دل ویرانۂ عشق

محفلِ عالمِ ایجاد بھی ایجاد نہ تھی
یار تنہا شعلۂ حسن اور مین پروانۂ عشق

۱۲۲

جنس انمول ہے کیا اسکی ہو قیمت اے شاد
نقد جان و دل عشاق ہے بیعانۂ عشق

گئے تھے بھول کر رستہ حرم تک
خدا لایا ہمین بیت الصنم تک

نہ جانا خانۂ تن سے عدم تک
یہ گھر اے جان ہے تیری ہی دم تک

زہے اوج نگون سارئے سائل
جھکے پیش گدا دستِ کرم تک

ہمین بھی دیکھ لیتا وہ جسنے دیا ہے
پرِ طاؤس کو زرین درم تک

تواضع کر جو چاہے سربلندی
سلامی جھک کے ہوتے ہین علم تک

کرون شکوہ تو ہے کفرانِ نعمت
لہو پینے کو ہے کھانے کو غم تک

شکستہ پائی و آہِ سحرگاہ
یہ دو مونس ہین اپنے دم قدم تک

۱۲۳

بیان کیا ہو دمِ تحریرِ اے شاد
رہا ہاتھ اپنے میدان قلم تک

رہ کاکل سے کیا پہونچین صنم تک
ہمین ہے کالے کوسون اک قدم تک

نہو مغرور اے شمع شبستان
یہ ساری روشنی ہے صبحدم تک

مرض مین بھی تہ و بالا رہے ہم
چڑھا اوترا کئے بارے دو رم تک

وہ میخوارِ خرابا تی ہون جسپر
کرم کرتا نہین ابرِ کرم تک

جب آنکھین بند کرلین ایک پل مین
پہونچ جائین گے ہستی سے عدم تک

تماشا انقلابِ دہر کا دیکھہ
گدا کا ٹھیکرا ہے جامِ جم تک

زیارت کو بھی وہ کافر نہ آیا
اوٹھائے ہمنے آہون کے علم تک

قفس جیسے تک ہر عضا مجتمع ہین
برائی ساتھ ہین دو لمحہ کے دم تک

۱۲۴ نہ کبھی خانہ وحشت سے کبھی شاد
کف پا کے پڑے چھالے قدم تک

سودا کوئی ازل سے ہے مقرر اتبک
نہریں جاری ہیں کی عالم میں جگر اتبک

ذبح ہونے پہ بھی ہے خواہش دلبر اتبک
ساتھ صیاد کے اوڑتی ہیں مری پر اتبک

عشق میں خاک ہوئے بھی ہمیں مدت گذری
نہ کبھی راہ پہ آیا وہ ستمگر اب تک

واہ رے شوق مژہ قتل ہوا ہوں کیسے
بہہ رہی ہے رگ جاں پر دم خنجر اتبک

جلد آ نزع میں آنکھیں ہیں پھری جاتی ہیں
منتظر روح رواں ہے تری در اتبک

چشم ساقی ہے پھری جام کی صورت جیسے
شل پیمانہ ہے گردش میں مقدر اتبک

وائے محرومی پرواز رہائی بھی ہوئے
پر نہیں لائق پرواز ہیں شہپر اتبک

۱۲۵ ختم کی حق نے محمد پہ رسالت اے شاد
نہ ہوا بعد نبی کوئی پیمبر اتبک

آدمی زاد ہیں سب ایک سے ایک
حرف آدم کی تمامی ہیں جدا ایک سے ایک

غم نہیں ناز پہ طرہ ہو ادا ایک سے ایک
مرنے والے ہیں مہیا ہیں قضا ایک سے ایک

خط سیہ زلف سیہ چشم سیہ خال سیہ
روسیاہی میں یہ کافر ہیں بلا ایک سے ایک

التجا ہجر زدوں کی ہے وصلت دلبر
دونوں ہاتھ اوٹھ کے ملتے ہیں دعا ایک سے ایک

قطرۂ اشک ہیں یوں آنسوؤں کی تاروں میں
منسلک جیسے دُر بیش بہا ایک سے ایک

کون دیکھی کی جو ہو راصف غمگاں نہ ہمیں
منچلے ہو ہیں وہ کرتے ہیں دغا ایک سے ایک

جیتے جی دوہوں ہم خاک فلک کے ہاتھوں
دفن ہوتا ہے جدا بعد فنا ایک سے ایک

شب ہجراں میں فزونی نہ کمی زلفوں میں
عرض میں طول میں دونوں ہیں سوا ایک سے ایک

خوبرویوں پہ جو کی چشم برہمن سے نگاہ
نظر آیا صنم ہوش ربا ایک سے ایک

بے انیسی کا نہیں غم کہ مرے ہیں دمساز
ہر نفس نالہ و فریاد و بکا ایک سے ایک

جان بر خواہش کونین لبہ آئی تھے
لے گئے دل ہین بہری حرص و ہوا ایک سی ایک
رشتہ داروں سے جو گردش ہین شکست چاہی
ہو گئے دانۂ تسبیح جدا ایک سی ایک

۱۲۶
رام اے شاد ہون کیونکر ضم سخت مزاج
سنگدل بڑہ کی ہی سربت بخدا ایک سی ایک

کیا دون نشان قاتل ہون ناتوان یہان تک
بہرتا ہی نام دل مین آتا نہین زبان تک
حیران ہون کیا بتاؤن تربت کہان بنیگی
بیخود وہ ہون نہین یاد اپنا بھی مکان تک
کل تک جہان مین جنکی ہنڈی گڑی ہوئی تہی
آج اونکا نام کو بھی باقی نہین نشان تک
قسمت اگر رساہی اشکون مین دل ملیگا
یوسف کو ڈہونڈہ لینگے پہونچے جو کاروان تک
وہ صید نیم جان ہون محروم موسم گل
چہوٹا بہی گر قفس سے پہنچا نہ بوستان تک
ہم خاکسار ایسے انجام ہین جوان ہین
مٹی کے کہیل کہیلے طفلی سے درمیان تک
ہین وہ ہون سرفراز سرگشتگان عالم
دیکہی جو میری گردش چکرائی آسمان تک

۱۲۷
اے شاد ہون وہ مرغ قبلہ نما قفس کیا
گذری تڑپ تڑپ کر ہا ہین آشیان تک

وہ قطرۂ نمناک ہون مانند گہر خشک
ٹہنڈا ہو جہنم جو کرون دیدۂ تر خشک
رونے سے مرے عالم سیلاب جہان ہے
اس بحر مین اک چرخ کا ٹاپو ہی مگر خشک
پر بار ہی یون شاخ ثمرۂ لخت جگر سے
سوکہی ہوئی ڈالی مین ہون جس طرح ثمر خشک
کیا رونون لہو لعل لب یار کے غم مین
یعقوب کی صورت ہی مرا خون جگر خشک
قانع ہون وہ تا حشر کرون آبہ قناعت
اک گردۂ نان بہی جو ہو مثل قمر خشک
کیا نخل تمنا ہو ہرا دل مین بتون کے
پیدا شجر سنگ مین ہوتے ہین شجر خشک

۱۲۸
بے حس ہون اے شاد نہ کیون تا دم گریہ
پرواز نہ طائر سے ہو جبتک نہون پر خشک

دکھلائی نہ دین اشک جو ہو دیدۂ تر خشک
کیا طفل جسے دودھ ہو دایہ کا اگر خشک

بیجان ہو تن عشق میں کاکل کی جو لٹ جائے
خوشبو نہ رہی ہو جو سو اجب اگر خشک

ہم پائے صنم چومنہ سکیں ہاتھ وہ دیکھے
یارب ہو یدبیضہ ہمیں دست نگر خشک

اے سرو تجھے غیر سے کیونکر نہ چھپاؤں
کرتی ہے نظر دیدۂ بدبین کی شجر خشک

کیا قدرت صانع ہے کہ اک آب کا قطرہ
آنکھوں میں تو آنسو ہے صدف میں ہے گہر خشک

تبلا تو سہی دہوپ میں آیا ہے کہاں سے
کیوں پھول سا چہرہ ہے ترا اے گل تر خشک

۲۹ وہ طفل ہوں اے شاد کہ مقسوم کا جسکے
۸ پیمانۂ خورشید میں ہے شیر سحر خشک

سرخ ہو نوک نیش کین میں خاک
کر لہو ہے دل حزین میں خاک

جی میں ہے گرد انکساری سے
جو نکلے چشم عیب بین میں خاک

پاک صاقوں کا جسم جھاڑ کے پونچھ
ہو نہ غسال آب مین میں خاک

کم غبار دل صنم نہوا
نہ چھٹی جسم رہی نگین میں خاک

جامہ پہنے ہیں خاکساری کا
ہیں بھرے جیب و آستین میں خاک

مر کے حاصل ہوئی قد موسی
بھر گئی پائے نازنین میں خاک

کیا وہ عرش آستان دکھائی دے
آسمان کی ہے دوربین میں خاک

۳۰ سکیڑ دان دست چرخ سے اے شاد
۱۸ دفن ہو کر ہوے زمین میں خاک

نکالا خط سے الگ زلف پرشکن ہے الگ
خضر سے میل الگ لب سے راہزن ہے الگ

نہ خط ہو کیوں رخ رنگین گلبدن سے الگ
ہمیشہ سبزۂ بیگانہ ہے چمن سے الگ

نہ پوچھ حال تباہی کی جو صورت ہوں
جگر میں چھید ہیں دل کی غم و محن سے الگ

جگر فگاف قلم چٹ کے ہو نیستاں سے
کوئی غریب الٰہی نہو وطن سے الگ

بتون کی کم سخنی کا اگر بیان کرون
زبان کبھی نہو کام و لب دہن سے الگ

غرض نہ کعبہ سے مطلب نہ کچھ کلیسا سے
مرا طریق ہے ہر شیخ و برہمن سے الگ

جو خاک نزلف سے ہون ما و یاسمین لیکن
جلے ہزار رسن بل نہو رسن سے الگ

لحد مین شانہ ہلاؤ نہ تہمتین پر سہو ملتفت
کبھی تو راز کی باتین ہون انجمن سے الگ

دکھائے فندق یا باغ مین جو تو سرو دست
اوڑے یہ رنگ کہ رنگت ہو نارون سے الگ

الگ ہو دام سے بیٹھا ہوا کوئی طوطے
وہ خط سبز ہے یا زلف پرشکن سے الگ

محال ہے کہ جو آؤن مین آپ مین سے اشاد
بزنگ بوی گل تر ہون پیرہن سے الگ

سیاہ کار نہ کیونکر ہون نار کے قابل
ہر اک ہے دانۂ بار و دا نار کے قابل

کہلایہ روح نے چھوڑا جو پیکر خاکی
گلے سمند نہین شہسوار کے قابل

سکھائے ہاتہ بھی ہیہات ہم فقیرون نے
گلون کے پر نہوے پشت خار کے قابل

لہو ہوئی ہے جو گرد ملال شیشے مین
خوشا وہ دل کہ جو ہو اوس غبار کے قابل

مین وہ ہون رد خلائق کہ جب مٹی کی
نبی جو سجدہ نہو وہ شمار کے قابل

دکھا کے آنکہ کے ڈہیلے ڈرائیے اوسکو
گنا ہگار جو ہو سنگسار کے قابل

مقام خاک نشینان بجا ہی منزل گور
یہ ہے گرہی کی سرا یار غار کے قابل

نہ پنجہ ہر مژہ و تیغدم نہ ہر ابرو
علی کا ہاتہ ہے اک ذوالفقار کے قابل

مسیح کے لیے سولی ہی جس طرح معراج
اوسیطرح ہون مین دار و مدار کے قابل

وبال دوش ہو کیون روح کی نہ جسم گران
یہ بار چار عناصر ہے چار کے قابل

ہے زیب چہرۂ واعظ کے ریش و اعظی کی
مہار ہے شتر بے مہار کے قابل

وہین گرد ون نجف و کربلا کو ئی ہو شاد
یہی ہین گور غریبان مزار کے قابل

عقیق سنگ ہو دل خون تمنا ہی تن میں لال
برنگ لالہ و گل ہون ہیں پیرہن میں لال

کیا جو بوسہ رخسار آتشین کا سوال
وہ شمع بزم ہوا مجمعہ انجمن میں لال

شکستہ بال ہون پر سرخ رو ہون عالم میں
برنگ گل ہون بھرو مال اس چمن میں لال

ہزار غسل شہیدون کو ہو ترے ای شوخ
لہو سے لاش کی ہر تار ہو کفن میں لال

یہ سرخ رنگ ہے اوس گل کہ چھوٹ پڑتی ہے
سفید پہنے جو پڑے وہ ہون بدن میں لال

تو وہ ہے عیسی معجز بیان اگر چاہے
ہزار سنگ کے ریزے ہون اک سخن میں لال

شب وصال میں جیسے زبان شمع ہے گنگ
موذنون کی یونہیں ہو زبان دہن میں لال

وہ سرخ لب ہیں مقابل سفید دندان سے
کہ مچھلیان ہیں یہ سرچشمہ لبن میں لال

گرے جو چشم سے اطفال اشک خون یہ کھلا
شریک حال نہ مردم کی ہون محن میں لال

بہائیں ہم جو نہ اشکون کے ساتھ لخت جگر
گہر عدن میں نہ اے شاد ہون یمن میں لال

۳۳

عرض بازار ہے بوسہ دل بیحال کا مول
آگے جو مال دہنی دی ہے وہی مال کا مول

حسن کیون چمکے نہ آرائش مشاطہ سے
قیمت جنس بڑہانے کو ہے دلالا کا مول

طائر دل وہ خریدار گرفتاری ہے
اپنے صیاد سے کرتا ہے جو خود جال کا مول

جو خریدار ہے دربار ہو اے دیدۂ تر
گوہر اشک روان ہیں مرے رومال کا مول

۳۴

افعی زلف کرے زلف کی رسی کو دراز
کم ہو اے شاد جو تل بھر بھی سیہ خال کا مول

نہ تو گوہر ہے نہ دل بے حال کا مول
نگہ لطف خریدار ہے اس مال کا مول

کیا ہے جیسے جمال بت خوش خال کا مول
ایک تو جنس گران دوسرے بیحال کا مول

لطف کیون ہے نہ مجھے لطف دہر نہ معلوم
کمنگی ہے نہ کم لائے کہین سال کا مول

کالے دانے کے برابر ہے جہان نام مشک
اگ کے مول جو وہ حسن سیہ خال کا مول

کس طرح ہو نہ سکندر و شہ امیر دن سے فقیر
کمل ارزان ہی زمانی مین گران شال کا مول

۱۳۵
ہم بغل جو ہو حسین دل کو وہی لے اے شاد
ارزیابازاریہ قیمت ہی مرے مال کا مول
۱۰

ظاہر ہی بے بیان کیے راز نہان دل
نالہ زبان حال سے ہے ترجمان دل
یہ لطف درد ہی کہ جہان ہے مکان دل
اک اور چاہتا ہون کہ دل ہو بیان دل
تیر نگاہ توڑ کے پہلو نکل نہ جاے
روک اے جگر کہ روٹھ چلا میہمان دل
حیران ہون ہر نفس ہی یہ کیونکر فغان لب
کام و لب و دہن ہین نہ گویا زبان دل
آنسو تھے جو کاکل مشکین کی دید کے
اوترا جہان پہ شام ہوئی کاروان دل
مردون کی طرح دفن ہین سو آہن سین تن
طرفہ ہی جاے گور غریبان مکان دل
اشکون کے ساتھ غصے یہ گھل گھل کے بہ گیا
پہلو مین نام کو بھی نہین ہے نشان دل
نکلی کبھی نہ خنجر مژگان کی آرزو
کشتہ ہوا کی دل کی تمنا میان دل
مشکل ہین سچ ہی کوئی کسیکا نہین شریک
ٹھہری نہ روح عشق جو ہے امتحان دل

۱۳۶
نفرت یہ اب ہی حسن پرستی سے مجکو شاد
سنتے ہی نام جسکا نکلتی ہے جان دل
۵

موت آئی پڑ گئی ہمکو خدایا آج کل
وہ صنم کرتا رہا امروز فردا آج کل
یاد ایامے جور کہتے تھے دل بے آرزو
ہے اوسی دل مین تمنا ے تمنا آج کل
ڈر یہ ہے غیر کے جھپٹون مین نہ آجاے کہین
وہ نہا نیکو بہت جاتا ہے دریا آج کل
ہر نفس وحشت کی لیتا ہی دل فرہاد سے
جوش پر ہے یہ دل وحشی کا سودا آج کل

۱۳۷
سارے اعضاے بدن کے شاد کل تک تھے درست
دم نکلتے ہی مرے بگڑے سراپا آج کل
۴

بر سون کری ہی حرف و حکایات گول گول

سمجھا ہے استخوان جو مرے منہ تو دیکھنا
سورج نے ہین کرتا ہے ذات گول گول

ہم نیچگی یار کا ہو نچانہ دست رس
بازو وہ ہاتھ آئے نہ ہیہات گول گول

۱۳۸ اوصاف جہانیون کے ہون اے شاد صاف صاف
۶ باتین کرو نہ قبلۂ حاجات گول گول

وہ سینہ کہ ہے لگانے کے قابل
مرا مرغ دل ہے منانے کے قابل

روان ہر نفس آب عمر روان ہے
یہ تو سن نہین تازیانے کے قابل

دُہل پیٹتے سر ہین اس غمکدہ مین
محل یہ نہین شادیانے کے قابل

غریبون کی تربت پہ ابر کرم کا
گھٹا ٹوپ ہے شامیانے کے قابل

ہین وہ مرغ تصویر بے آب و نان ہون
نہ پانی کے قابل نہ دانے کے قابل

۱۳۹ عروضی ہے اے شاد بے علم جو ہے
۷ یہ جاہل بنے ہین زمانے کے قابل

تنگدستی کے سبب جان سے بیزار ہین ہم
دار پر کھینچ دے اے چرخ کہ تیار ہین ہم

کیا چھپین مجرم گیسوی سیہ کار ہین ہم
کالی بانی جسے کہتے ہین وہ گنہگار ہین ہم

وہ منافق ہے جدا نقطہ پرکار کی طرح
لیے آغوش مین مثل خط پرکار ہین ہم

بیٹھا دل ہے کلیجہ مین جو درد اٹھتا ہے
کاٹے دن یون ہین اوٹھ بیٹھ کے بیمار ہین ہم

جب سے خون سگ خوک ہے نزدیک اپنے
جانتے جیفۂ دنیا تجھے مردار ہین ہم

دل نے امداد جو چاہی غم تنہائی مین
نالہ و آہ پکارے کہ مددگار ہین ہم

۱۴۰ کیا کرین جامہ دری دشت نوردی اے شاد
۸ ہاتھ باندھون نہیں کہنے مین ہین ناچار ہین ہم

صاف باطن وہ خرابات نشین ہین ہم
مے پیے شیخ تو یارون کے ابھی یار ہین ہم

دل تو رہتا ہے ضعیفی مین نگون سار ہین ہم
اٹھو دو سر ابدن زار ہے طیار ہین ہم

دو وہ مہر صفت نام کو صافی دل ہین
روشنائی کی بھی اگر ہین تو سیہ کار ہین ہم

بخش دے تو کہ نہ بخشے تو اجارہ کیا ہے
سر تسلیم جھکائے ہوئے غمخوار ہین ہم

مجھ سے اسرار نے جو پوچھا ہے مرا کون رفیق
یاس و حسرت نے کہا یار و مددگار ہین ہم

نہ غرض کعبہ سے ہمکو نہ صنم خانہ سے
نہ مشرب ہین نہ کافر ہین نہ دیندار ہین ہم

ناتوانی سے ہین عالم کی نگاہون مین سبک
بھاری بھرکم ہین جو ہر دل پہ گرانبار ہین ہم

(۱۴۱)

گر ہوا باغ جہان سے نہ اوڑائے اے شاد
گلخن افروز جلائین وہ خس و خار ہین ہم

۸

مین نہ کہاؤن گا ترا زینہار دم
اور کو دے اے بت مکار دم

بے حسی سے صورت تصویر ہون
کچھ نہین مجھ ناتوان مین یار دم

اوسنے الفت سے نہ کی اک بات بھی
سورۂ اخلاص کی سو بار دم

بے ترے لیتے ہین شیشے ہچکیان
توڑتے میکش ہین مینا وار دم

محکو سکتہ ہے دکھا روے صفا
آئینہ مین دیکھتے ہین یار دم

نالۂ سوزان ہے لب پر ہر نفس
بھر رہا ہون مثل موسیقار دم

بے چھری کے کیون نہون عاشق حلال
ہر مژہ ہے خنجر خونخوار دم

(۱۴۲)

نزع مین نکلے نہ جب تک روح شاد
اوسکے بالین پر رہے احباب دم

۹

غازۂ رخ نہ کوئی سرمۂ نایاب ہین ہم
خاک بھی ہین تو غبار دل احباب ہین ہم

ٹھیس لگتی ہے نہ کیون بھوت ہمین کا بدکار
کہ پھپھولے کی طرح دیدۂ پر آب ہین ہم

اوسنے بیچ اوسکو بھلا ڈالے ہین مالک کی رقیب
ہو رہی زیر و زبر صورت دولاب ہین ہم

خون قاتل کو ہمارے ہی مارا واجب
وہ ذبیحہ ہین کہ قربانی مناسب ہین ہم

بودنا بود ہین تصویر خیالی کی طرح
دیکھنے کو مشکل صفت خواب ہین ہم

مین وہ نایس جہان ہون جو دعا بھی نگون
نامرادی کہے قفس در ایجاب ہین ہم

خاک بھی سر پہ جو ہون کوئی نہ سوگ نشین
بیکس ایسے صفت کشتۂ سیماب ہین ہم

دور مین جسسے ہے جام فلک مینائی
نوش کرنے کو بنے کاسۂ زہراب ہین ہم

ہجر جانان ہین انہین شب تنہائی شاد
دل ہمارے لیے بہر دل بیتاب ہین ہم

تن سے نکلے جو غم ابروی خمدار مین دم
رہے اے ترک ہمارا تری تلوار مین دم

اے جنون رحم کر اب اپنے کمن سایون پر
کہ نہین جامہ ہستی کے مرے تار مین دم

بات کرنے مین جلاتا ہی ہزاردن مردے
غیرت باد مسیحا ہے لب یار مین دم

ہم وہ ہین صاحب فریاد کہ جز نالہ کشی
مثل شہنا نہین اپنے بدن زار مین دم

دل شوریدہ کو ہے جب سے مژہ کا سوٹا
رگ جان کا ہے لگا نشتر خونخوار مین دم

تب فرقت نہین بے جان لیے جانے کی
لاکھ پڑھ پڑھ کے دعائین ہون اثر آر مین دم

ہر نفس نالۂ جانکاہ کیا کرتا ہون
ناک مین صورت نے ہے غم دلدار مین دم

اے پری منتظری ہے جو ترے دریا کے
بلبلون کا ہے رکا چشم گہربار مین دم

کیون گلو گیر نہ آہون کا دہوان ہو اے شاد
عاشق زلف ہون رکتا ہے شب تار مین دم

پر چھونہ قسمت بد وہ خاکسار ہین ہم
گرد ملال خاطر دل کے غبار ہین ہم

اک جانہ قفس مین کیا دلفگار ہین ہم
کمڑی کی جال بھی ہین تو تار تار ہین ہم

حاضر ہین ناتوان ہین باطن ہین گران ہین
نظر دہین تو سبک ہین خاطر یہ بار ہین ہم

مرد فرشتہ خو ہین خوف فشار کیسا
منکر نکیر کے تو یارون کے یار ہین ہم

خشکی مین تشنہ غم سے کانٹا جو مو ہوئے ہین
مچھلی بھی ہین تری مین تو خار خار ہین ہم

گوشہ نشین بنایا درد نہین پھر ایا
دست شکستہ پائی تیرے شکار ہین ہم

ٹکڑا جو خون ناحق مژگان کے بسملوں کا
تیر نگہ پکارا دل ہین دو سار ہین ہم

آئینہ ہو یا بگولا جو چاہو تم بناؤ
برباد ہر طرح ہین مشت غبار ہین ہم

(۱۴۵)

اے شاد میر و مرزا یاد رہ اس زبان ہین
گنتی کے کہنے والے دو تین چار ہین ہم

مجبور مرگ سے ہین فتار کار ہین ہم
اس اختیار پر کیا بے اختیار ہین ہم

گو کی ہے توبہ مے وہ بادہ خوار ہین ہم
جب میکشون ہین بیٹھے یارون کے یار ہین ہم

تربت بنی کسی جا نکلے اوسی گلی مین
مرقد ہین بھی نہ ٹھہرے وہ بیقرار ہین ہم

کیون منکر نشر سے ہو خاک کی ملو ہون
طینت ہی خاکساری مشت غبار ہین ہم

وہ صید کشتنی ہین مژگان ہو یا نگہ ہو
تیر قضا کوئی ہو اوسکے شکار ہین ہم

پتھر پڑین سمجھ پر بندے ہوی بتون کے
بیش خدائے عالم کیا شرمسار ہین ہم

وحشی وہ ہین کہ جسکو بی سنگ و خشت ہر پل
پتھر ارہی ہین آنکھین یون سنگسار ہین ہم

(۱۴۶)

اے شاد مجرمون نے رحمت پہ جب نظر کی
آئی صدائے غیبی آمرزگار ہین ہم

رام کریں بی کڑی جبیلے جو اتنے ہم نہین
یہ بتان سنگدل کچھ موم کے مریم نہین

شکر ہے ہمکو رقیب روسیہ کا غم نہین
سایہ بھی اوسکا تن بی سایہ سے محرم نہین

بے حس ایسا ہون جو دیکھی صانع قدرت کی
وہ گلی تصویر آدم ہے کہ جسمین دم نہین

تیرہ بختون کی پریشانی کا جانا ہی محال
فارغ البالی نصیب کاکل برہم نہین

بل کی لینے مین ہی کاکل مار پیچان سی یاد
نیش زن ہونے مین بچھو سے ستمگر کم نہین

آئینہ دل ہون نہین پر بخت اسکندر نصیب
جام جم جیسے جہان مین ہی مین لیکن جم نہین

جو سیہ کار جہان ہی کجرو ش ہے مو بمو
پیچ زلفون مین ہن ابرو اے جم و بے خم نہین

غزل

اذان دی پردۂ آہ و فغان مین
خدایا یاد آگیا عشق بتان مین

عرق ہے واسطہ چشم تبان مین
ہوئی گنگا جلی ہے درمیان مین

کج ابرو کر لیے قد کے بیان مین
سنائین میر ہیان سیدھی زبان مین

خوشا وہ دن جب آزاد قفس تھے
کہان بن ہون تھے اب آشیان مین

سراپا غم سے چھلنی ہو رہا ہون
غضب کا گھن لگا ہے استخوان مین

مرے غم کی کہانی مرثیہ ہے
بیان رونے کا ہے اس داستان مین

کرین اک ہمکو پیوند زمین کیا
یہ بت تہمگلی لگائین آسمان مین

یہ کندہ ہے مزار خسروان پر
مٹی ہین جسمین نام و نشان مین

گریبان ہو گئے مجنون و فرہاد
ہمین ٹھہرے جنون کے امتحان مین

اوپر کر جو چلے گا غرق ہو گا
یہ کہتے ہین حباب آب روان مین

روان احباب ہین ساکت ہی تابوت
جرس خاموش ہے اس کاروان مین

ضعیفی مین نہ کیون دندان گرین شاد
شجر سے پہول جھڑتے ہین خزان مین

۱۴۸

۱۱۰

مرنے پر باندہی کمر سر گرم بازار دنین ہون
جان کا گاہک ہے جو اوسکی خریدار دنین ہون

شیخ کعبہ کی بیان کیا ہو رکالی مذہبی
جام و ساغر دیکھکر کہتا ہے میخوار دنین ہون

کیون نہ دل غمسے رہے صد چاک شانہ کیطرح
مو بمو ہمصورت کاکل سیہ کار دنین ہون

باغ عالم مین سبکرو ہون جو مثل بوی گل
آگ پر پارہ جہان کی گرم رفتار دنین ہون

شیشہ ہون رنگین دلون مین آبدیدہ ہو خدا
شیشہ ہون رنگین دلون مین آبدیدہ ہو خدا

زلف تک دیکھی نہین لیکن ہون محرم بال کی
ای بتو صفت خدا شاہل گنہگار دنین ہون

دام مین پھنسکر پھڑکتے ہین تہاد کسطرح
ای اسیران کہن تازہ گرفتار دنین ہون

مین وہ مجنون ہون کسی جا عشق سے خالی نہین
بزم مین پروانہ ہون بلبل چمن زار دنین ہون

سچ تو یہ ہے الفت دنداں مین ایسا ہون حقیر
جھوٹی موتی سی بھی بدتر آبرو دار و نمین ہون

کام ہی تیرا کرم کرنا مرے عاجز نواز
مجرمون مین مین ترے مجبور یا جار نمین ہون

۱۳۹ — ۱۰

چاہیے ہمدرد کیا اے شاد مجھ ناشاد کو
دل مرا غمخوار ہے مین دل کی غمخوار دن مین ہون

جو شمشیر قاتل مین دم دیکھتے ہین
تو گھبرا کے نبض اپنی ہم دیکھتے ہین

کہین کیا جو فرقت مین ہم دیکھتے ہین
نکلتا ہی آنکھون سی دم دیکھتے ہین

مہ عید ہمکو رخ مہوشان ہے
ہلال ابروئے ہر صنم دیکھتے ہین

گناہون پہ آنکھون سے آنسو رواں ہین
برستا ہی ابر کرم دیکھتے ہین

نہ خود بین ہو آنکھون سے کب صیاقل
جو بینا ہین اپنے کو کم دیکھتے ہین

نظر مین جو ہے گلشن کوی جانان
تماشاے باغ ارم دیکھتے ہین

ہم آئینہ حال غمزدگان ہین
جفا دیکھتے ہین ستم دیکھتے ہین

خرامان وہ ہین ہر روش نقش پا ہے
قدم بھولتے ہر قدم دیکھتے ہین

روانی دریا دم واپسین ہے
حبابون کی آنکھون مین دم دیکھتے ہین

۱۵۰ — ۷

کہان جائین اے شاد دیر جہان سی
خدائی مین جہان صنم دیکھتے ہین

اڑ بھا ہوا یہ دل ہی کیسو ی مشکبو مین
پانی بھی کر پیون مین پیدا بڑی گلو مین

چھیڑی جو چین مین اوسکی تقریر جب دہن کی
غنچہ لگے چٹکنے تنگ آکے گفتگو مین

معلوم کی جو اصل ظرف کلی تو سمجھے
مٹی ہے میکشون کی جام و خم و سبو مین

دندان دکھا کے اوسنے دیکھا جو کم نظر سی
فرق آگیا ہماری موتی سی آبرو مین

مشکل قلم کرین کیا نجیہ جگر شکافی
رکھتے نہین مہارت ہم چاک دل رفو مین

مژگان تر میان چشم ہر آب دیکھو
فوارے چھوٹتے ہین پلکون کی آبجو مین

۱۵۱

اے شاد جاے گریہ اوسکی ہے سخت جانی
جیتا ہو جو پر ارمان مرنے کی آرزو مین

صلاح سنجیہ زخم دراز دیتے ہین
پہنچے مین پاؤن عبث چارہ ساز دیتے ہین

مگر ہے گور غریبان کوئی عبادت گاہ
کفن کے ساتھ بشر جانماز دیتے ہین

رقیب بوسہ جو لین فاتحہ مرا پڑھیے
کسیکو نذر کسیکی نیاز دیتے ہین

جہان مین آکے طرب ناک ہے خواہی غافل
صدائین سوز کی پردہ مین ساز دیتے ہین

گدا وہ ہین کہ جو سائل ہین ایک بوسہ کے
غنی یہ ہین کہ دل بے نیاز دیتے ہین

نوازنے پہ جو آئین ہزار مور ضعیف
ابھی مثال سلیمان نواز دیتے ہین

۱۵۲

صلاح عبادت کی کاہے ضرور اے شاد
زرا جو رہ روزہ نماز دیتے ہین

غم ہے ازلی غم کی بنیاد اسے کہتے ہین
شادی سے نہین واقف ناشاد اسی کہتے ہین

ہم نالہ بلب اوٹھے دکھہ درد سنانے کو
وہ تھام کے دل بیٹھے فریاد اسی کہتے ہین

جو قاتل اطلم ہین آگے مرے قاتل کے
سب کان پکڑتے ہین جلاد اسی کہتے ہین

ہم لاکھہ ہوے نالان پگھلا نہ وہ سنگین دل
پتھر اسے کہتے ہین فولاد اسی کہتے ہین

اوس کہنہ ستمگر کی طرفہ ہے جفاکاری
جو ظلم ہے تازہ ہے ایجاد اسی کہتے ہین

تا زیست رہا آند ہی دل خاک اوڑانے مین
مرنے پہ بگولا ہے برباد اسے کہتے ہین

مرغان چمن کیا ہین ہر چشم کے حلقہ مین
مردم کو پھنسائی ہے صیاد اسی کہتے ہین

مرقد مین گرا جسدم جاتے ہو ہی دنیا سے
اوٹھا نہ قیامت تک اوفتاد اسی کہتے ہین

۵۳

کیا شاد کو ہم جانین پر فقر کے پردہ مین
جو تارک دنیا ہین آزاد اسے کہتے ہین

پوشیدہ ہے دل مری نظر مین
پانی مرتا ہے چشم تر مین

کیا چاہیے زاد رہ سفر مین
ہے توشۂ درد دل کمر مین

بید سے ہین جہان مین آبرودار
سورخ ہے سینۂ گہر مین

ہم دام سے چھوٹ کر اڑین کیا
لاسا تو لگا ہے بال و پر مین

جس شخص مین ہو نہ آدمیت
حیوان ہے وہ جامۂ بشر مین

مدفن ہون گلی مین دل جلون کی
رکھتے ہین چراغ رہ گذر مین

عالم مین ہین جنگ جو برومند
پہل تیغ مین پھول ہین سپر مین

ہم کیا سگ یار کو کہین تو
خصلت ہے ملک کی جانور مین

۵۴

خامہ کا شگاف ہے وہ ای شاد
بے درد جو گہاو ہے جگر مین

۱۰

جگر ناسور ہو گو بھر چلے دل کے جراحت مین
رہین گے زخم آنے ہی اگر ناخن سلاحت مین

مجھے ہو عذر جانے مین وہ ہین معذور آنے مین
مین تدبیر ناتوانی ہون وہ پابند نزاکت ہین

نگاہ کم نگر زاہد پڑے حالون پہ رندون کے
فقیر مست ہوتے ہین بہشتر صاحب کرامت مین

اشارہ ہین نشانہ عاشقون کی دل نشانی کو
فزون تر ناوک دستی سے انگشت اشارت ہین

ہماری سخت جانی کیا تو وہ سفاک قاتل ہے
جو پتھر ہی ترے کشتے ہین تو سنگ جراحت ہین

گنہ دھوتی ہین آنسو شرم عصیان سے جو روتا ہون
مری باران رحمت قطرۂ اشک ندامت ہین

خدا سے کس طرح مکرین گناہ بت پرستی کو
گواہی کے لیے ہاتھون مین انگشت شہادت ہین

دل و دیدہ کی مین انچی کرون تعریف کس منہ سے
یہ ثابت آشنا ہر دم شریک رنج و راحت ہین

سبیل آب خنجر وہ جو غیرون کو پلاتا ہے
لہو کے گھونٹ پیکر دل مین رہ جاتے جراحت ہین

۵۵

نبوت کا نہ منکر ہون نہ مین آشنا امامت کا
نبی شاہ رسالت ہین علی شاہ ولایت ہین

۱۱

قیامت تک ہو گر خضر و مسیحا گرم صحبت مین
حباب نظر ہستی ہین جو دم ہین غنیمت ہین

پیشکلین سیکڑون یکسان یہان چشم و قدرت ہین
یہ جتنی صورتین ہین اپنی صورت گر کی صورت ہین

غم روزی ہی کیا اہل زمین کو رزق قسمت کے
فلک پہونچا رہی سر پر اوٹھائی خوان نعمت ہین

اذان دیکر ادا کرتے نماز پنجگانہ ہین
بجاتے دین کا ڈنکا میان پنج نوبت ہین

چھپائین لاکھ قاتل ہو تو پر شش خون ناحق کی
شہادت خود پکار ہی گی کہ ہم بے شہادت ہین

نہ پوچھو بے پر و بالی قفس آزاد ہین تو کیا
اسیر رنج و محنت ہین گرفتار مصیبت ہین

جراحت کو جراوس میٹھی چھری کی تشنہ کامی ہی
لہو کی گھونٹ پینے کو سمجھتے شربت شربت ہین

تہیدستی ہی پر مرتی ہین شاہانہ مزاجی پر
تونگر ہم فقیر ای دل غنی تیری بدولت ہین

وہ مکھڑا چاند سا دیکھین تو آنکھون سے مزے لوٹین
سمجھتے دولت دیدار کو مال غنیمت ہین

وہ شاکر ہین جفائے تیغ قاتل کی شکایت کیا
بدن پر زخم کہا کر دل ہی کرتے شکر نعمت ہین

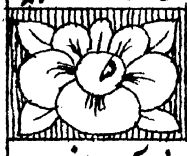

ڈرین کسواسطے وہ مصدری تی کے قوانی سے
جو الیطا جان کر اے شاہ کہتے فی الحقیقت ہین

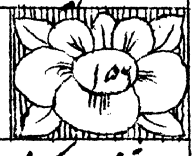

جس شخص ہین کہ خلق و مروت ذری نہین
مردم گیاہ ہے وہ بشر آدمی نہین

تجکو نصیب ای گل نرگس شگفتگی
جسنے تو آنکھ کھول کے دیکھی خوشی نہین

بے سایہ تو وہ ای درختا ہے بے مثال
چشم دو بین کو بھی نظر آتی دوئی نہین

کسطرح ہو نہ سنگ حوادث سہی چور چور
شیشہ ہے دل کچھ آئینہ آہنی نہین

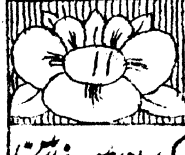

بیتون مین ہی جو عیب روی ڈر نہین ہی شاہ
یہ ریختہ زبان ہے کچھ فارسی نہین

جانور تک گسند چرخ کہن مین مزے رہین
مرغ کی کانٹے ہین مچھلی کی بدن مین خار ہین

نوش جس جا ہی وہان نیش بھی موجود ہے
لب پہ تنجالہ ہین پیاسون کی دہن مین خار ہین

عشق فرگان مین یہ عالم ہی قبای جسم کا
رونگٹے اس سوزنی کے پیرہن مین خار ہین

نونہال سدد یا خار مغیلان یا کریل
جس شجر کو بہیں مین ہیں اس چمن مین خار ہین

کیون نہ کانٹا سی جبین دل مین وہ نازک وہ نگاہ
تیر کی جا خاتم ناوک فگن مین خار ہین

مرگئے پر بھی ہین نازک دل ہون وہ نازک مزاج
ریشۂ تار کفن جسکو کفن مین خار ہین

کیون نہ گستاخین قبر مین ہمکو فرشتے دیکھکر
ای غریبی دیدۂ اہل وطن مین خار ہین

عشق مژگان مین جو گلدستہ بنایا ہی کبھی
ہمنے پھولون کی جگہ باندہی رسن مین خار ہین

نیش زن یون ہین سراپا تیر مژگان صنم
رونگٹے سب جسطرح سانپ کے تن مین خار ہین

دشت وحشت مین ہمین کانٹون کی جا کچھ بھی نہین
گوکہ وتلوون کی بجیر گلبدن مین خار ہین

۵۱

مثل گل خندان ہین سب اے شاد زیر آسمان
اک ہمین اس گنبد چرخ کہن مین خار ہین

۷

خون مین پھولے سمائی یہ پیرہن مین نہین
کفن کا داغ بھی اپنے لگا بدن مین نہین

بشر نہین ہی جو دنیا کے مکر و فن مین نہین
فرشتہ ہی کہ خیالات ما و من مین نہین

رہی فروغ جوانی کا صبح پیری تک
سحر کو روشنی اک شمع انجمن مین نہین

قفس نصیب وہ محروم سیر گلشن ہون
مرے یہ پھول بھی جسکے ہوی چمن مین نہین

جوان چیا کے نہ باتین کرین ضعیفون سے
کسی کی دانت ہمیشہ رہی دہن مین نہین

وہ خاکسار ہون جو گی بھی آسمان جو بنے
سوا بھبوت کی خوشبو ملو بدن مین نہین

۵۹

اکیلے شہر خموشان مین کیا لگے دل شاد
بسا ہو اکوئی اوجڑے ہوے وطن مین نہین

۹

پر شکستہ خار غم ہین ظاہر ہین جبین
یونس کی ہون شباہت مچھلی کے پیٹ مین

پروانہ شمع شب کو باہم تھے انجمن مین
دونون ہوے سحر یکجا صبح گور لگن مین

یہ تنگ ظرفی سی اخفای مفلسی ہے
فاقہ مین خاک پھانکون شکر ملو رہن مین

بلبل کا خون ناحق کلیون پہ کب تک
آخر یہ اک نہ اک دن ہوگا گل چمن مین

گر تشنہ تجھ پہ ہون خود ہیر آشفتہ جان
مٹی ہنون تو اولٹا لٹکا کوی رسن مین

جو خاک میں ملائے وہ خاک میں ملیگا
تقدیر کہہ رہی ہے یہ گوش گور کن میں

ویران سرائے دل میں آباد حسرتیں ہیں
بستی بسی ہوئی ہے اوجڑی ہوئی وطن میں

گو پہلوان سے ہو پر جوڑی نہ خاکساری
کشتی لڑی تو پہلے مٹی ملی بدن میں

۱۶۰
قارون کو زر مرے پر اے شاد مجھ گدا کو
لنگ و قمیص و چادر یہ چاہیے کفن میں

اس درجہ ہیں ملائم اعضا بے اسکی تن میں
مثل زبان سرا پا ہڈی نہیں بدن میں

کیا منہ جو ہم سخن ہو کوئی تو ہو چمن میں
غنچہ کی سوز ہیں تا کام ہیں دہن میں

کعبہ ہوا کلیسا جب سے تعلیاں ہیں
آگے نہ تھیں یہ باتیں شیخی کی برہمن میں

دل پر چڑھا رہا ہوں بالیس و شش ہزاروں
پریاں اوتر رہی ہیں شیشہ کی انجمن میں

ممسک نہ ذی کرم ہو بحر کرم کہے سے
جاری کبھی نہ دیکھا پانی حیہ ذقن میں

مہندی وہ مل رہی ہیں ہم خون رو رہے ہیں
نیرنگیاں نئی ہیں اس گنبد کہن میں

ورد زبان ہمیشہ تسبیح فاطمہ ہے
رہتا ہوں پنجگانہ میں یا پنجتن میں

۱۶۱
مانند میرزا ہوں اے شاد ریختہ گو
کج مج زبان ہوں لیکن نغزش نہیں سخن میں

دل جل رہا ہے جوبن میں مثل دیگ چڑھی جلن میں
شعلہ ہوں پیرہن میں کافور ہوں کفن میں

کعبہ دل بتاں ہے مشرک دلی کہاں ہے
آوازۂ اذاں ہے ناقوس برہمن میں

یہ حسن دلبری ہے یا آئینہ گری ہے
صورت نما پری ہے انسان کے پیرہن میں

بے کینہ جو خدایا گلشن کو بھی بنایا
کانٹوں نے خار کھایا پھولی جو گل چمن میں

شیریں زبان جو ہے تو عاشق سبھی ہے جا جا
ہوتا ہے کیوں ترش رو شکر تری دہن میں

انجام سوچ غافل ہونا ہے عاقبت گل
صندل سمجھ جوانی دل مٹی بھری بدن میں

۱۶۲
دیرینہ شوق مے کا اے شاد جو ہے کیا
کیفیتیں ہیں تازہ جام مے کہن میں

شیشۂ دل مین ہین نانِ روی دلبر سیکڑون
ایک آئینہ مین ہین عکس سکندر سیکڑون

چادرِ گل بھی نہین ہی آج اونکی قبر پر
جو پہنتے تھے سدا پھولون کی زیور سیکڑون

نامہ بر آیا نہ تیرا ایک بھی لیکر پیام
ایضم نازل کیے حق نے پیمبر سیکڑون

خاک ہوگا ایکدن دل زور بازو پر نہ جا
مل گئے مٹی مین بھائی برادر سیکڑون

وا غربا لاکھون حسین جان حزین کس کس کو دون
اک اکیلا دل ہی میرا اور دلبر سیکڑون

ای پری وہ شاہ اقلیم جنون آباد ہون
ساتھ رہتے ہین مری لشکون کی لشکر سیکڑون

۱۶۲
کون وہ جا ہی نہین گورِ غریبان حسین شاد
ہم فقیرون کے ہین بستر یکیہ مین بستر سیکڑون

مری پر کچھ نہ بنا تا آیا گیا زکیسۂ زر مین
کف افسوس خالی رہ گئے دست سکندر مین

کوئی کانٹا لگا دیکھو ابھی تو پھوٹ بہتا ہون
پھپھولے کی طرح آنسو بھرے ہین دیدۂ تر مین

ازل سے میرے دم کی ساتھ ہی گردش فصیلون کی
فلک نے جان پڑتے ہی بھرا یا بطن مادر مین

اور سیکا دم بھر اکرتا ہون تا معلوم ہو اوسکو
لکھون خط بھی تو باندھون شہپر یا ہو کبوتر مین

قلم ہوتے ہین سر لاکھون کتابت جب وہ کرتا ہے
مگر تلوار کا دُر اہی اوس تو خط کی مسطر مین

خیال وصل مین جو دیکھتی خواب جدائی مین
پرے منجاب ہین شاید ہمارے ہوش پر مین

کرینگے نازشین لاکھون جو اک ٹانکا لگائین گے
کسی ٹوٹے ہوئے دل مین کسی بھوٹے مقدر مین

۱۶۳
کرون کیا جیتے جی ای شاد توبہ بادہ خواری سے
وہ میکش ہون مرون بھی تو غم ساقی کوثر مین

قیدی دام گیسوئے فضل گل رہے ہین
پہنے ہوئے ہمیشہ زنجیر و غل رہے ہین

وہ بادہ نوش ہین ہم لا علم توبہ سے
روزون کو درمیان بھی مخمور مل رہے ہین

ناساز دل ہین ایسے اس محفل طرب مین
سر پیٹنے ہمیشہ مثل دہل رہے ہین

آماجۂ خزان ہے بلبل بہار عالم
اس حسن عارضی پر کیا پھول گل رہے ہین

۱۶۵

اک دل ہزار جان اک سر ہزار سودا
دو آشنا یہی تو اے شاد کلی رہے ہیں

۶

خونناب ہے یا بادۂ ناب مجھی پہلو میں ہے وہ گلفام نہیں
مینا ہے خضاب اک آبلہ ہے پھوٹی ہوئی آنکھ جو جام نہیں

اے حیف یہی احسان ہے تو اگر عیش نہیں آرام نہیں
محرومیوں سے محروم نہیں ناکامیوں سے ناکام نہیں

دکھلائیگی کیا بیری کی سحر شب ہجر جوانان سرگوں کو
یہ خاتمۂ عشاق کسی ہوتی ہے یہ رات تمام نہیں

کیا دیدۂ تر سے روتمیں لہو دل میں نہ رہا اک قطرۂ خوں
ندی ہے مژہ کی خشک پڑی آنکھوں میں تری کا نام نہیں

نزدیک سے خط یہ لکھا دیکھ کے لام سے کاٹ کا
اس لام سے واقف نہیں کافر ہوا سے اسلام نہیں

۱۶۶

تعمیر مکاں کی بخت و پری ہے خامی فہم میروں کی
اے شاد بنائے قصر بدن بودی ہے کچہ استحکام نہیں

۶

بے یار کباب ہے داغ جگر کم خون ہے مے گلفام نہیں
پھوٹا ہے نبل کا شیشۂ مے یا ہاتھوں کا ہے چھالا جام نہیں

صیاد اگر فریاد کریں ہم تازہ اسیر الزام نہیں
معلوم نہیں آئین قفس آگاہ طریق دام نہیں

باتیں نہ چبا کر جو اڑا کریں دانتوں کی چمک ضیغوں سے
یہ رات کی رات ہے جلوہ گری تا صبح نجوم شام نہیں

مرغان چمن ہیں نالہ کناں اے ابلبل دل کر کب فغاں
تا بوسہ لگوں اک دم نہ زباں چپ رہنے کا یہ ہنگام نہیں

غم کہتا ہیں ہم بسبل کی طرح ہیں تیر ہیں لہو رحموں کی طرح
خنجر کی طرح خونخوار نہیں شمشیر سی خونآشام نہیں

۱۶۷

۷

میں شاد وہ اپنی نام کا ہوں بختی جو زبان اردو میں
ہر بات میں نطق نہ بند کروں بلبل کا تو کہوں نام نہیں

سوز فرقت ہے پھرا دل میں جسکی گلخن بھرا کریں چلمیں
تیغ قاتل میں بال سا شاید درد ہوتا ہے حلق بسمل میں

جان واحد ہے حسرتیں لاکھوں ایک دل ہے ہزار مشکل میں
خاک مجنوں میں تھی ہوا وصال اڑ کے لپٹا غبار محمل میں

جا ہے غم ہے یہ بزم عیش جہان شمع شادی کی رو لی محفل میں

ڈر فرشتون کا ہے میان لحد | ہر نفس کا ہے خوف منزل مین

۱۶۸ | شاد افسوس نامراد چلے
۸ | رہ گئین دل کی حسرتین دل مین

بجا شکوہ ترا اے بانیِ بیداد کرتے ہین | جگر مین چبھ رہین جب مثل نے فریاد کرتے ہین
کبھی صحرا کبھی کہسار کو آباد کرتے ہین | ہمیشہ ماتم قیس و غم فرہاد کرتے ہین
اور اڑاتی خاک تربت مین ہوا معلوم کرنے کو | مرے پر بیکسی تھی مری برباد کرتے ہین
کٹا کرتی شمع سر گلگیر سے خاموش رہتی ہے | بہادر کب زبان سے شکوۂ بیداد کرتے ہین
پھراتے سنہ حسین اپنا ہین میری زشت روئی سے | وہ صید بد ہون جس پر رخ نہین صیاد کرتے ہین
جو قصد قتل ہے دی بوسہ تا ہون سیر جینے سے | ذبیحہ بھی کہلا کر ذبح اے جلاد کرتے ہین
لبون پر جان ہے دام زلف سے اب بھی نہین چھوٹی | اسیران جہان کو مرتے دم آزاد کرتے ہین

۱۶۹ | زبان زد ہی کلام اللہ یا قول نبی اے شاد
۱۱ | حدیث و آیہ ہی جو کچھ کہ ہم ارشاد کرتے ہین

تخت کی رات جو محبوب ہین دلبر کچھ بھی نہین | شب کی مہمان عروسی ہی سحر کچھ بھی نہین
خواہش دل نہ سہی جی کی تمنا نہ سہی | نامرادی ہی سہی اور اگر کچھ بھی نہین
عشوہ و غمزہ و انداز و ادا کیا جانین | ابھی کم سن ہین زمانہ سے خبر کچھ بھی نہین
ناصحا عشق مین اپنی کو سنبھالون کیونکر | مرے قابو مین دل و جان و جگر کچھ بھی نہین
ہیچ دونون ہین پر اندک سخن آرائی سے | اک ندی بات دہن مین ہی کمر کچھ بھی نہین
کندنی رنگ کا لطف لب و دندان کیسا | میری قسمت مین زر و لعل و گہر کچھ بھی نہین
تیغ گردن پہ چلے یا ہو روان خنجر یار | سر پہ جب کھیل گئے خوف و خطر کچھ بھی نہین
چشم مینا سے تری کیا مین ادسی نسبت دون | آنکھ وہ جیلا سی ہی نرگس کی نظر کچھ بھی نہین
اسم اعظم نکرے دل کی کشش کیا معنے | سحر بیان مین مری تاثیر و اثر کچھ بھی نہین

چمن دہر مین وہ ہون شجر آتش بار — آشیان گل کے سوا برگ ثمر کی بھی نہین

۱۷۰ — ثانی خسرو پرویز نہ نرہاد اے شاد
۱۸ — عشق کیا خاک کرین زور نہ زر کی بھی نہین

جز خدا دل مین مکین الفت اصنام نہین — خانہ خاص ہے یہ بارگہ عام نہین
بے نشان صورت عنقا جو کہون خام نہین — وہ تو موجود ہی دنیا مین مرا نام نہین
کیا کہون رکھتی کمر ہین کہ یہ اصنام نہین — کچھ مجھے علم لدنی نہین الہام نہین
ایکدن بھی نہ پسیجے کی طرح پھوٹ بہی — چشم پر آب سے اتنا بھی ہوا کام نہین
مانتا ظرف دکھاکر ہے کبھی روی صبیح — کونسے روز وہ کرتا سحر و شام نہین
محتسب توڑ نہ پیمانہ مے عبرت کر — حلقۂ چشم ہے جمشید کا یہ جام نہین
لاش گرنی ہے ابھی نالے کی گرنے دے نہ بول — خوش ہو آغاز پہ کیا سوچتا انجام نہین
خوش دلی ہوتی ہے کیا عشق مین راحت کیسی — ہم تو جز درد جگر واقف آرام نہین
وحی آئی نہ ہوا پھر کوئی قرآن نازل — جب سے اس بت سے مرا نامہ و پیغام نہین
نزع مین بھی ہو اشارون سے سخن صورت گنگ — گو زبان بند ہو پر بند کوئی کام نہین

۱۷۱ — یار ہے شاد کو بالین پہ پھر آنا اے موت
۹ — روح کے تن سے نکلنے کا یہ ہنگام نہین

مہر و مہ جیسے تجلی کا دونون ایک ہین — حسن مین وہ چاند سی رخسار دونون ایک ہین
رتبۂ شاہ و گدا ہے ایک ہمچو میر زمین — مر گئے پر مفلس و زردار دونون ایک ہین
کوئی رہتا ہو دوئی سمجھے یہان ہر چیز کو — دیکھتے آنکھین دم دیدار دونون ایک ہین
یہ مکان اپنا بنائے وہ بنائے بہر غیر — اس محل مین منعم و معمار دونون ایک ہین
لہر کے کاٹا نہ اسکا سانپ لہر اکر ڈسے — زہر مین انمی و ظریف یار دونون ایک ہین
آدمی جیتا ہے ہمدم راست گو اتنا تو ہو — دو زبان ہین پر دم گفتار دونون ایک ہین

پیش زاہد اسکی عزت اوسکی پیش برہمن
مرتبہ مین سبحہ و زنار دونون ایک ہین
بت پرستی چھوڑ کر کیون حق پرستی کیجیے
اپنا اپنا دین ہے کردار دونون ایک ہین

۱۷۲

نام ہین گبر و مسلمان کا فر و دیندار شاد
شکل احول کر نہ آنکھین چار دونون ایک ہین

۹

سیہ خانہ دل اگرچہ نہین
مگر اس سے تاریک تر کچھ نہین
جو غیرون سے اے فتنہ گر کچھ نہین
یہ شرمانا کیا ہے اگر کچھ نہین
کرون کیا مین اوس بت سے بوس و کنار
نشان دہان و کمر کچھ نہین
نکیرین سوتے ہین اہل قبور
چلو چپ رہو ہو خبر کچھ نہین
تصور زبان کیا نہو گر قبول
دعا ہی مین اپنے اثر کچھ نہین
کرون عشق کیا خسرو کوہ کن
خدا نے دیا زور و زر کچھ نہین
قفس سے چھٹے بھی تو اے ہم صفیر
اوڑین کیا رہے بال و پر کچھ نہین
چلے ہاتھ ہیہات خالی یہ لے
مسافر ہین زاد سفر کچھ نہین

۱۷۳

بھروسا ہے کیا ہم ضعیفون کا شاد
ثبات چراغ سحر کچھ نہین

۹

سب تو کب عشق خال کرتے ہین
ہان مگر خال خال کرتے ہین
رخ پہ ہر سو ے خط صف آرا ہے
سو رچے سو رچال کرتے ہین
پاؤن رکھتے نہین زمین پہ فلک
پر جہان پایمال کرتے ہین
گھٹ کے مر جائین کیون نہ عاشق زار
دم قفس مین یہ جال کرتے ہین
مرغ دل کیا بچے کہ چٹکی سے
تیر کو گو شمال کرتے ہین
مے اطہر ہین حرام نہین
دخت رز سے حلال کرتے ہین
خلش دل غبار خاطر ہے
جس طرح رنگ مال کرتے ہین

کچ لبٹ کتنی ہے زن دنیا | نوجوان پیر زال کرتے ہین

۱۷۴ | شاد سہلا سکھا کے نفس کشی
۹ | دلکا کشتا محال کرتے ہین

دل پر خون کی کیفیت نہ پوچھو خستہ حالی مین | مے گلگون کو بھر کر دیکھہ لو مینا سے خالی مین
ہین وہ ہوس سرد و پیر اہن تصویر قالی مین | ہمیشہ جو رہا گردن کشون کی پایمالی مین
نہین کہلتا کلیجہ مین یہ کس ظالم نے چٹکی لی | الٰہی خیر درد اوٹھا مرے دل کے حوالی مین
ہین وہ گریان ہون پی جاؤن جو آنسو چشم پرنم کے | جہان ہین قحط باران کا ہو فصل برشکالی مین
نہ ٹھکرا دیکھہ تو ظرف گلی چشم حقیقت سے | غبار کاسہ گر آمیز ہے جام سفالی مین
گلیم و خلعت زرگرم سرما ہین برابر ہین | دوشالی مین غنی خوش ہم نہال اپنی نہالی مین
خیال آیا جو مے نوشی مین اوسکی چشم پرنم کا | بہا از سہراب کو جام شراب ارغوانی مین
گئی وہ دن ہزار افسوس جب تن تنکی جیتے تھے | کہان پائین جوانی کو اب اس سرانسانی مین

۱۷۵ | بہت گذری ہے بیفکری مین تھوڑی شاد باقی ہے
۸ | گذر جائے گی اتنی یہ بھی اپنی لاؤ بالی مین

زخم انگشت سے وا کرتے ہین | گوشت ناخن سے جدا کرتے ہین
حسن کی خیر حسینون کا بھلا | ہم فقیرانہ دعا کرتے ہین
نفرت ایسی ہے سنین دیکھتے خون | جی بھی روبہ قفا کرتے ہین
بود اپنی ہے مہ نو کی نمود | لوگ انگشت نما کرتے ہین
مل چھپائے رہو اے دل والو | چوریان وزو حنا کرتے ہین
آدمی حیف عبادت نہ کرے | جانور ذکر خدا کرتے ہین
کھولنے کو دل بستہ کی گرہ | خواہش عقدہ کشا کرتے ہین

۱۷۶ | شاد بیتہر کو جگر ہین اونکے
۷ | ان بنوں سے جو وفا کرتے ہین

یہ ہنر پیدا کر اے صیاد دستی تیر مین
ہر لب سوفار چٹکی سے دل نخچیر مین

فارغ البالی ہے عشق کاکل بے پیر مین
کیل کا کھٹکا نہین اس خانۂ زنجیر مین

مر گئے پر بھی یہ غم ہے زخم پر کھاتی ہین زخم
صرف ہوتی ہین ہمارے استخوان قط گیر مین

کیون نہ امداد قلم سے ہو روان طبع ضعیف
پاؤن کو طاقت عصا دیتا ہو دست پیر مین

جب قدم رکھا سر مغرور سے آئی صدا
ٹھوکرین کھاتا بدی تھین یہ مری تقدیر مین

بے نشان بتلاؤ کس زخمی کو ای قاتل کیا
کوفت جسکی ہے نشانی قبضۂ شمشیر مین

۱۰۷

کیون نہ ورد آمیز ہو ای شاد اب اپنا کلام
کرتے ہین رطب اللسانی ہم زبان میر مین

۷

نرغۂ عنصر مین ہم بیمار ہین
ایک کی دو دو کی دار و چار ہین

تشنۂ خون ناوک خونخوار ہین
خشک مت کہیو لب سوفار ہین

توبہ سے کی ہے پیش زاہدین
تجھسے شرمندہ ہم اے خمار ہین

وقت یہ مین کون کام آتا نہین
مر گئے پر دست و پا بیکار ہین

کتنے اے گلرو جو کانٹے بوئی ہین
سوے خط ہو کر وہ نکلے خار ہین

باغ مین پر کھینچ کر کے چھوڑیے
تیغیان دیوار کی طیار ہین

۱۰۸

کیا ٹھگانا میکدہ والون کا شاد
ہم خرابی خدائی خار ہین

۱۱

وصل ہو تو نثار ہم بھی ہین
اپنے مطلب کے یار ہم بھی ہین

جو اڑے ہین میان گرد ملال
اونمین اک خاکسار ہم بھی ہین

اشک کہتے ہین جسکی مژگان پر
کودک نے سوار ہم بھی ہین

کیا کہین نیک و بد کسی مین نہین
انمین دو مین شمار ہم بھی ہین

خاکساروں سے کیا غرور کی ہین
ایک مشت غبار ہم بھی ہین

جس چمن کے ہو تم گل شاداب
او سی گلشن کے خار ہم بھی ہین

حیرتی ایک آئنہ ہی نہین
محو صورت نگار ہم بھی ہین

دم کے مہمان جس طرح ہین حباب
ویسے نا پایدار ہم بھی ہین

امتحان ہو تو دیکھ ہی لین گے
تم بھی ہو اور یار ہم بھی ہین

کشتئ تیغ اگر رواں ہے یہ نہین
اسکے کھیوے مین پار ہم بھی ہین

۱۷۹ شعر گو اور ہین جہان مین شاد
میر کے یادگار ہم بھی ہین ۱۱

نے سوار جہان نزاری ہین
بار غم کیا چھڑی سواری ہین

مر گئے پر بھی غم سے عاری ہین
تین دن قبر مین بھی بھاری ہین

مدوائے آبیار سے شمشیر
خشک ہونے پہ زخم کاری ہین

کیون بتون کے جگر نہ پتھر ہون
سنگدل مرد کوہساری ہین

دل جگر خون ہو بہے شاید
ندّیان دو لہو کی جاری ہین

غم سے فرصت نہین ہے لیل و نہار
رات دن صرف آہ و زاری ہین

گل کھلے ہین خراش ناخن سے
کر رہے اشک آبیاری ہین

الفت زلف کا ہو منہ کالا
مبتلائے سیاہ کاری ہین

بے زری سے سبک ہین نظرون مین
ورنہ کہسار بردباری ہین

کیون جلین ہم نہ ہو کے استادہ
لینے آئے کھڑے سواری ہین

۱۸۰ وہ جلے تن ہون شاد جسکی مدام
جلتین دوزخ کی بھرتی ناری ہین ۷

فغان لب پر جو آئی بھی صنم جانا کہ ہم جانین
نہان یون دل ہو فریادی صنم جانا کہ ہم جانین

خلش سو نیش مژگان کی جو ہون تلپ جگر جلنی
یہ ہون ناسور پنہانی صنم جانا کہ ہم جانین

نہ غاہر ہب کی ہو خوشی نہ چہرہ کی عیان زردی
رہی یون درد دل کہی صنم جانی کہ ہم جانین

تمنا ہی یہی اپنی جو پوشیدہ لگائین جی
آلہی ہو نہ بدنامی صنم جانی کہ ہم جانین

نہ مجنون کو ہی ہشیاری نہ لیلی کو خبر داری
رہ و رسم وفاداری صنم جانی کہ ہم جانین

بچی جو سر ہی الفت کی ارادہ ہی کہ نبھاوین جی
لگائین دل کی یون بازی صنم جانی کہ ہم جانین

۱۸ — ۱۰

خدا سی ہی دعا اتنی کہ حال شاد بیکس کی
سنیو ہو نہ آگاہی صنم جانے کہ ہم جانین

خجل اک ہم نہین اس انجمن سی جانے والے ہین
چھپائے آئینہ رو منہ کفن سی جانے والے ہین

مدوا سے سخت جانی تو ٹسنی پر قلب نازک ہی
ہم الفت چھوڑنی چاہا شکن سی جانے والے ہین

رہو محروم لطف و رسم گل وائے ناکامی
بہار آئی ہی کب جب ہم چمن سی جانے والے ہین

شب فرقت کو رو رو ہو کر سحر کس طرح کرتی ہین
ہم اتنا پوچھنے شمع لگن سی جانے والے ہین

ملین کے اہل گورستان تو حال قبر پوچھین گے
کہ اس گھر مین ہم اس بیت الحزن سی جانے والے ہین

پہرین کے چار جانب کا کل مشکین کے سودی ہین
حفاظ چین رتاتار و ختن سی جانے والے ہین

ملک آتی ہین مرقد مین ہماری پیشوائی کو
وہ ملنی کے لیے اہل وطن سی جانے والے ہین

مسافر خانہ دنیا نہین جائے اقامت ہے
جو آئے ہین وہ اس دار المحن سی جانے والے ہین

جوانون پیر ہونا ہی حلو اتنا نہ تن تن کر
یہ کس بل سب نکل اکر و زمن سی جانے والے ہین

۱۸ — ۱۲

تمون ابلق ایام کا ای شاد جب تک ہی
نہین نیرنگ یہ چرخ کہن سی جانے والے ہین

اے فلک گور غریبان جہان ہی کہ نہین
مرمٹون کی کہین تربت کا نشان ہی کہ نہین

ناتوانون سی یہ کہتا ہی توان ہی کہ نہین
کسکی خاطر نازک پہ گران ہی کہ نہین

سچ ہی پیران ہی یا شہر خموشان والو
کوئی آباد بھی تربت کا مکان ہی کہ نہین

دہن تنگ یہ کہتے ہین نہین جائے سخن
بات یہ سچ کہو اے غنچہ دہان ہی کہ نہین

کیون نہو چار طرف حامۂ زرون کا چرکہ ہین یار چہ والون کی دکان ہی کہ نہین
اور سکی آنکھون مین کیون ہی تو حیا کہتی ہی کوئی اسے مردم دیدۂ نگران ہی کہ نہین
کیون نہ صلواۃ پڑہین بادہ طہور پیکر حرمت دختر رز پیر مغان ہی کہ نہین
لاشغم ہم بھی جو کہ بیٹھین تو کیا بات رہی بدزبان منہ مین ہمارے بھی زبان ہی کہ نہین
مرض الموت ہمین عشق کی بیماری ہے کچہ دوا اسکی مسیحای زمان ہی کہ نہین
روز کرتے ہو نیا ظلم جو مجہہ بے کس پر کچہ تمہین خوف الٰہی بھی تپان ہی کہ نہین
بے اجل مرتے ہین مرنے پہ ہزارون جان باز خبر اسکی تجھے اے قابض جان ہی کہ نہین

۱۸۳ اس زمانہ مین کہو اگلے زمانے والو
شاعر رنجہ گو شاد جوان ہے کہ نہین ۱۰

کیون دل اوس ترک سے ہتیار کرون یا نکرون چین ابرو پہ ہی تلوار کرون یا نکرون
وصل مین بوسۂ لب لون تو مکرر لیکن دل دہڑکتا ہی کہ تکرار کرون یا نکرون
ہوس دید گلستان ہی بتا اے صیاد چشم حسرت سوی گلزار کرون یا نکرون
فتنۂ حشر ابہی سوتے ہین بیدار کرون یا نکرون بے خبر سوتے ہین بیدار کرون یا نکرون
کسی صورت مرض عشق نہین جائیگا دل بیمار کا تیار کرون یا نکرون
محو صورت وہ خود اپنا ہی نہ کیون حیران ہون آئینہ روبرو ے یار کرون یا نکرون
کس طرح شعلۂ عارض سے نہ سیکون دلکو چارہ درد مین ناچار کرون یا نکرون
وعدۂ وصل مین لیتا ہون وہ چھکے بیٹھے دل مین کہتے ہین کہ اقرار کرون یا نکرون
ای اسیران کہن رسم قفس کیا ہی کہو نالہ مین تازہ گرفتار کرون یا نکرون

۱۸۴ پیش حق عضو بدن دینگے گواہی اے شاد
منکر ہون کہ انکار کرون یا نکرون ۹

جو شیخ کعبہ نہین مے سے کام رکھتے ہین جوان دختر رز کو مدام رکھتے ہین

نگاہ عیب یہ بد بین تمام کہتی ہین — جہان مین طفل جو پیدا ہو نام رکھتی ہین
وہ تشنہ لب ہین کہ ہم آنسو انکی پیتے کو — گٹوری آنکھ کی مانند جام رکھتی ہین
وظیفہ رزق مقدر ہے نان ناکامی — نہار سی سحر و قوت شام رکھتے ہین
وہ رند ہین عوض روزہ فاقہ مستی مین — سبیل مے کی میان صیام رکھتی ہین
سپند ہو یہ سلامت روی کی چال ہمین — کہ پھونک پھونک کر ایک ایک گام رکھتی ہین
حلال بادہ الہر ہے مے کی سر اغظ — عبث کو تہمت فعل حرام رکھتی ہین
نہ حلق تر ہو جو پانی چو آئی شبنم بھی — زبان خار کی ہم تشنہ کام رکھتی ہین

۱۸۵ — یہی ہماری ہے ای شاد دین حق کی دلیل — ۱۲
خیال عجمت قائم امام رکھتے ہین

آنسو رکین نہ لاکہ طرح جستجو کرین — وہ آبلہ ہین پھوٹ بہین جب مو کرین
تجسے جو رشک غیر ہم اے خوبرو کرین — تصویر بھی تری نہ ترے روبرو کرین
غمگین وہ ہین جو خوش طبعی کی مے خوکرین — خندان مثال زخم ہون رویا لہو کرین
اک راہ بند ہو تو کھلین دس رہ سخن — گنگ از گلیون سی مثل زبان گفتگو کرین
یہ دل خراشیون سی اوٹھایا ہی لطف درد — ناخن سی بہر چلین جو جراحت فرو کرین
قصد نماز اہل یقین بھی جہاد ہے — کہنی تک آستین چڑہا کر وضو کرین
پہانسی جو یاد زلف نہ دی ہجر یار مین — اشکون کے تار گریہ گرہ در گلو کرین
خالق نے جسے کن مین بنایا جہان کو — عالم مقام ہو ہو یہ نہین ہم جو ہو کرین
ہم سینہ چاک پائین کہان یہ دل و دماغ — نجیہ کرین جو زخم جگر کو رفو کرین
اہل صفا طہارت دنیا سے ہین بری — میلا جو پیرہن ہو اوسے شست و شو کرین
دل جو رسو لحد مین وہ نازک مزاج ہون — منکر نکیر بھی جو کڑی گفتگو کرین

۱۸۶ — وہ لاطمع ہین ہم کہ جو مانگی دعا بھی شاد — ۹
اللہ سی طلب دل بآرزو کرین

کو دگ اشک سوی دیدۂ تر آتی ہین
چشم بد دور مرے نور نظر آتے ہین

مژۂ تر پہ بجا لخت جگر آتے ہین
تر و تازہ ہو جو شاخ اوسمین ثمر آتی ہین

بد نصیبی ہی کہتی ہے جدہر جاتی ہین
آپ ادہر کو لیے کیون خواہش زر آتی ہین

کل لالہ بہی ہو مشتاق شہادت ازلی
پوستی تاتہ مین رکہی ہوے سر آتے ہین

وہ سیہ کار ہون تربت پہ چڑہانیکو مرے
جبنی پہول لیے مثل سپر آتی ہین

اشک آنکہون سے روان ہون تو یہ دل کہتا ہے
تم بڑہو ہم بہی پس لخت جگر آتی ہین

داغ مٹ جائین تو دانون سے بہلی نخل بدن
پہول کی بعد درختون مین ثمر آتے ہین

اک مین ہون ویلکہ گل ہوتی ہین پیدا جسکو
اک وہ ہین جنکی بلائی سے شجر آتے ہین

۱۲ نکتہ چین کیون ہون مین اے شاد ہنر بین ہوکر
پردہ پوشون کو نہین عیب نظر آتے ہین

ہون سایہ صفت ہر چند جدا تو اور نہین مین اور نہین
اک جان دو قالب بدن بجدا تو اور نہین مین اور نہین

اک لب نے دیا دوسرے لب سے کہا ہو بات مری جو قول ترا
گویا ہو لبون برابر کم نہ سوا تو اور نہین مین اور نہین

ایجاد ہون گو صورت مین جدا معنی مین جبلت ملی کا
ملجائونگا آخر بعد فنا تو اور نہین مین اور نہین

پردے ہی دوئی کے ہر آنا قوس و اذان سن کان لگا
دونون کی یہی ہی ایک صدا تو اور نہین مین اور نہین

درویش نہ کر سلطان نہ سہ دولت پہ غنی مغرور نہ ہو
ہین زیر زمین اک شاہ و گدا تو اور نہین مین اور نہین

خاتن نے تجہی جب سے خلق کیا اک سانچہ تری بنا مین ہو
ہر فرد بشر ہی کرتونگا تو اور نہین مین اور نہین

جب کوئی حباب اوبہر کے چلا یہ موج سے بولا بحر نے سو
ہو فنا مین دریا دریا تو اور نہین مین اور نہین

گوہر نے جو ہنسکر ناز کیا آنسو یہ پکارا اشک بہا
ہین اہل مین دونون قطرۂ ماتو اور نہین مین اور نہین

وحشت نے جو مجنون کیا تقدیر نے محمل چہین لیا
تنہا مین ہین اک مجنون لیلا تو اور نہین مین اور نہین

منعم کو جہان ہاتہون مین لیا ہر دست تاسف یہ بولا
غنی مین کف افسوس ملا تو اور نہین مین اور نہین

عیسے نے جو مردہ زندہ کیا بولا یہ بلب اعجاز نما
اس بات مین سن اے آپ بقا تو اور نہین مین اور نہین

۱۸۸ اے شاد یہ راز ہو سب پہ کہلا انسان سے کہلوانا مٹیکا
۹ تصویر گلی کہتی ہے بجا تو اور نہین مین اور نہین

کنج قفس مین تھی یہ تمنا قید ہی ہون آزاد کہین — خوف ہو اب بال و پری مین چھوڑ نہ دی صیاد کہین
ملک عدم جاتا تو ہون لیکن ڈر ہی گڑا ہی مین ہر قدم پر — گر کی نہ اوٹھون تا بہ قیامت یہ نہ پڑی افتاد کہین
عید مین ہون مشتاق شہادت دیر نہ کر قربانی مین — پھیر بھی دی سنہرگ پہ چھری سر کاٹ بھی لی جلاد کہین
وعدہ شیرین کرتو لیا پرویز نے کر دکھانا ہی — کاٹے کی جوئے شیر نہ لائی کوہکن فرہاد کہین
غم سے جلون خاموش سراپا حرف شکایت لب پہ نہین — سر بھی قلم ہو شمع صفت جب بھی نکرون فریاد کہین
تفرقہ پردازی اجل کا کیا مین بیان احوال کرون — روح بدن نا شاد کہین ہے خاک ہوا برباد کہین
خاک ہو تی ہی مین مرنا ہی اور ہی برباد ہونا ہی — خانہ تن ہی جب ہے اوجڑی پھر بستی کیا آباد کہین
یک لے اجل کو بھیج بلا ئی ہوئی ہون کو اب کیا — موت کی ہچکی آئی سویرے جلد کرو وہ یاد کہین

۱۸۹ پاؤن تھکے تا چند رہیگا عشق بتان مین سر گردان
۶ ذات خدا پر تکیہ کرکے بیٹھہ بھی رہ اے شاد کہین

بت کیا ہین جو کج نظر ذرا ہو — سجدہ نکرون اگر خدا ہو
دو ٹوک جواب دین وہ اوسکو — سایل جو کوئی ٹکڑ گدا ہو
وہ ہجر نصیب ہون جو لکھون — حرف خط تو امان جدا ہو
تلوون مین لگے بجھے سرون مین — گھوڑا جو ترا چراغ پا ہو
سرسبز کبھی کیا نہ ہمکو — اے باد بہار جیل ہوا ہو

۱۹۰ مدفن سے غرض کہین ہو اے شاد
۷ مشہد ہو کہ ارض کربلا ہو

حنا سجا ہے میرے دل کے خون کو — خدا نا خن ندے دست جنون کو
شمال کو کہن جو سر پہ کیلے — نئے سر سے وہ کاٹی بستون کو

کرے صنعین الکمالی لاکہہ نرگس
نہ پوچہے چشم جادو کے فسون کو

کمر باندہے ہے سلسلہ پروری پر
مہالی کیا ہے یہ گردون دون کو

نماز حق مین بہی دیکہین نہ یہ بت
مری تصویر کی شکل زبون کو

دل پرخون تہی بے ساقی جو دیکہا
صراحی شراب لالہ گون کو

۱۹۱

شہید اے شاد لاکہون حسرتین ہین
بیان کیا کیجیے اس کشتہ خون کو

۶

۱۹۲

نصیب ہے فراق صنم کسیکو نہو
یہ غم وہ ہے کہ الہی یہ غم کسیکو نہو

جو عشق افعی زلف صنم کسیکو نہو
تو زہر مار کی تاثیر سم کسیکو نہو

شکی ہو یا کہ دکہی اک طریق عالم ہو
جو ہو تو سب کو نہین بیش و کم کسیکو نہو

جگر کے درد کو اے ضبط یون چہپا کہ ذرا
خبر بہی جان و دل و چشم نم کسیکو نہو

فلک وہ ہے کہ جو بانٹے یہ رزق قسمت ہی
کسیکو آئے میسر ہم کسیکو نہو

۱۹۲

ذرا سی بے دہنی پر غرور کبریای شاد
ستون کو ہے جو خدا کی قسم کسیکو نہو

۷

۱۹۳

نصیب خلق مین ایسا الم کسیکو نہو
مرون جو صورت سیماب غم کسیکو نہو

سبک یہ ہون کہ جو تابوت روٹہا ئین ہمارا جنازہ
جنازہ بار مراد و قدم کسیکو نہو

جو لطف وصل کا فرقت مین ہے مزا اسکو
یہ غم کسیکو نہو یہ الم کسیکو نہو

مجہے جو تیغ ابرو کے غم مین ہے فرحناہ
یہ درد سر نہ تیغ دودم کسیکو نہو

مرون مین خط پہ نہ اوس شوخ کی بہانون ہو
یہ کیا کسیکو ہوا تاثیر سم کسیکو نہو

بجز مرے نہ کوئی محو چشم میگون ہو
نصیب جم کے سوا جام جم کسیکو نہو

۱۰

۱۹۳

لکہو ہزار کوئی اس زمین مین شعر اے شاد
بجز قلم کے یہ حاصل رقم کسیکو نہو

۱۹۴

مسیحائی کو آئی ہو تو اتنی دیر دم لیلو
نکل جانے دو دم تن سے جو پھر روکوں قسم لیلو

جنون میں دیدۂ دل ساتھ شاہانہ حشم لیلو
نشان نالۂ فوج اشک آہوں کی علم لیلو

جو روکو راہ وحشت سے تو مجنوں کی قسم لیلو
پھپولے پاؤں پڑتے ہیں تم اے کانٹو قدم لیلو

عطش سے غش ہو طفلان اشک اے مردم دیدہ
بڑھا کر پنجۂ مژگاں میان چشم نم لیلو

یونہیں لو جان شیریں قصر میں شیریں ادائی کے
کہلاؤ زہر کیوں ہر تال کی ہمراہ سم لیلو

چڑھائی فوج غم نے کی الٰہی خیر ہو دل کی
ہوے ناوک فگن نالے کرو حملے لو

عبث ہو جان کی گاہک یونہیں ہو بیدۂ بازار
جو دو اک بوسۂ لب مول بے دام و درم لیلو

قدم گر سرو و شمشاد تابش ابرو میں رکھا ہو
نہال تیغ بران کے ذرا سایہ میں دم لیلو

وہ وحشی ہوں برنگ گل جو سو ٹکڑے گریباں ہو
کروں دامن کشی تم سے تو اے کانٹو قسم لیلو

۱۹۴ حقیقت جیسی ہو تا موبمو تحریر ہو ویسی ۱۰
لکھو گر وصف خط اے شاد زلفوں کی قلم لیلو

۱۹۵

خون ناحق سے جو منکر قاتل خونخوار ہو
وہ گریبان گیر ہو جو زخم دامن دار ہو

تو وہ معجز ہے جو چاہے صورت باغ خلیل
پھلجھڑی چھوڑے جہاں پیدا وہیں گلزار ہو

کس طرح لشکے نہ برسوں زلف کا لا کا مریض
مدتوں جیتا ہی وہ جسکو بڑا آزار ہو

ہر رگ ہوش مانند شبنم قطرہ ریزی کی تو کیا
پھوٹ کر چھالوں کی صورت چشم نم خونبار ہو

موم آہن جس طرح ہاتھوں میں ہو داؤد کے
پاؤں میں تیرے کڑا سونے کا دست افشار ہو

نامرادوں میں مجھ ہوں جہاں اگر گرد ملال
حسرتوں کا ڈھیر ارمانوں کا اک انبار ہو

زہر کی نظروں سے دیکھو تم جو رخصت کی طرف
سبزۂ شمشیر جائے مرہم زنگار ہو

غیر بوئی بھی ہو اک دولت حسینوں کی لیے
صاحب زر ہو وہ جسکے پاس چہرہ دار ہو

جان کر گاہک جو ہو اپنے خریداروں کی تم
حضرت یوسف کی ٹھنڈی ہی گرمی بازار ہو

۱۹۵ رو برو کیا تیرے آئی ننگ آمرزش ہو شاد ۷
حملۂ جنت عنایت ہی ترے غفار ہو

محبہ گدا کی نجیہ عقبا ہو
سنمو تم ہو اور دنیا ہو

یہ غمی ہون مرا جو ہو نقشا
غم کی تصویر وہ سراپا ہو

ہون بہار انار آتشبار
مین جو پر داغ ہون تماشا ہو

تو وہ قاتل ہے جسکی تیغ تلے
دم نہ مارے اگر مسیحا ہو

جھک کے ملتے ہین سائلون سے کریم
سرنگون پیش جام مینا ہو

روئیے اوسکی نامرادی پر
کہ جسے مرگ کی تمنا ہو

۱۹۶

صاحب زن ہون ناتوان ای شاہ
کیون نہ بے زن خدا توانا ہو

۵

تیغ نگہہ کو چمکا دو
گردن مار و جلا دو

آئینہ اونکا دیکھہ لیا
ہم ہوے آپ سراپا دو

روتے ہین دیدہ تر سے لہو
بہتے ہین خون کے دریا دو

نور احد تھے حسین و حسن
کیون نہو در یکتا دو

۱۹۷

دو مین سے اک کام کرو
شاد کا بوسہ لو یا دو

۹

نیش غم قلب و جگر کے پار ہوا ایسا تو ہو
ہر بن مو ہو کے نکلے خار ہوا ایسا تو ہو

مجرم قد وہ ہون جسکی سرو قد تعظیم کو
اوٹھہ کھڑی سو لی ہو غرت دار ہوا ایسا تو ہو

جان کر غافل کو ہم چھپکے اوسکی خواب مین
سوتے سوتے چونک اوٹھا ہشیار ہوا ایسا تو ہو

چشم سے رینی کی صورت دم بدم ٹپکے لہو
ای دل خون بار اگر خون بار ہوا ایسا تو ہو

وقت تزئین جسکی پردہ مین کرون کا شکار
آئنہ دیکھو کہی تتی یار ہوا ایسا تو ہو

جیتے جی کیا جو تپ غم مر گئی پر بھی نجاے
روگ ہوا ایسا تو ہو آزار ہوا ایسا تو ہو

کلفت خاطر گری آندھی اوٹھی یہ تو نہین
ہان غبار دل کا اک انبار ہوا ایسا تو ہو

سر قلم شکل قلم ہو جو کہون وہ ہی کرون — قول ہو ایسا تو ہو اقرار ہو ایسا تو ہو

۱۹۸ — شاد قدسی کی طرح ہین جنس عصیان در بغل ۱۰ — وہ ہو آمرزش بکف غفار ہو ایسا تو ہو

ناوک دستی و دیدکان دار ہو ایسا تو ہو — دل مین چٹکی لے جگر کے پار ہو ایسا تو ہو
حاسدون کی آنکھ مین پر بال سا کھٹکا مدام — سو کہ کر کانٹا یہ جسم زار ہو ایسا تو ہو
آس بچنے کی نہو جینے سے جسکو پاس ہو — نرگسی آنکھون کا جو بیمار ہو ایسا تو ہو
مین وہ قبلہ نما ہون بنون گر طائر قبلہ نما — دار پر جسکی کٹے نادار ہو ایسا تو ہو
غم پیا کرتا ہے ہر دم جونک کی صورت لہو — تشنہ خون ظالم خونخوار ہو ایسا تو ہو
اور کچھ اے سخت جانی جو تجھے ممکن نہین — زیر خنجر حشر تک دیدار ہو ایسا تو ہو
ہم سخن اک گل نہو بجھتین اگر بلبل ہزار — بولنے کا ہان اگر انکار ہو ایسا تو ہو
گر سیہ خانہ نہ روشن ہو سحر انوار کا — رات او لٹنے سے اندھیرا تار ہو ایسا تو ہو
غیر کے آگے قسم کھائین وہ قسمت کی مرے — اہی زہی طالع نصیبا یار ہو ایسا تو ہو

۱۹۹ — اک یہ دنیا کیا ہی دنیا سن بھی ہو اے شاد ۱۲ — الفت بت مین خدائی خوار ہو ایسا تو ہو

لاکھ داغ آرزو بے وام کیا ہو کیا نہو — حسرتین سو اک دل ناکام کیا ہو کیا نہو
آنکھ پیری کی گردش ایام کیا ہو کیا نہو — زلف مشکی دیکھیے تا شام کیا ہو کیا نہو
دے خنجر یا تیغ لے وہ ترک یغما بند — عید قربان ہو کہ قتل عام کیا ہو کیا نہو
جان و دل پر آ بنی ہو ابتدائے عشق مین — ڈر ہی اس آغاز کا انجام کیا ہو کیا نہو
مثل عنقا ہو وہ چھٹ پن ہی سے اوجھل سب سے — آگے بڑھ کر دیکھیے بدنام کیا ہو کیا نہو
جا چکا ناسہ ادھر سے سخت حیرانی مین ہون — اوسطرف سے دیکھیے پیغام کیا ہو کیا نہو
تخلیہ دم بھر ہی جلدی وصل کی ٹھہرائیے — پھر خدا جانے بت خود کام کیا ہو کیا نہو

پاک دامن ہم ہوے تر دامنی سی دیکھیو
زاہدان خشک پر الزام کیا ہو کیا نہو

خاک ہو کر کاسۂ زانوے جم کیا جانیے
ٹھیکرا ہو یا شکستہ جام کیا ہو کیا نہو

خانہ برباد جیسن تو ہو چکے اب دیکھیو
آشیان پنجرہ نشیمن دام کیا ہو کیا نہو

آج دیکھو شہسوار گور خر عالم میں ہے
کیا خبر کل گور میں بہرام کیا ہو کیا نہو

۲۰۰

جان دشواری سے نکلے یا تن آسانی سے شاد
کون جانے موت کے ہنگام کیا ہو کیا نہو

غبار خاطر غمگین مرے پر ہو تو ایسا ہو
مرا دل مجکو سونپ دے مکدر ہو تو ایسا ہو

جنون دی خار قسمت میں جو نشتر ہو تو ایسا ہو
پھپھولے کی طرح پھوٹے مقدر ہو تو ایسا ہو

جگر میں تیر کر دل میں اوجھ کر رہ گیا تو کیا
ادھر ڈوبے ادھر نکلے جو نشتر ہو تو ایسا ہو

وہ حیران ہوں گمان جسپہ ہے تصویر خیالی کا
سراپا حیرتی صورت جو ششدر ہو تو ایسا ہو

مبدل آتش غم ہو حیات جاودانی سے
دل سوزان مرا رشک سمندر ہو تو ایسا ہو

سوا مان باپ کے ہو لاکہ حصے پرورش اوسکی
زہی بندہ نوازی بندہ پرور ہو تو ایسا ہو

تڑپ کر خط کی مد جان دی بیتابی دل سے
جو مرغ نامہ بر بوٹن کبوتر ہو تو ایسا ہو

۲۰۱

سوا ے مقدرین اہ شاد دل کو ہو نہ کچھ خواہش
غنی مثل ابازر ہو تو نگر ہو تو ایسا ہو

نہو تو کچھ نہو چرخ ستمگر ہو تو ایسا ہو
کہلا کر دشمن کو کہائین ہم سیر ہو تو ایسا ہو

عرق ریزی پہ جسکے ہو دل ابر کرم پانی
جو اے تر دامنی دامن مرا تر ہو تو ایسا ہو

مری گردش مٹی اس دہر میں یہ غیر ممکن ہے
مگر یان چرخ کو منظور یون گر ہو تو ایسا ہو

قفس کو درمیان ہے جسکو حسرت ہم پہ کرنے کی
شمال طائر دل مرغ بے پر ہو تو ایسا ہو

غمی وہ ہون مرے پر بھی نہ ممنون جانبون
کدورت دل کی مٹی دی مکدر ہو تو ایسا ہو

ملی شیرین بھی خسرو کو جہان کی بادشاہی بھی
جو قسمت ہو تو ایسی ہو مقدر ہو تو ایسا ہو

چہرۂ سید کو جو سرخ مانند کبوتر دے
جفا جو ثانی شہر ستمگر ہو تو ایسا ہو

نثار اے شاد میں اوسکی ہون اور اوسکی شفاعت کی
اوٹھے جو اُمتی گویان پیمبر ہو تو ایسا ہو

گلزار میں آنکھہ ادہر بھی ڈالو
ہم بھی ہون نہال نو نہالو

تا چند عروج ماہ کامل
آخر ہے زوال ذی کمالو

دے جام ہمین جو ہو وہ جمشید
کچہ خم کی ہو خیر اے کلالو

نازان نہو حسن عارضی پر
دو دن ہے جمال خوش جمالو

سُنی یہ بھی خوش ہو سرکشون کی
قدمون سے لگے ہو پائمالو

رو لوائے گی یاد نوجوانی
بند ہون پہ ہنسو نہ خوردسالو

ہمسر ہو عبث اون ابروؤن سے
انگشت نما ہو اے ہلالو

نیکی پہ جو آئے شاد تم بھی
چوکو نہ بدی سے بدخصالو

کتابی رخ کے بوسے لیجے گر پاس ایمان ہو
وہ عارض چومیے جسمین نکلتی شان قرآن ہو

لباس آسیا مین بھی اگر مقتول مژگان ہو
جو سر غائب ہو گردن سے عیان سینہ مین پیکان ہو

مژہ برہم کرو زخم جگر ہین خشک ہونے پر
ہری کشت جراحت ہو جو حکم تیر باران ہو

ہنسین کیا خاک ضحک غم پہ خرسند کیا مانع ہے
لہو کی آنسوون روئے جو کوئی زخم خندان ہو

یہ جوش وحشت دل ہی برنگ نکہت غنچہ
مرا پیرہن آغوش تنگ جمعی گریبان ہو

نکالو قابض جان اجل دارو شفا مردن
وہ بیمار محبت ہون مسیحا سے نہ درمان ہو

جنون کہتے ہے اوتروائی جو لیلی تیرے مجنون کی
ابھی تیار ننگیانے پہ ہر خار مغیلان ہو

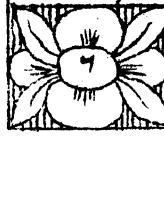

مین وہ اس دور مین اے شاد گر شیشہ سے مقدر ہون
دل بے مدعا مانگون عطا جان پر ارمان ہو

اجل آئی تو سر آہ و فغان ہے جبین میں جان ہو
کہیں یہ ہو تماشا ہی رہی شہر خموشان ہو

عجب کیا جا ہے پروانہ ہو مجمع عندلیبوں کا
وہ رونق بخش محفل ہو تو گل شمع شبستان ہو

میں وہ ہوں غنچۂ حسرت جو نقشہ ہو مری گل کا
سفینہ کربلا یا صورت گنج شہیدان ہو

کہیں چونکیں نہ خوابِ گراں سے سائے جانان
دبے پاؤں خرامان جانب گورِ غریبان ہو

ہمارے عرس میں گر شہر روآئی تو بھلا کیا
انہیرے گھپ میں مست ہو ہزاروں پر چراغان ہو

۲۰۵

قوافی جمع کی اے شاد اس خاطر ہیں بیتوں میں
کہ تا آگاہی ایطا مفید شعر گویان ہو

۱۲

کیا وعدہ دکھا کر چشم و ابرو
برات عاشقان بر شاخ آہو

ذرا بھی دل دکھا چھلکیں گے آنسو
بھرے بیٹھے ہیں مثل جام ملو

نکلتا ہے ہلال ابرو جہاں تو
برابر اونکلیاں اوٹھتی ہیں ہر سو

زیادہ بال سے پتلی کمر ہے
تفاوت کچھ نہیں اس میں سر مو

عبث رکھا فلک نے مثل عینک
اگر بیٹھے بھی ہم پہلو بہ پہلو

سلاتا ہے ہزاروں کو تہ خاک
جگاتا ہے وہ جب آنکھوں میں جادو

رگیں نکلی ہیں دبلاپے کے مارے
قبائے تن پہ یا ہے کار اقو

جو گوشِ حق شنو ہیں ہر سخن سن
صدا ناقوس سے آتی ہے یا ہو

سبھی قاست کوئی نا آشنا ہے
جو ہر سو قمریاں کرتی ہیں کو کو

سنایا یہ نشان آلِ نبی کا
بدن تک میں نہیں ساداتے کے بو

ہیں وہ شاعر ہوں بعد میر اے شاد قطعہ
غزل گوئی سخن پرداز اردو

۲۰۶

جسے ناز سخندانی ہو آئے
ہمیں چوگان ہیں میدان ہیں گو

کیوں دل نہیں دیوانہ دینار زری ہو
سکہ جو پر دار ہوا وہ میں بھی پری ہو

عالم ترے قامت کی ہوا گر سفری ہو
قرداے قیامت یہی دی ہو کہ پری ہو

خسرو کی طرح لوٹیے شیرین کی مزہ کو
فرہاد کی سر ماریے جو دردسری ہو

ہم ذی شرفون کو نہین پروا ہے بری کی
گو شکل یتیمان گھر بے پدری ہو

آنکھون کو یہ ہے بر ہمیے زلف کا لپکا
عینک سے بھی دیکھون تو پریشان نظری ہو

سیراب کرین اہل جنون نیشتر ون کو
سوکھے ہوے کانٹون مین بھی پھولونکی تری ہو

۲۰۷

کیون عیش لمحہ کو نہ سمجھے امین ہوا سے شاد
دنیا کے مکافات سے معصوم بری ہو

۷

دل اہرمن نفس کی طاعت سے جری ہو
خالق نہ کرے دیو کے قابون مین پری ہو

گر خاطر عاشق پہ ترا نام ہو کندہ
ہر پارہ دل مہر نگین جگری ہو

اس باغ مین وہ ہون صفت غنچہ لعل خندان
خاطر بھی شگفتہ ہو تو آشفتہ سری ہو

گر شغل عبادت جو ذوالرہو پیری
پو پھوٹے تو ہنگام نماز سحری ہو

سرسبز ہین کہسار یہ کس شک و شمن سے
پتھر مین نمودار عقیق شجری ہو

اس باغ مین وہ ہون صفت طائر تصویر
جنبش نہو بازو کو اگر بال و پری ہو

۲۰۸

اے شاد بجائے وہ مگر خود شب عیلت
پہلو مین ہمارے جو گھڑی بھی کمری ہو

۱۳

معارب کا جانا چاہیے حیدر کو احمد کو
علی سے کیجیے ادغام اعداد محمد کو

خضر کم زندگی رتبہ بڑھائے دیکھ ایجد کو
ملا نون نبوت کہو کے میم عم احمد کو

ازل سے قبل بھی اک لمعہ نور الٰہی تھا
نہ پہنچے بحر خدا کی کوئی اوس بت کی شد آمد کو

اوسے وہ پیشوائے دو جہان حق نے بنایا ہے
رسالت دی عدم کی کم کیا جب سایہ قد کو

جدائی اوسمین اور اللہ مین ہو غیر ممکن ہے
الف لکھیئے نہ اسم ذات سے جو حرف مشدد کو

نہ کیون عیب پن سے بڑھ کے کہیے کیسان منکر اوسکی
حمائل سے بزرگی کیا ہے قرآن مجلد کو

لکھی رنگت جو معمار ازل نے اوسکی ایوان کی
بنایا لاجوردی گنبد چرخ زبرجد کو

سر عرش الٰہی فرش پا انداز عالی ہے
بساط آسمان کیا ہے جو پہونچا اوسکی مسند کو

یہ دو وے ہر وصف رکھتا ہی وہ پتھر اوسکی کہوٹے کا
کسوٹی نیک کی خاطر ہے سنگ امتحان بد کو

ہوا مانند قرآن حاجیون کو جو بنا واجب
سیان حج جو اوسنے منگایا سنگ اسود کو

وہان ہوتا ہی نرم آہن یہان پتھر پگھلتا ہین
کچھ اوسکے پاؤن سے نسبت ہین داؤدی ید کو

مبرا ہی وہ یکتا بسقدر جسم مثالی سے
تجرد جیسے حاصل ہے خداوند مجرد کو

۲۰۹

حیات شاد ہو یارب سے جب تک نے آنکھون سے
علی کی روح تربت کو نبی کے سنگ مرقد کو

۱۱

کیا پر آب ہنر ڈبڈبا کر دیدۂ تر کو
جمن کو گنگ کو دجلہ کو جیحون کو سمندر کو

پریشان کر دیا بو باس نے زلف پریشان کے
اگر کو بالچھڑ کو عود کو صندل کو عنبر کو

انیس و مونس ہمدم سمجھتا ہون جدائی مین
قلق کو رنج کو غم کو الم کو داغ دلبر کو

کیا سرو گریبان آبرو کے خمدار جانان نے
کمان کو ماہ نو کو تیغ کو محراب کو در کو

خیال نوک مژگان ہی جگر مین ہونکے قاتل
چھری کو نیشتر کو بانک کو برچھے کو خنجر کو

مدد اے دیدۂ تر آتش غم ہی جلانے پر
کبد کو قلب کو احشا کو تن کو جان مضطر کو

حلاوت نے لب شیرین کی سبکو کر دیا پھیکا
رطب کو انگبین کو قند کو مصری کو شکر کو

وہ سودائی کاکل ہون ازل سے دوڑ رکھتا ہون
رسن کو ہتکڑی کو طوق کو بیڑی کو لنگر کو

تری دندان کی آبے تاب نے رکھا نہ کوڑی کا
گہر کو موتیا کو برق کو سیری کو اختر کو

وہ مے نوش محبت ہون چڑھا جاتا ہون سر پر کے
صراحی کو سبو کو جام کو شیشہ کو کنٹر کو

۱۰

گنوایا دے کے دل اے شاد ہنوز اپنے ہاتھون سے
خرد کو ہوش کو جان حزین کو زور کو زر کو

۱۳

کہلایہ آسیا کے دیکھکر صبر و تحمل کو
کلیجہ چاہیے پتھر کا ارباب توکل کو

جب اور ترے نشۂ بادہ چڑھا پیمانۂ مل کو
سرشار ہر اک غافل سمجھ شیشۂ قلقل کو

برابر جان مژگان دبلا انگیز کاکل کو
سمجھ ضیغم کے پنجہ سے نہ کم موذی کی چنگل کو

گر انظر دن سے جام مئی کو بھر کر ساغر مل کو
خجل کر گردش پیمانہ سے دور تسلسل کو

نہ وبالا ہنڈ ولا ہی بلندی اور پستی کا
ترقی کو نہ وقفہ ہی نہ عرصہ ہی تنزل کو

چمن مین بال کس بلبل چمن آرائی کہوا ہین
جنون ہی بید مجنون کو پریشانی ہی سنبل کو

اسیری مین بھی ہی لطف چمن صیاد منصف کے
قفس مین پھول کر رکھا ہمیشہ بند بلبل کو

نشان معلوم ہوتا کشتۂ چشم غزالی ہون
ہرن کی آنکھ کے ڈھیلے مری پر چاہی قتل کو

خزان آخر ہے انجام بہار گلشن عالم
لہو روئے حنا کیونکر نہ خندان دیکھ کر گل کو

نصیبون کو مرے کیا ہی اثر نالے جگا مین گے
نہ جاگے پاسے خفتہ سنکے اک زنجیر کی غل کو

نہ پھیلا ہاتھ موج آسا صدف آسا قناعت کر
ملے موتی کا دانہ بے طلب اہل توکل کو

وہ میکش ہون تغیر ہو جو کچھ اربع عناصر مین
کرے دم چار قل شیشہ مکرر کہہ کی قلقل کو

شے حرص و ہوس آشنا کیا دریوزہ گرون کی
سگ دنیا نہ کہا کر سیر یونان توکل کو

شیشہ ہے اوس سے ہون کہا مین جسے کہون نگہ گیسو
کچھ نہ بندے کے خدا مین نہ پیمبر گیسو

سر سے آتے ہین جو تا گوش لٹک کر گیسو
کچھ نہ کچھ کان مین کہتے ہین مقرر گیسو

جو ہوے دیکھ کے مجنون وہ فسون گر گیسو
سانپ پکڑا کئے جنگل مین سمجھ کر گیسو

ابر رحمت مین چھپا اپنے سیہ کارون کو
کھول دے حشر مین اے شافع محشر گیسو

اوج اگر خلق مین چاہے تو نگون سار کر
پاؤن پڑنے سے حسینون کی چڑھے ہے سر گیسو

مو بمو شانہ و کاکل سے کرے پیچ ہزار
ابر تیرہ ہین نہ کاجل مین نہ رافی سیاہ

زاہدین کیا ہین جو شیطان دی نیکون کو فریب
کاٹ ڈالے زن عیوب پیمبر گیسو

چشم جادو کا جو بوسہ ہے جگائے جادو — سانپ کیلی تری بانہہ ہے جو فسوں گر گیسو

۳۱۲

سو بسو سکو بھی دولت وہی دیگا اے شاد
زال کے جسنے بنائے صفت زر گیسو

بل کی لینا نہ جوانی مین بنا کر گیسو — لٹکے سن ہونگے ضعیفی مین سراسر گیسو
روز محشر کی سیاہی ہو کہ طول شب ہجر — کم کسی سے نہین اک بال برابر گیسو
رخ سے اولٹی جو نقاب اوسکی ہوا سے اوڑکی — منہ چھپانے کے لیے بنگئی چادر گیسو
زلف جانان کی نہانے مین جو لہراتی ہے — موج دریا کو سمجھتے ہین شناور گیسو
ناتوانی سے ہے ہر مو بدن مجکو وبال — وہ لٹا ہون کہ ہین بارتن لاغر گیسو
کاسۂ زانو چشید مین ہین بال پڑے — میری نظرون مین نہین ہین یہ شاغر گیسو

۳۱۳

سر چڑھے ہین چسینون کی کسیکے اے شاد
نہین رکھتی ہین لگی بال برابر گیسو

جو او ترے تیغ کی کہاٹون ولا ور ہو تو ایسا ہو — جو تیر ے آب خنجر مین شناور ہو تو ایسا ہو
سبک ہو ن نیکا روں سے نہ تلنے پر گنا ہونگی — جو پلہ پر مرے میزان دا در ہو تو ایسا ہو
دل پر خون سی بوتل چشم پر نم سا ہو پیمانہ — صراحی ہو تو ایسی ہو جو ساغر ہو تو ایسا ہو
سیہ بختی مری ڈھانپے جو میری عیب یا نی — گلیم سایہ بختون کی چادر ہو تو ایسا ہو
مثال سایہ دو تن ہو سرا جسم دو نکر کی — شہیدون کا تری حصہ برابر ہو تو ایسا ہو
نہ مانی ایک کی جو عضو تن سارے گواہی دین — مرا کہنا اگر اوس بت کو باور ہو تو ایسا ہو

۳۱۴

بنی آدم پہ پرچھاوان پڑے اے شاد حیدر کا
پڑے ہے کلمہ جو بھائی کا برادر ہو تو ایسا ہو

اس طرح دینے کو سائل سے ملاتا ہے ہاتھ — کہ نہ آگاہ ہو اے کان سنا تا ہے ہاتھ
ہین جو بہ دست ہو ن محفل مین شرما تا ہے ہاتھ — دست بوسون سے ملانا ہے روا تا ہے ہاتھ

دست بردون کی چوری کی سزا ہو تجویز
تیر کر بند ہوا ون ہین سے آر زد خا ہاتہ سی ہاتہ

اسطرح جیسے ید اللہ کی نئے مل ای بت
جسطرح ملتے ہین ہنگام دعا ہاتہ سی ہاتہ

خلک پیر ہی زورون پہ جو کچہ کس بل ہے
پنجہ خور سے ملا مرتقا ہاتہ سی ہاتہ

آرزو ہے کہ شب وصل لپٹ کر ای بت
پاؤن سے پاؤن ملا بہر خدا ہاتہ سی ہاتہ

۲۱۱

شاد چو رنگ ہین شمشیر نگہہ کے مجبیر
کیا بتاؤن جو کیے اوسنے صفا ہاتہ سی ہاتہ

۱۱

مسن ہو ہر اک نوجوان رفتہ رفتہ
گریزان ہو عمر روان رفتہ رفتہ

بجی ہو سکے آتش زبان رفتہ رفتہ
سراپا جلی شمع سان رفتہ رفتہ

کرے طاق کسر ایمان رفتہ رفتہ
مٹے نامیون کے نشان رفتہ رفتہ

روان اشک ہون چشم سی ہوتی ہو تر
چلین کو دکان جہان رفتہ رفتہ

وہ بت پہرتے پہرتے ادہر ہی پہرے گا
کہ ہے گردش آسمان رفتہ رفتہ

پہونچ جائین گے سر روان جاتے جاتے
کٹے منزل کاروان رفتہ رفتہ

نگون سار ہون سرو قد جھکتے جھکتے
بنے تیر قامت کمان رفتہ رفتہ

صغیرون کو ہو نا طاقہ ہوتے ہوتے
سخن کرتے ہین بے زبان رفتہ رفتہ

نگون نہ کیون پہول ہون بس کہ ہے تر
ہر اک طفل ہون نوجوان رفتہ رفتہ

کٹی صبح تا شام یون چلتے چلتے
کہ جیسے ہو سایہ مدان رفتہ رفتہ

۲۱۶

بہت دور ہے شاد یہ آدمی بھی
بنی ہو نچے تا لامکان رفتہ رفتہ

۱

خشش دل کی کرے یون زلف یار آہستہ آہستہ
گسیٹے دام جیسے دامدار آہستہ آہستہ

رہا جاتا ہے پیچھے قیس لاغر ناتوانی سے
روان کرتا ہے اسے محمل سوار آہستہ آہستہ

کھدے ذرہ ذرہ جسطرح شیشہ ہو ساعت کا
بھرا یون دل مین اوس بت کی غبار آہستہ آہستہ

کرین ابرو کا نظارہ کوئی دم اور اے قاتل
گلی پر پھیر تیغ آبدار آہستہ آہستہ

سراپا یوں گھلی ہم رفتہ رفتہ آتش غم سے
بھے جس طرح شمع اشکبار آہستہ آہستہ

نہ پہونچے سستی رفتار کو ہم ناتوانوں کی
روان ہو سوزن ساعت نہ زار آہستہ آہستہ

کشش دل کی کرے گی رشتۂ الفت کو طولانی
گھسیٹے سے بڑھتا ہی تار آہستہ آہستہ

دھمک ہی آنکھ کھل جائے نہ ہم ناکس مزاجوں کی
قدم اے سایہ رکھ طرف مزار آہستہ آہستہ

عجب کیا بڑھتی بڑھتے بار دیوے دوستی الفت
نمو کرتے ہیں نخل سبزہ زار آہستہ آہستہ

۱۱۷

ابھی شاد حزیں کی رو تر و تر آنکھ جھپکی ہے
سخن کر چکے چپکے دل لگا آہستہ آہستہ

یاد وہ کوئی سے تجھ شرم نہیں مطلق ہی
منہ کے آگے ترے اے بیہودہ گو خندق ہی

جب سے اوس رشک سکندر کی ہوئی صورت دیکھی
حیرتی آرسی ہی آئینہ کا منہ فق ہے

دست وحشت نے یہ مجنوں کے لیے ہیں لتی
بے پہر ہے کسی کانٹے کی نہیں برق ہی

سینہ چاکی ہی مسافر کے لیے بیوطنی
سنگ کا چوٹ کو دریا سی کلیجہ شق ہے

سرزمینوں میں اوتر تی اوہی تلوار کی گھاٹ
آب ہی بحر روان تیغ روان برق ہی

جلوہ شمس و قمر روشنی شمع و چراغ
اے صنم محفل کونین کی تو رونق ہے

۱۱۸

شاد دیوانہ ہشیار ہے مثل بہلول
اسکو نادان جو سمجھے وہ بڑا احمق ہے

سفتا نہیں تیغ تیرے سے داغ ہے
کانون میں تیل ڈالی ہی کیا چراغ ہے

آئی بہار داغ جنون پہر ہی ہوے
زخم جگر شگفتہ ہیں دل باغ باغ ہے

ایسا خور بغض و حسد ہی جہان میں
ہانڈی کسیکی گرم ہو جلتا چراغ ہی

کرتا ہی سرکشی جو کچون کے ابھار سے
بے مغز ہے حباب کا خالی دماغ ہے

پوشیدہ عرش پر ہی خدا جانے کہان
دیر و حرم میں تو نہیں ملتا سراغ ہے

ہر شب زبان حال سے کہتا ہو ماہتاب
ہاتون سے آسمان کے کھینچو میں داغ سے

۲۱۹

غنچہ جو تنگ دل ہو تو نرگس ہے تنگ چشم
اے شاد باغ دہر مین کسکو فراغ ہے

زور اتنا خالق اکبر سے چلے
میرے کہنے مین مرا دلبر چلے

دست قاتل سخت بیمانی رہ نہ جائین
سر قلم فوراً ہو جب خنجر چلے

اشک دوڑے جب بندھا رہنکا تار
ریسمان پر طفل بازی گر چلے

دل جب آیا اوس پہ آندہی کی طرح
خاک اوڑاتی صورت صرصر چلے

سر نوشت آئی ہے خود غبار
خاک بر سر مثل حرف تر چلے

مجھہ سے بیکر کو غم پرواز کیا
سایۂ مرغ ہوا بے پر چلے

۲۲۰

شاد مین مسکین وہ ظالم سیم تن
کیا گدا کے پیش اہل زر چلے

پیٹون مین ہی چھپی ہے کمر مشکبو کی
پہندے سے پر نکلی بخت سیاہ رو کے

زخمی وہ دل ہون جو تاک ناوک ل و جگر کو
ناخن خراشیون نے لئے ہے رفو کے

کہتے کو تم ہو کچھ حال دل زبانی
سنتے سنی دیا قضا نے ہنگام گفتگو کے

کیونکر نہ خشم آوردون دل و جگر ہون
برسا رہی ہین برسے مژگان جنگجو کے

دل زلف مین پھنسا ہے آنکھون سے ہم خفا ہے
یہ پھانسی لگا رہی ہین پہندے رگ گلو کے

مایوس وہ ہون جسدم چیرا دل بیقرار
کچھ خاک بھی نہ نکلا جز یاس و آرزو کے

۲۲۱

گل زر بکف ہین جس سے اے شاد اوس سے ہم بھی
مثل گہر ہین طالب موتی سی آبرو کے

خونباری چشم تر تو دم لے
وحشی ہون وہ ہون جو دشت پیما

گھر جائیو مینہ ذرا یہ تھم لے
ہر خار تمکا کے سر قدم لے

دل ابتو دیا دے جو کچھ ہو — اک جان ہے خدا سے یا صنم سے
جز خواب اجل سکے اس شب ہجر — جھپکی بھی ہو آنکھ ہو قسم سے
اسے ضبط وہ فوج درد بگڑی — آہون کے نشان ہوے علم سے
بال اوسکی کمر ہے اے مصور — تصویر جو کھینچ سو قلم سے
آئینۂ دل جہان نما کر — گر مفت ملے نہ جام جم سے

۲۲۲

کیون زیر مژہ فغان بلب ہے
اے شاد چھری تلے تو دم لے

تا جان حزین رہ عدم لے — اتنا تو مرے مسیح دم لے
نیرنگ جہان ہے نقش بر آب — دنیا مین حباب وار دم لے
اے تیغ گلے پہ جب روان ہو — شہ رگ کا لہو پیے جو دم لے
مسہل ہون ہزار پر نہ تڑپون — قاتل تری تیغ بھی تو دم لے
اتنا نہ تڑپ کہ شق جگر ہو — دم لے دل بیقرار دم لے
ابرو کے یہ غم مین ہم جان ہون — جیسے تیغ کوئی دم لے

۲۲۳

ساری غزل ایک قافیہ شاد
ایطا سے بری جو ہو قسم لے

جو میری تصویر کھینچ مانی تو لکھ دے یہ شکل مردنی ہے
لگی ہی ہچکی ڈہلا ہے منکا نفس شماری ہے جان کنی ہے
جو دن کو خورشید جلوہ گر ہے تو رات کو مہ کی چاندنی ہے
فلک پہ وہ کون شمع رو ہے کہ جسکے دم کی یہ روشنی ہے
وہ قتل کا حکم دے رہے ہین بلند فریاد کشتنی ہے
ادہر کو غوغا ہے اقتلو ہے ادہر کو شور قتلتنی ہے

نہ پوچھو حال مریض الفت یہ ہجر مین جان پر بنی ہے
لوین مڑی ہین ڈہلا ہے منکا پہری ہوئی منہ پہ مردنی ہے

بنے ہین سردار وحشیون کے ملا ہے خلعت برہنگی کا
ہوے ہین مسند نشین مجنون بچھائی کانٹون کی سوزنی ہے

ہلال کی طرح منکسر ہون جہان مین حاصل ہے سربلندی
بٹھائین آنکھون پہ کیون نہ مردم مثال ابرو فروتنی ہے

ہزار تیر مژہ لگے ہین مگر وہ اپنی ہے سخت جانی
کہ جس سے روئین تنون کی صورت قبای تن چھلنی ہی ہے

نہ بازنیکی سے نیک آئے نہ بدبدی سے کنارہ کش ہون
خضر کی خلقت مین رہبری ہے ٹھگون کی طینت مین رہزنی ہے

سراہ سکے صدمہ سے چھوٹتا ہے دم اسکی ایذا سے ٹوٹتا ہے
جبل تراشی سے کوہکن کی بھی سخت احوال جان کنی ہے

کرون مین کیون غم تونگری کا سمون مین کیون داغ دلبری کا
تری بدولت سے اے توکل مرا فقیری مین دل غنی ہے

سپاہ موج روان روان ہو کہ شاد اشکون کا قافلہ ہو
جو لشکری ہو گذشتنی ہے جو کاروانی ہے رفتنی ہے

راستی پر چا ہیے جانا نہ اس عیار کی
پیچ پگڑی مین ہین لاکھون زاہد مکار کی

دیدنی ہے گرمی حسن ابرو خمدار کی
بس ہے آنکھین سیکنی کو آنچ اس تلوار کی

قعر تن ڈہائی کی بارش چشم دریا بار کی
پڑ گئی اس گھر پہ ڈوری آنسوون کو تار کی

ہم فقیرون کو نہین بستر کی محتاجی نہین
سر جگہ کملی بچھی ہے سایہ دیوار کی

واہ رے شوق شہادت جب پڑی تیغ نگاہ
کھل گئین باچھین دہان زخم دامن وار کی

خواب مین وہ بت نظر آیا مری جاگی نصیب
بخت خفتہ نے عنایت دولت بیدار کی

ہون وہ طائر ہی یہ شوق بال پرواز مجھے
چلتی ہے قینچی پر ون پر خود مری منقار کی

دیکھو سے ترش ہوتا ہی وہ شیرین جمال
سم مری حق مین ہے لذت شربت دیدار کی

جسم بیجان کی اشارہ پہ چلین کیا ہاتھ پاؤن
تندہی کرتی نہین ہے فوج بی سردار کی

۲۲۵

جانتی کچھ بھی نہ تھی اے شاد راہ شاعری
چار آنکھین ہوگئین پائی جو صحبت چار کی

۹

آدمی جز غم بے بال و پری کیا جانے
لطف پرواز کا مٹی کی پری کیا جانے

کیف مے سے نہو آگاہ دل زاہد خشک
پاکدامن مرے دامن کی تری کیا جانے

مانگتی بوسہ خال لب شیرین ہین ہزار
کسکی قسمت مین ہی یہ تل شکری کیا جانے

نوجوانی کی ضعیفی مین کہان بات رہی
جز خموشی کے چراغ سحری کیا جانے

فتنہ پرداز جہان ہے جو ترا حشر خرام
یہ قیامت کا چلن کبک دری کیا جانے

واقف آرام مری سے نہین در یتیم
کودک اشک غم بے پدری کیا جانے

ساکن شہر خموشان کی خبر کیا ہمکو
نیک و بد ہم وطنون کی سفری کیا جانے

چین آرا نے برومند ہمیشہ رکھا
نخل امید مرا بے ثمری کیا جانے

۲۲۶

کجروی کیون نکرے چرخ نکونسرای شاد
چال سیدھی یہ کمیت کمری کیا جانے

۹

کوہکن صدمۂ فرہاد جگری کیا جانے
منڈھ چڑھا جز غم نان درد سری کیا جانے

نفس امارہ مجھ راہ پہ لائے ہے محال
راہ زن مثل خضر راہ بری کیا جانے

زلف برہم کی نہین دید کا لپکا دل کو
چشم آئینہ پریشان نظری کیا جانے

منہ سے نکلی جو مرے اللہ رے خوش قسمتی
ہم فقیرون کی دعا بے اثری کیا جانے

مژۂ تر سے جو خاطر کو پریشانی ہے
موج دریا کی یہ آشفتہ سری کیا جانے

دل جو ٹوٹا نہ بنا ایک سے دو دنیا مین
آئینہ سا کوئی شیشہ گری کیا جانے

نے نوازونکی ہر اک نے یہی ہے نالان لیکن
مثل شہنای گلو نوحہ گری کیا جانے

بستگی دل کی سے خارش غم سے بیحال
ناخن عقدہ کشا بخیہ گری کیا جانے

۲۲۷

شاد خال لب شیرین کی مزے کیا مین کہون
شہر تبی فاسے ہین یا شکری کیا جانے

۵

ازلی دو جہان کی ہستی ہے
نئی دنیا پرانی بستی ہے

ہم موحد ہین قائل توحید
بت پرستی خدا پرستی ہے

ہر مژہ ہے معین جنبش چشم
پای بیمار چوب دستی ہے

دوش پیر خرقہ کے قبر مین اوڑھین
سربلندی دلیل پستی ہے

۲۲۸

شاد ہم سیکشون کی تربت پر
چور ہے ہر شجر سے مستی ہے

۱۲

دہر مین مرد گر سہ نام کیا پیدا کرے
چوٹ کی کہانے سے نقارہ صدا پیدا کرے

آسیا کے بعد چھلنی راز فا پیدا کرے
ایک گرہ در بند ہو سو در خدا پیدا کرے

جھک کی جل عالم مین تا اعلی مقامی ہو حصول
چشم پر عینک نگون ساری سی جا پیدا کرے

صورت آہن کشش کھینچیگی قلب یار کو
جذب دل توجذبۂ آہن ربا پیدا کرے

دیدۂ دل اہل باطن کا جہان مین چاہیے
ساغر جم چشم عالم آشنا پیدا کرے

ہون وہ برگشتہ مقدر جا بجا ہون جو دہر مین
کوزہ پشتی نام کو قامت دوتا پیدا کرے

وہ منافق ہے فلک جو خلق بھی باہم ہون دو
جسم طفل توامان ہر اک جدا پیدا کرے

خاکساری کر اگر چاہے جہان مین آبرو
روے دزگرد یتیمی سے جلا پیدا کرے

اک بنا کیا ہو جسے چاہے وہ عنقا کی طرح
نام کو پیدا نشان عالم مین نا پیدا کرے

ہون وہ برگشتہ جو مرنے پر ہون عنصر جا براہ
لاکھ چھڑاتا ہے مری راہ فنا پیدا کرے

آستین سے پنجہ عجب کیا ہو جو دانہ خال کا | رزق انگارون پہ جب چاہے خدا پیدا کرے

۲۲۹ شاد اہل حرص کو لازم ہے کوشش بہر رزق
لقمہ بے گردش نہ منہ مین آسیا پیدا کرے

نیند آئی جو مجھے کیل وہ بالکل کیلے | بند ہوتے ہی مری آنکھ صنم کھل کیلے
ناز رفتار سے گیند اوہ اگر گل کیلے | کبک کی دل پہ بنی جا نہ بلبل کیلے
جعل پہ نیش زنی سے بھی نہ چوکے صیاد | شست کیلے بھی تو کہوے ہو کہ کل کیلے
ہون وہ گریان کہ مری گوشۂ ہر دامن مین | کودک اشک ہمیشہ پہ تسلسل کیلے
نشۂ مے مین اوچھلتی ہین فقط کیا مینخوار | شیخ سد وسا اگر شیخ پہ مل کیلے
غیر اوس بت کو جو افعی کا تماشا دکھلا مین | سانپ بنکر مری دل مین غم کا کل کیلے

۲۳۰ شاد تو دم بازی کا مشغلہ ہی جو کیا
کیل کیلے بھی مرے ساتھ تو وہ حل کیلے

اگر مین دل کو سنبھالتا ہون تڑپ ہمدل ہے نرون جگر کی | تو ہی ہوا کر رد جیمین منصف خبر ہون اک مین ہر کدھر کی
جو نیند گھڑیا لیو کوئی کہہ دون اذان سحر کی | مرین جو یہ ہی تو وصل کی شب گجر بجا دے گھڑی کمر کی
وہ صید غمگین ہون نیش غم کی پس نہا ہی نہ درگذر کی | بنا کی چھلنی بتون نے اوسکی جو کہا کھینچی ہر جگر کی
بدی تو ہی صید پر یون سے مرا کلیجہ دہشرک رہا ہے | حلال کرتے ہین وہ کبوتر خدا کری خیر نامہ بر کی
مری یہ بھی ایک جا جو دو ہون محال ہے گردش فلک سے | گر اکسیجا کوئی بشر ہے لحد کہین ہے کسی بشر کی
جو ڈوب مرنے پہ بیکسون کے ہوا نہ ابر کرم بھی گریان | حباب تک پھوٹ پھوٹ روئی یہ بیچمہ دریائے خیر کی
یہ ہم فقیران دل غنی کو ہے لطف شیر ینی قناعت | جو فاقہ مستی مین خاک بہانکو زبان کو ندت شکر کی
کمر یہ باندھی ہے کاٹنی تھا کہ اڑنے مین ہے وہ آندھی | چمن مین بلبل کی باغبان کیا ہوا بھی شبنم نہ بال پر کی
کرون جو تعریف زلف جانان بیان ہو وصف صبا حت رو | غرض کہ یہ فرط بیخودی ہے جو شکی پوچھو کہون سحر کی

۲۳۱ دلیل اے شاد کیا کمال انکو معاملے کی | نباہ پر ہے مین اہل جوہر غرض آشنائی ہنر کی

مرنے پہ ہو چین سب گمان ہے
نیچے بھی زمین کے آسمان ہے

یہ سوسن تازہ کا بیان ہے
کل خشک ہے آج تر زبان ہے

رہنے کا محل نہین جہان ہے
دنیا اک عارضی مکان ہے

جو نقش قدم ہے سر زمین پر
آئینۂ حال رفتگان ہے

کیا روز سیہ مین دی کوئی ساتھ
سایہ بھی اندھیرے مین نہان ہے

کہنے ہی کو گھر ہین بلبلون کے
سننے ہی کو نام آشیان ہے

بے خاک کیے اسے نہ چھوڑون
پکڑے یہ زمین آسمان ہے

ابرو پہ گرہ ہے کیون نہ سہمون
چلہ پہ چڑھی ہوئی کمان ہے

کیا دل مین غم آسکے شب وصل
ہر چشم مری نگاہبان ہے

خشخاش صفت سیانہ پوست
چورا چورا ہر استخوان ہے

کعبہ نہین پر ہے گھر خدا کا
بت خانۂ دل عجب مکان ہے

کیونکر کہون شاد یوسف مصر
قصہ
نسبت اوسے یار سے کہان ہے

یہ مہر فلک وہ ماہ کنعان
اک فرق زمین و آسمان ہے

۲۳۲

آسان اشرفی داغ جودے کار چلے
کام دنیا کا نہ بے درہم و دینار چلے

گردش بخت سے ٹھہری نہ کہین ایک پل بھی
رات دن بنکی گھڑی عاشق رفتار چلے

ہکو اوس جان کی گاہک کا ہو اجب سودا
سرفروشی پہ کمر باندہ کے بازار چلے

ساتھ مشکل مین کسیکا نہین دیتا کوئی
مرتے دم نبض بھی انسان کی نہ زنہار چلے

سامری کیا ہے جو وہ چشم فسون ساز لڑائے
موئہ جادو کی سوے طالب دیدار چلے

یاس و حسرت یہ پکاری جو ہوئی ہمسفری
چھوڑ کس پر ہمین آبکیں بنا چار چلے

۲۳۳

نرد کیطرح رہی گھر کی گھری مین ہر بار
شاد چوسر کی بھی چالین دم رفتا چلی

خدا کرائے نہ نظرون مین نکتہ چینون کے
گرے جو دانت متین صورتین حسینون کے
یہ جامہ زیب جفا جو لہو کے پیاسے ہین
مرے پہ بھی ہے وہی نالہ زن دل نالان
کمال حسن زوال مہ دو ہفتہ ہے
جدا جو سر بھی ہو گردن سے اور رہے شوق وصال
عقیق لب کا ہو چیچک سے کیون نہ حسن زبون
نہین یہ ابرو چشم اور رخ کتابی مین
وہ مقتدا جو منافق بھی ہون شریک نماز

چڑھے ہوے ہین نگاہون مین عیب بینون کے
یہ صحبتین بھی غنیمت ہین ہمنشینون کی
صراحیون مین بھرے خون ہے آستینون کی
یہ بیبھی بیتے ہین مٹی سے ہم حزینون کی
یہ چار دن کی جوانی ہے مہ جبینون کی
لپٹ کے دم رہے تیغون مین نازنینون کی
کہدے سے ہوتی ہے قیمت سوا نگینون کی
کشش ہے عین کی واہن سمیت شینون کی
کرین سجود صنم گر کے آستینون کی

خدا جو دیکھا غلامان پنجتن ہین شاد
بہشت لین گے مدد سے انہین حسینون کی

۲۳۴ ۱۰

چلے جو رک کے سر قبر سے حزینون کی
وہ آگ دین کہ لحد سے ہم آتشینون کے
عدم ہے روح عزیزان تو خاک قصر بدن
انکو ہمیان بھی جو ہین غم جدائی مین
خدای عرش ہے شہ رگ سے بھی نظر مین قرین
لباس جسم یونہین پرشکن ہین پیری مین
جہان خلق مین قاتل ہزار پیش خدا
صدا یہ آتی ہے ہر دم مزار یوسف سے
سنبھل کے گور غریبان پہ پاؤن کو رکھین
یہ جا ہے جو کہین شاگرد عرش ہین اے شاد

غبار راہ تہہ کے گرا پاؤن حسینون کے
چڑھین جو سنگ طپنچون پہ نازنینون کے
مکان کیا ہین نشان تک نہین مکینون کے
جدا چٹک کی دو پلکی ہوے نگینون کے
فلک نہین ہین یہ شیشہ ہین دور بینون کے
الٹو گردن کی ہین ممنون نہ جامہ چینون کے
لہو پکارے گا کوسون سے آستینون کے
غرور حسن دو روزہ ہین نازنینون کے
کہ ہم بھی تھے کبھی سرتاج مہ جبینون کے
ہم آسمان ہین پر سیر زمینون کے

قطعہ

۲۳۵ ۹

رونے کھڑی کھڑی جو دل زار بیٹھ جائے
طوفان اوٹھے یہ گنبد دوار بیٹھ جائے

گر بہر قتل یوسف بازار بیٹھ جائے
سر بیچنے کو آپ خریدار بیٹھ جائے

وہ ناتوان ہون بعد فنا گر مکان بنائین
اوٹھے جو میری خاک سے دیوار بیٹھ جائے

یہ ضعف ہے کبھی جو مین قصد سخن کرون
ہر بات مین گلا دم گفتار بیٹھ جائے

کیا دوست ہین سنے جو مرا حال درد عشق
دشمن بھی دل کو تھام کے اکبار بیٹھ جائے

اونچی نظر اگر ہو تو چشم ای حسین جھکا
اوٹھنے مین تیر آئین تو بیمار بیٹھ جائے

عرصہ نہو جہان سے جانی مین اے اجل
ڈاک ہچکیون کی جلد خبردار بیٹھ جائے

یہ چوٹ وہ ہی جی سے نکلتی نہین کبھی
دل مین کسیکے بات نہ زنہار بیٹھ جائے

۲۳۶ جنبش قدم کی ضعف دل ناتوان ہے شاد
سو بار اگر اوٹھائے سو بار بیٹھ جائے ۷

مُردہ دل غم سے مر رہے نہ رہے
تم رہو ہم اگر رہے نہ رہے

دل سوزان چراغ مفلس ہے
دیکھیے تا سحر رہے نہ رہے

رہے ثابت قدم بصورت شمع
چاہے گردن پہ سر رہے نہ رہے

ہمہ تن صرف بیخودی دل ہو
سر و پا کی خبر رہے نہ رہے

آبلہ پھوٹ پھوٹ روتے ہین
غم نہین چشم تر رہے نہ رہے

دام سے چھٹ کے بھی جو اڑ لینگے
ایک ہین بال و پر رہے نہ رہے

۲۳۷ نالہ ورد زبان رہے اے شاد
دل رہے یا جگر رہے نہ رہے ۷

ہر اک شے مین ایک ہی سو جھتی ہے
وہ احول ہے جسکو دوئی سو جھتی ہے

نظر تنگ کارون کو ہو سیکیون پر
جو بد مین ہین اونکو بدی سو جھتی ہے

کہان زخم خندان سے چشم تر نے
مجھے غم ہے تجھکو خوشی سو جھتی ہے

جو وحشت زدہ چشم مجنون سے دیکھے
اوسے شکل لیلیٰ پری سوجھتی ہے

کوئی مردم چشم خود بین نہین ہے
شبہ کو ذرا مین خودی سوجھتی ہے

اگر آنکھ ہے دیکھہ اوس بت کی صورت
ہر اک چشم مین منجلی سوجھتی ہے

(۲۳۷)

جب اے شاد ہم یہ غزل دیکھتے ہین
مع العیب ایطا روی سوجھتی ہے

سرو قد ہو کے بیوفائی کی
راستی مین بھی کج ادائی کی

حسن ہے شان کبریائی کی
کیون نہ لے ہر صنم خدائی کی

وائے برسست کاریے جلاد
سر بھی کاٹا تو دیر پائی کی

جب کیا امتحان ابروے یار
سر دیا تیغ آزمائی کی

مدد اے ضبط نالۂ جانکاہ
درد نے دل سے آشنائی کی

کوچۂ عشق مین برابر ہے
منزلت شاہی و گدائی کی

وحشت کر دی کبھی کی جامہ دری
لی جو وحشت نے ہاتھ پائی کی

(۲۳۸)

مر کے پہونچین گے رفتگان تک شاد
طالعون نے اگر رسائی کی

دل نالان کی مرے داد یونہین بیٹھہ گئی
آسمان سر پہ اوٹھایا نہ زمین بیٹھہ گئی

مین بھی کچھ ہون دل گل مین جو یونہین بیٹھہ گئی
وہ جڑی ٹیک صبا کی کہ جبین بیٹھہ گئی

سر کشو خاک نشین کی جو مراتب تو نے
اوٹھہ گیا چرخ سبک ہو کے زمین بیٹھہ گئی

تو وہ یکتا ہے جہان ہو کہ ترے ثانی کو
ڈہونڈتی ڈہونڈتی ہی چشم دوبین بیٹھہ گئی

گل نے فریاد عنادل نہ سنی پر نہ سنی
چیختے چیختے آواز حزین بیٹھہ گئی

مجھہ پہ ارمان کا ہوا جب نہ کوئی ماتم دار
آرزو ہو کے وہین سوگ نشین بیٹھہ گئی

چشم تر نالۂ لب دل کا خدا حافظ ہے
فوج غم عشق کی راہون مین کمین بیٹھہ گئی

دل نالان سے مری بول گئی بلبل بھی
جب دم نالہ کشی آکے قرین بیٹھ گئی

ایک ہی ہاتہ مین فوراً وہ ہوا دو ٹکڑے
جسپہ پوری تری تلوار حسین بیٹھ گئی

۲۳۹

وہ سخنور ہین کہ اس بوجہ غزل مین اے شاد
۱۳
ہمنے جو بیت جڑی مثل نگین بیٹھ گئی

چنا جھرپون سے نہین رخت تن ہے
بڑہاپے پہ یہ چین بر جبین ہر شکن ہے

الٰہی یہ کیسا بت بے دہن ہے
سناتا ہر اک بات پر لاسخن ہے

عناصر سے گو چار یاری بدن ہے
مگر ہر نفس پر دم پنجتن ہے

قفس مین نہ کیون ہجر گل نیش زن ہو
گڑا دل مین اک ایک خار چمن ہے

چھپا عیب دشمن ہنر آشنا ہو
تو ہی پردہ پوشی عجب پیرہن ہے

گر اجب کوئی جام مے یہ صدا دی
جو پیمانہ توڑے وہ پیمان شکن ہے

نہین ہم ضعیفون کو حاجت اتو کی
چنی جھرپون سے قبائے بدن ہے

حنا وہ ملین مین لہو رو رہا ہون
نیا رنگ لایا یہ چرخ کہن ہے

ضعیف کی آمد ہے گرتے ہین دندان
چراغون کی تا صبح گل انجمن ہے

مرین گے بھی تو کچھ نہ کچھ لے مرین گے
مقدر مین لکھا جو گور و کفن ہے

نگاہ کرم اے فشار لحد کر
عدم کا مسافر غریب الوطن ہے

یہ کس بات پر برہمن پوجتے ہین
زبان ہے بتون کے نہ گویا دہن ہے

۲۴۰

ثنا خوان ہون اے شاد آل عبا کا
۷
مرے ورد مین خمسۂ بختن ہے

بے فائدہ کا ہیکو وہ تلوار کرینگے
ایک ایک کے دو دو دم پکار کرینگے

فریاد جو زلفون کی گنہگار کرین گے
اندھیر بچار اسر دربار کرین گے

وہ محو مژہ ہون جو ہوا بادیہ پیما
قدمون پہ سر ہاتھ کی تلوار کرین گے

اوس تار پہ پہونچے گی خبر جامہ دری کی
دھجی سے بدن کا جو الگ تار کرین گے

مثل سر نوشت م سے گردن نہ جھکاؤ
انگشت نما طالب دیدار کرین گے

ہے پیر مغان مجمع محشر سے زیادہ
جرمٹ در میخانہ پہ میخوار کرین گے

۲۴۱

جرأت نشکن کعبہ ہے شاہ اوسکی مدد سے
ہم دل کا شکستہ بت پندار کرین گے

۱۲

دوسرے جب سامنے تربت آئی
مرثیے ہم تو محبت آ آئی

روز پرسش کی جو نوبت آئی
میرے آڑے تری رحمت آئی

نشۂ زر کو سمجھ گردش جام
پھر گئی آنکھ جو دولت آئی

جب کبھی سورۂ یوسف دیکھا
یاد یوسف تری صورت آئی

گھل گیا آدم خاکی ہے بشر
اسقدر دل مین کدورت آئی

مین جو پروانۂ جان سوز ہوا
شمع بالین کو بھی رقت آئی

بت کدہ کا جو تماشا دیکھا
نقش آذر کی قدرت آئی

دل پہ شاید کوئی صدمہ گذرا
چوٹ سینہ مین بشدت آئی

سیہ اشک نے دل لوٹ لیا
فوج کے ہاتھ غنیمت آئی

حسرت آباد محل والون کی
مقبرے دیکھکے عبرت آئی

عمر بھر کی خورش غم خوری
اپنے کھانے مین یہ نعمت آئی

۲۴۲

شاہ جاتے تو ہو دنیا دیکھے
خیر ہو سامنے عورت آئی

۱۲

دل کو اوجھن ہوئی آفت آئی
عاشق زلف کی شامت آئی

لاطبع وہ ہین دعا کے بنجا لیے
ہاتھ پھیلا کے مخالت آئی

اب تو مرقد مین گرے حشر کے دن
اوٹھ کر مے ہونگے جو طاقت آئی

دیکھہ لیتے جو مقدر کا لکھا
یہ بھی پڑھنا نہ عبارت آئی

خون ناحق کی گواہی کے لیے
نامۂ انگشت شہادت آئی

قد کشی کی جو دم حشر خرام
اک قیامت مین قیامت آئی

خامہ سان سر بھی ہوا لاکھہ قلم
ہر زبان پر نہ شکایت آئی

مصدری سے کاہے الیطا جائز
شاد اسکی ہے اجازت آئی

قسمت مین اگر اوڑنا نہین اشعار سے اپنا کام چلے
دنیا سے اوٹھون جب مہر صفت تا حشر جہان مین نام چلے

پیری مین عدم کو کوچ کیا کیا ہو کہ جوان ناکام چلے
مرقوت ہے موت کر آئی پر یا صبح چلے یا شام چلے

دلکو ہے سر ابرو و مژہ کچھہ غم نہین جان رہے نہ رہے
خنجر پہ مرے خنجر ہو رواں یا گردن و سر پہ حسام چلے

جو بول کہ ناحق کا ہے گلا گلگیر صفت ہو منہ کالا
جل جاوے یا رب شمع زبان جس سے نہ کیا کام چلے

اللہ رے ضعف اوڑائی ہی جو پر کا رکے پاؤن کی چال چلن
تا حشر رہے سر پہ کر دہین گو صورت چرخ مدام چلے

ہیچی ہے لگی شیشہ کیطرح لبریز ہے مانع عمر یہان
برپا ہو وہان بزم مے و نے ہے حکم کہ دور تمام چلے

بنوائی جو کوئی قبا ہے بدن کہو وہ خیال لباس کفن
میت کہ جنازہ پر دہیان کریے جو کوئی سوی حمام چلے

نسبت کہ خطوط کر جا تو یہان حساب کفن لکھوا آئی ہین
آئی ہین وہان شادی کی لیے پیغام پہ سو پیغام چلے

پہولے نہ سمائے لباس شرر مانند حباب ہے خلعت بدن
صد چاک ہوا سی ہو مثل کتان سر اپہن گل تر دوام چلے

وہ خشک شجر ہون بہار مین بھی نازیبت کبھی پہولے پہلے
شادا بی شاخ مراد سی ہم محروم سیے ناکام چلے

گم لاکھہ ہون خلق سی بعد فنا ای شاد وہ شہرہ عالم ہون
مشہور رہون عنقا کیطرح تا حشر جہان مین نام چلے

مجھہ نارکش کی تن مین جان اے اصنم کہان ہے
ناقوس پر نفیر کر اک مشت استخوان ہے

عاشق سے بے زری مین پیکار تہمان ہے
میری گرہ مین کیا ہے اک دل سو نیم جان ہے

گو ہون زندگی سے جینا بلائے جان ہے
مرنے کے نام سے پر خاطر مری نشان ہے

نبض و نفس برابر دن رات چل رہی ہین
ہر دم روانروی پر دم کا کارواں ہے

شیشہ سمجھ کر اسکو ترسا بچہ نہ توڑو
بیت المقدس دل اللہ کا مکان ہے

منعم سے مانگ کھانا تلوار کا ہے کہنا
سائل کا منہ نہین ہے اک زخم کا دہان ہے

دام و قفس سے چھٹ کر کس بہار سے چمن مین
برباد ہے نشیمن تاراج آشیان ہے

مرحوم شاد کہکر کہتے ہین مغفرت ہو
کیا خوب آدمی تھا قرآن درمیان ہے

۲۴

جو ناوک مزہ ہے اک تیر بے امان ہے
جھکی بھوون پہ قربان دو تانک کی کمان ہے

بوئے دہن چمن مین رنگ سمی کہان ہے
گندہ دہن ہے غنچہ سوسن سیہ زبان ہے

وحشت کی لی جو دل نے توڑین کی ہتھکڑی کو
پاس قدم جنون کا بیڑی کے درمیان ہے

روتی جہان ہے شبنم ہستی ہین کھل کھلاکر
کیا جانین ان گلون مین کیا شاخ زعفران ہے

صید زبون سمجھکر دیتے چھری نہین ہین
تیر نگہ سے لیکن خاطر مری نشان ہے

فرقت مین زندگانی چشم حباب کی ہے
اک پل مین دیکھتا ہون آنکھون سے دم روان ہے

وحشت پسند ہم ہین مجنون سے کم نہین شاد
صحرا ہے دل تو جنگل صاحب ہماری جان ہے

۹

۲۴

کعبہ نہ کعبہ کی خاطر نہ کربلا کے لیے
صنم کدہ مجھے جانے بھی دو خدا کے لیے

طبیب تم ہو غم و غصہ جو کہو کھائے
تباہ کیجیے دل بیمار کی غذا کے لیے

بڑھائیے طرف کعبہ بھی نہ پائی طلب
اٹھائیے نہ کبھی ہاتھ بھی دعا کے لیے

دو نیم تیغ نگہ سے کیا جو قاتل نے
دہان زخم کے لب کھل گئے ثنا کے لیے

حجاب اگر ہے سنون گا مین چھپکر آواز
چھپین جو ساز کے پردہ مین ہی صدا کے لیے

بتان کاکل خلخین چڑھائیے سر پر
بتا رہے ہین نگاہون ہی سے بلا کے لیے

چواہ نویس ہو سائل ملک یہ کہتا ہے
بہت ہے نیرنگی اک ٹکڑ گدا کے لیے

جراحتون پہ جو چھڑکو نمک وہ زخمی ہون
جہان مین لون نہ ڈھونڈھے ملے دوا کے لیے

۲۴۵
برنگ برق وہ حق سے ہے سرخروای شاد
جو روئے ابر صفت آل مصطفا کے لیے

پڑھو دعاے فتح میکشو خدا کے لیے
ہوا ے بادہ بڑھی حکم ہو گھٹا کے لیے

چھپاؤ چہرہ روشن مین آہ کرتا ہون
چراغ لوتہ دامن ذرا ہوا کے لیے

بہم ہین اسفل و اعلی نظر مین رازق کی
کہ استخوان ہین برابر سگ و ہما کے لیے

دکھاؤ چاند سا مکھڑا اوٹھاؤ منہ سے نقاب
بہت ہے آنکھ کا پردہ تمہین حیا کے لیے

بتون سے لڑکی ملین کس لیے کف افسوس
یہ ہاتھ پائی مبارک رہی حنا کے لیے

حباب موج برابر یہ مٹ کے کہتے ہین
وہ آشنا ہے جو دے جان آشنا کے لیے

جو ہتھ کڑی نے مجھ اہل جنون کی بیعت کی
تو بیڑیون نے قدم مجھ برہنہ پا کے لیے

۲۴۶
طلب جو حق سے کرون شاد وہ ملے فوراً
کیے ہین باب اجابت مری دعا کے لیے

یون شمع کے بھیس مین بسر کی
تلوون مین بھی لگی ہے سر کی

ہر دم تہ تیغ یون گذر کی
مر مر کے نصیر سے بسر کی

کیا خندہ گل مثال شبنم
زخمون کی ہنسی پہ چشم تر کی

زخمون مین مژہ کے جب رہا چور
کوڑی پہ کٹار کے نظر کی

مرحب کو جو دو کرے وہ تلوار
جبریل کی لے خبر سپر کی

زر جمع نہ کر مثال قارون
گٹھری ہے وبال سیم و زر کی

صدقے ہے جو لین وہ طائر دل
کیا اصل ہے ایک مشت پر کی

ہین سبد ہون پھیرے گلے پر
جلدی سے نکال کے کمر کی

۲۴۷
ثابت قدمی سے شمع سان شاد
مسعود ہے مہم عشق سر کی

ترے زخمی کا تیغی کا جگر ہے
دو پارہ سر سے تا ناف کمر ہے

نہین کچھ آدمیت علم پر ہے
پڑے ہے کتنا ہی طوطی جانور ہے

چبھے رگ رگ مین یہ خار مژہ ہین
جو تن پر رونگٹا ہے نیشتر ہے

جراحت مین بھی ہے اک لذت درد
جز خیم دل نہ دے کے چاک در ہے

تجھے مہوش کہون کیا اے شہ حسن
ترے داغی غلامون مین قمر ہے

مرے مژگان پہ ٹکڑے ہین جگر کے
لگا تا وہ کباب سیخ پر ہے

ہنسین کیا رہ کے اس ماتم سرا مین
نے و ناقوس جو ہے نوحہ گر ہے

بخیلون کی ہے دولت دشمن جان
خزینون کا خزانہ گنج زر ہے

بنی آدم ہے تو کر خاکساری
کہ پتلا خاک کا خیر البشر ہے

زیارت کے جو ہین مشتاق زہاد
مگر موئے نبی موئے کمر ہے

جو اہل زر ہے طوطا چشم ای شاد
وہ مثل مرغ زرین جانور ہے

۹ ۲۵۰

سرائے گور مین یون خانہ جہان سے چلے
کہ جس طرح کوئی اوس گھر مین اس مکان سے چلے

چڑہائی تیوری اونہون نے جبکہ ہم آہون پر
ادہر سے تیغ چلی تیر ادہر کمان سے چلے

قلم کیطرح قلم رہ زبان الٰہی ہو
کسیکا کام نہ دنیا مین جس زبان سے چلے

امان قیام سے دے گشتہ خرام کیا
روکے سپر کی طرح تیغ بے امان سے چلے

ہوئی نہ آب سے گو ہر جگہ سخن پہونچا
قلم کی طرح چلے ہی تو ہم زبان سے چلے

کنارہ کش نہ کیون روح بار میت سے
کہان سے چار کا بوجھ ایک ناتوان سے چلے

روش روش چمنستان مین مثل نکہت گل
نظر بچائے ہوئے چشم باغبان سے چلے

کمینہ جو نہ نگاہون کی پنجہ سے ترک
نکل کے جائین کہان کشتون کی مژگان سے

زمین پر نہ کوئی بیچ کر آسمان سے چلے

نے جوسوزن ساعت بھی ہم نحیف ونزار
دہین پہ آگئے سر پھر کہ جنس مکان سے چلے

محال ہے کہ جوانی ہو عود پیری مین
کمان مین تیر نہ پہرآئی عیب کمان سے چلے

مری یہ بھی وہی گردش رہی مقدر کی
سقوط نبض کی ہوتی ہے ہم جہان سے چلے

۲۵۱
بتاؤ گور غریبان ہے کسطرف اے شاد
مکان پوچھتے میرا وہ اس نشان سے چلے
۸

کب کوہکن اپنے ہم عمل ہے
اک سنگ تراش متبذل ہے

پامال خرام ہو رہا ہون
سر پر مرے کہیلتی اجل ہے

گردش مین رہون نہیون شب و روز
پگڑی مہ و مہر سے بدل ہے

ہے وحشت کوہکن کی سرچوٹ
خسرو کے دماغ مین خلل ہے

غم خانۂ قبر کا نہ لو نام
اس بات کا کون سا محل ہے

ہم صورت قول و فعل خامہ
عالم ہے وہی جو با عمل ہے

بے نیش نہین ہے نوش پیدا
زنبور جہان وہان عسل ہے

۲۵۲
بے شل جو کعبہ سان ہے اے شاد
وہ بیت مقدس غزل ہے
۹

روح قالب مین سمائی تو بلا بھی آئی
گھر بنایا جو کمہاری نے قضا بھی آئی

نیند آنکھون مین شب ہجر ذرا بھی آئی
چونک اوٹھے ہم جو دبے پاؤن ہوا بھی آئی

وہ بھی آواز دی جو رشتۂ تارک ٹوٹے
میری تقدیر جو پھوٹی نہ صدا بھی آئی

سر چڑہا کر جو گرایا نہ اوٹھایا اوسنے
پاؤن پڑنے کو اوٹھنگ زلف رسا بھی آئی

پاؤن پڑ پڑ کے پھپھولون نے قدم بوسی کی
ہاتہ بڑہنے کو مرے ہاتہ حنا بھی آئی

مرض عشق مین ہے ضعف نگہ گیر ایسا
رہ گئی سنہ مین بھون تک جو دوا بھی آئی

شرم سے گئے ہین سایہ نہ اٹھایا کیسا
پانی پانی وہ ہوا گل جو حیا بھی آئی

اثر ضعف اسمیں کہتے ہین مرے کانون مین ٹہبکی لیتے ہوے طبلہ کی صدا بہی آئی

۲۵۳

عیش کیا دیگا کسیکو فلک پیر اے شاد
دینے کے نام اسے دنیا نہ دعا بہی آئی

ہوا واقف نہ گلشن مین جو کوئی سنورِ بلبل سے
چرا ہند انجمن مین پہوٹ نکلی شمع کی گل سے
زیادہ پنجۂ مژگان شتر کینہ ہی کا کل سے
بچانا حیدر کرار اس موذی کی چنگل سے
جنازہ دہوم سے عاشق کا اوٹہا ہی جلوس دیکہو
برات آتی ہی دولہہ کی بڑی جاہ و تجمل سے
مین وہ مایوس ہون اپنی غریبی پر جو روتا ہون
ٹپکتی ہی بکبیسی ہی اشک حسرت کی تسلسل سے
بلائی جان بخیلون کی لیے انجام دولت نے
وبال دوش قارون زر ہوا آخر تمول سے
وہ سودائی مژگان ہون جہان وحشت کی لیتا ہون
اوجہہ پڑتی ہین خار دشت مجہہ وحشی کی فرغل سے
بٹہایا ئی طلب کو توڑ کی دست توکل سے
دل بیمار زر دے کی نیاز اپنی تفضل سے

۲۵۴

اسیر انہ کہون اے شاد کدر ہی ہم فقیرون کی
قناعت ہی تو نگہبان غنی جنس توکل سے

سایہ کرے جو سر پر کٹتا شجر وہی ہے
باغ جہان مین سچ ہے نیکی کا پہل مہی ہے
تعریف چشم جانان تحریر ہو رہی ہے
کاغذ سے تا و کہا تا بادام کاغذی ہے
انسان نہین وہ جو ہی انسانیت سے خالی
مردم گیاہ کی صورت کہنے کو آدمی ہے
اس گلشن جہان مین مانند نکہت گل
جو دم ہی واپسین ہے ہر دم رواروی ہے
تربت پہ مجہہ گدا کے ہین دو ہی مجاور
اک حسرت دلی ہے اور ایک بیکسی ہے
مٹی کی مورتون کو توڑو نہ بت سمجہ کر
پتلا کمہار کا ہے تصویر جو گلی ہے

۲۵۵

مطلع تو جو ہی وہ ہے بے عیب شاد موزون
بیتون مین اس غزل کے ابہا مگر جلی ہے

ہو خیریت مرے قاصد کی جان مضطر کی
خبر سنی ہی کبوتا ورتی ہوئی کبوتر کی

یہ شور کرتی ہے ہر موج دیدۂ تر کی
کہ میری دھار پہ ہے آبرو سمندر کی

دماغ مین جو سمائی ہے بوئے گل تری کی
اوڑا رہی ہے صبا بلبلون سے بے پر کی

محال ہے جو خط شوق نامہ بر دیکھے
کلاہ باز ہے ٹوپی مکھی کبوتر کی

شمال و خز رزیہ نہین کسیکو حرام
حلال ہے زن دنیا ہزار شوہر کی

عزیز دولت عقبے ہے مال دنیا سے
سوا ہی زر سے محبت ہمین ابا ذر کی

ہنر عزیز ہو کیا ہم شکستہ بالون کا
یہ بعل وہ ہے جو گدڑی مین ہو کبوتر کی

۲۵۶

سیاہ کارہ ہون ابر سے سوا اے شاد
کہ چھیٹ یہی نہین بدلی مین دامن تر کی

۱۱

زیب خط سبزہ زار کیسی ہے
رُت خزان مین بہار کیسی ہے

ڈر عذاب لحد کا کیا ہمکو
تنگیٔ دل فشار کیسی ہے

عشق مژگان مین ہنسنے کاٹون سے
سوزنی جسم زار کیسی ہے

چشمک برق ہے کرشمۂ عمر
زندگانی شرار کی سی ہے

کسکے مائل ہوئی خلش پہ مژہ
کچھ کھٹک دل مین خار کی سی ہے

حسرت آباد ہے دل ویران
بستی اوجڑی دیار کی سی ہے

سوزش غم سے آہ آتشبار
پہلجھڑی اک انار کی سی ہے

مے کشو اون نشیلی آنکھون مین
کیفیت اک خمار کی سی ہے

صورت اپنے دل مکدر کی
شیشۂ پر غبار کی سی ہے

اے خوشا لطف بزم اہل قبور
صحبت اک یار غار کی سی ہے

۲۵۷

شکل بے ریش شیخ کی اے شاد
مشتہر بے مہار کی سی ہے

۸

آب پیکان چاہیے تشنہ دہانی کے لیے
زخم منہ کھولے ہین قاتل بوند پانی کی لیے

ہم کہن سالون کے اوپر تا کجا جور و جفا
رحم کر اے نوجوان اپنی جوانی کے لیے

عشق انسان مین خدا ہی شک سی خالی نہین
گم کیا سایہ بنی کا بدگمانی کے لیے

خون ناحق جب مراد دست نگارین سے کیا
پاؤن شوخی حنا نے یار جانی کے لیے

پیری و صد عیب ہی مرد سخن کیواسطے
آفتین لاکھون ہین اک برگ خزانی کے لیے

آئنہ ہی دیکھیہ حال رہ رو ملک عدم
نقش پا سب چھوڑ جاتی ہین نشانی کے لیے

ہم وہ پر بند ازل ہین جانتے یہ بھی نہین
کھولتے کیونکر ہین بازو پرفشانی کے لیے

۲۵۸

کیا غم خانہ بدوش عالم فانی ہے شاد
گھر بنائین ہم یہان کس زندگانی کے لیے

۷

خجل جس سے گوسالۂ سامری ہے
وہ چشم غزالی مین افسون گری ہے

گران اوس حسین کو مری دلبری ہے
کہ یوسف کو تکلیف پیغمبری ہے

زہے خوش صفاتی خجے حسن ذاتی
فرشتہ کی خصلت ہی صورت پری ہے

اثر کیا کرے بے اثر آہ و نالہ
یہ تیر ہوائی ہے وہ سرسری ہے

یہ رونے سے ہے عالم آب عالم
گل نیلوفر چرخ نیلوفری ہے

تہی دست ہون پر نہین تنگدستی
فقیر غنی دل ہون گو بی زری ہے

۲۵۹

سری بوجھ مین شاد نادر سے ابتو
سوا پادشہ جنگ کی نادری ہے

۸

سوئی مین دُر نہ چہرہ آبلون مین چار آئے
مژہ پہ اشک نظر طفل نے سوار آئے

جو ڈھونڈھتے ہوئے تکیون مین گم سوار آئے
سب اہل قبر نظر اونکو یار غار آئے

جو میکشون کو سزا جرم میکشی کی ملی
تو بار تہ پاؤن مرے توڑنے خمار آئے

غذا ی گوشہ نشینان ہی رزق بیمنت
کہ اور ڈھونڈھ کے جال مین مکڑی کی خود شکار آئے

یہ اوسکی کشتون کا تانتا لگا ہی تکیون مین
دس اس طرف سے گئی اوسطرف سے چار آئے

شریک یار دلی بھی نہو صعوبت مین
لگی جو چوٹ نکل سنگ سے شرار آئے

جنازہ چار کے کاندھے ہی پہونچ گئی تا گور
پنس کی ڈاک مین غربت زدہ سوار آئے

۲۶۰ ۱۰

ترا ہی شاد جنم مین نے جلے جو عمل
نہ آنچ ابر کرم او سیہ زنہار آئے

یہ حق پسند آدم خاکی کا نور ہے
محبوب کبریا ہے پری ہے نہ حور ہے

بغض و حسد کا دہر مین ایسا دفور ہے
روٹی بھی گر پکائیے جلتا تنور ہے

جو کچھ ہے حسن و عشق کی باعث فتور ہے
اونکا قصور ہے نہ ہمارا قصور ہے

شور اذان جو شور قیامت ہی ہجر مین
ناقوس پھونکنا بھی مجھی نفخ صور ہے

اے آسمان جو خاک کیا ہی بنا کی قبر
مٹی مری ٹھکانے لگانا ضرور ہے

سلطان گدا ہی چتر زری پر نہ ناز کر
سایہ ہما کا سایۂ بال طیور ہے

چل کر زمین پہ دیکھیہ تو عبرت کی آنکھ سے
پامال ہر قدم پہ سر مہ غرور ہے

اے تیر آہ توڑ کر اسکو نکل تو جا
سمجھے ہوے فلک بہت اونچے کو دور ہے

انگارے سرد داغ جگر کے ہین روبرو
دل کی جلن کے سامنے ٹھنڈا تنور ہے

۲۶۱ ۸

فرہاد و قیس کو جو مری ہمسری ہے شاد
اسکو خلل دماغ ہے وہ بے شعور ہے

زر سے گل سیب پر گہر سے بھرے
کون محروم تیرے در سے پھرے

نہ دکھائی دیے وہ دلاغر ہین
سب کی آنکھون تلے نظر سی پھرے

کیا کریمی کا اوسکے ذکر کرون
کل بھی خالی جہان نہ زر سی پھرے

وہ جہان گرد ہین زمانہ مین
روز و شب مہر سے قمر سے پھرے

گل سے نازک دماغ رکھتے ہین
بلبلو شہر نہ شتر و شیر سی پھرے

ہون وہ برگشتہ بخت اگر کہین چون
سانس اولٹی دل و جگر سے پھرے

پوچھیے کس سے رہ روون کی خبر
ہو وطن بھی نہ اس سفر سے پھرے

۲۶۲
مانگ کا ذکر جب کیا اے شاد
نیمچہ کھینچکر کمر سے پھرے
۹

جنون مین کوئی نہین بے نظیر تو سر سے ہے
جو مدعا ہے بیان کو ہمارے تکرار ہے

رسول ہی کوئی قاصد ترا پیمبر ہے
پیام وحی فرشتہ ہے جو کبوتر ہے

حسین نجم سی مہ سے مہر انور ہے
خدا نے خلق کیا اک سی ایک بہتر ہے

مدام ابر کرم آئے جسکی چھینٹون مین
مراد مے سے شراب ور دامن تر ہے

دل و جگر کو سنبھالی مین نامرادی و یاس
چھپوتی حسرت و ارمان کی پھانس نشتر ہے

کجی سے حسن بھی خالی نہین حسینون کا
خم ابروون مین ہی پیچ زلف دلبر ہے

ترتپ ہین ہوسین دل کی ہین نکلنے کو
وہ سد رہ ہے جو اور ترا گلے مین خنجر ہے

زبان خال سے کہتا ہے آئینہ ہر دم
کہ جسکا آئینہ دل ہے وہی سکندر ہے

۲۶۳
نصیب سیکڑون بگڑے بنے پر اپنا شاد
کبھی بنا نہ وہ بیوٹا ہوا مقدر ہے
۸

بجا عاشق ترا ای شعلہ رو ورنہ آتا ہے
حضور شمع بے پروا نکی پروانہ آتا ہے

مدام اس سے خیال نرگس مستانہ آتا ہے
بر نگ چشم ساقی دور مین پیمانہ آتا ہے

جگر پانی ہوا شاید جو اپنے تار پر آنسو
خبر دینے کو بیتابی سے بیتابانہ آتا ہے

بگولے طرق گردن باون کی زنجیر ہوتی ہین
خیال زلف مین جب سامنے ویرانہ آتا ہے

وہ خاطر نیند کے ماتے لحد کو سونی پاتی ہین
کہ خواب آنکھون مین جنکی بے سنی فسانہ آتا ہے

اقارب ہو کے جو بیگانہ ہے وہی کام اپنی جو بیگانہ آتا ہے
کرے ذرے کو مہر خلق از رحمت جو باران ہے
کہ سر اوج فلک سے ہیکلے آب و طراوت ہے

بشر خلق کو کر اسجدہ شکرانہ آتا ہے

جوانی جاتی ہے خط رخِ جانانہ آتا ہے
ہر گھڑی پیارا ہماری کایہ پروانہ آتا ہے

حیا کہتی ہے یہ جب سایہ بے باکانہ آتا ہے
چھپو ہمزاد سے اپنے ہو مردانہ آتا ہے

ہین وہ ہون بخت جان کا کل غم سامنے جسکے
نکالے دانت ہر آرہ مثال شانہ آتا ہے

وطن سے چھٹ کر کیون تڑپ نہ انسان بے تابانہ آتا ہے
در سلطان جو آتا ہی وہ بے تابانہ آتا ہے

کہان ہین مہمان دو ہر یون جاتی ہین در گانہ
مکان ہین اپنے جیسے کوئی صاحب خانہ آتا ہی

بجز اسکے کوئی نہین کرتا ہے میرا ہی
نفس بھی ساتھ مرنے پر کہین جانانہ آتا ہی

ازل سے جلوہ معشوق پر عاشق تصدق ہے
جہان پر شمع روشن ہو وہان پروانہ آتا ہے

(۲۶۵)

خان شاد سے واقف نہین اتنا تو واقف ہین
کسیکے دہن مین سر و بنتا تو اک دیوانہ آتا ہے

(۱۱)

نوشبو کی عطا گل کو جب اس سرخ نے زر بھی
منہ پھیر کے غنچہ نے کہا کچھ تو اور ہر بھی

وہ مرغ گرفتہ ہون کہ باندھے گئے بازو
پرواز کے قابل نہوے تھے ابھی پر بھی

اک گرد پریدہ ہی سے برباد نہین ہین
پامال ہین یون نقش قدم خاک بسر بھی

رونے مین نہ کیون چشم سے خون ناب لگے بہنے
دل ہے نہین پانی ہے یہ خون جگر بھی

وہ نخل بریدہ ہون مین کیسی ہی بہار آئی
جز تیغ کے پہل کے نہ نکلی کوئی ثمر بھی

اک حامہ ہے دل چاک نہین غم مین ہمارے
روتا ہے سدا پھوٹ کے ہر کاغذ تر بھی

جیتے ہین تو کٹ جاوی گی تا صبح قیامت
آخر شب ہجران کی کبھی ہو گی سحر بھی

دمساز ہین سب یار جہان جیتے ہی جی تک
برسون کوئی ہوتا نہین مرنے پہ خبر بھی

اک گل ہی نہین شاخ سمن انگشت بدندان
ملتا کف افسوس ہے ہر برگ شجر بھی

قاصد کو بھی عقدہ نہ کھلا موی میان کا
دکھلائی کبوتر نے کمر کر کے کمر بھی

(۲۶۶)

ای شاد خدا جانے تو وہ رام صنم ہو
نالون مین ہے تاثیر ہے آہون مین اثر بھی

(۵)

آج صیاد ستم پیشہ نے کیا گل کترے
دور لیجا کے چمن سے پر بلبل کترے

سر پھرا ہون جو ہون تید تعلق سے رہا
بیڑیان پاؤن کی کاٹی جو وہ کاکل کترے

دختر رز کے وہ فقرے ہین عجب کیا اسکا
شیخ کی ریش کو ناچہ چوہے مل کترے

شوخ چشمون کے لیے جیب کتر کیا
آنکھ ملتے ہی چرا لیتے ہین یہ دل گل کترے

۲۶۷ ۱۰

ہین وہ ہون طائر وحشی کہ جو ہے محکو شاد
خوب بازو کو کسے پر جو نہ بالکل کترے

ہیر ہون داغ جوانی چاہیے
عمر رفتہ کی نشانی چاہیے

سخت جانی خضر ثانی چاہیے
مر رہین گے زندگانی چاہیے

لخت دل اشک رواں کے ساتھ ہو
کاروان ہین کاروانی چاہیے

المدد اے زور پرواز المدد
تا گلستان پرفشانی چاہیے

تشنۂ مژگان ہون اے ابر کرم
تیر باران کر کہ پانی چاہیے

ہر رگ و پے مین لہو دوڑا تو کیا
اشک خونی کی روانی چاہیے

مر گیا ہون ضعف رخسار پر
قبر پر قرآن خوانی چاہیے

درد سا اوٹھ کر گرون مانند اشک
ضعف یہ اے ناتوانی چاہیے

نامرادون کی اکیلی گور ہے
یاس و حسرت پاسبانی چاہیے

۲۶۸ ۹

شام سے تا صبح پیری اپنی شاد
گل ہو شمع نوجوانی چاہیے

پانی پانی دل ہے جسکی طوفان محن رقت ہے
قطرہ قطرہ اشک ندامت دریا دریا رحمت ہے

سادہ رخون کا طالب حیرت آئینہ کی صورت ہے
سامنے ہین جب تک ہے سب کچہ نہ دیکھی کی محبت ہے

گور کنون کی حاجت ہے غسالون کی نہ ضرورت ہے
غسل کی خاطر اشک ندامت دفن کو خاک ندامت ہے

خلق ہوئی غمگین خوشی مین میں کہ سبک سی ہے
شاد کوئی ناشاد کوئی ہے اپنی اپنی قسمت ہے

کالا پانی تا پہنچے جانے ہو کی اسیر دام بلا
شانی زلف سو دل جو لگائی اسی کی شامت ہے

باغ جہان مین گل کی طرح ہر جامہ سے باہر تازہ ہے
مشت زر پھولوں کو نہ کہو نکہت غنچہ گل تو دولت ہے

تکلے سے تکلے ہے مگر تصویر صنم ہر نکتہ مین
دل قرآن سے پارہ ہے ہر پارہ مین صورت ہے

کعبہ سے اوٹھا جو کہ چلا یار طرف میخانہ کو
بادہ کشون پر رحم کیا اے ابر کرم صد رحمت ہے

۲۶۹ ۱۰

حرف روی بدلی نہ اگر یون شاد وہ کچھ نقصان نہین
جائز ہے ہر تاء مصادر ایطا کی یہ صورت ہے

جو اوسکے ساتھ ہی وارفتہ نگاہ چلے
الگ تھلگ صفت سایہ سیاہ راہ چلے

سیاہ کار جو شرمندۂ گناہ چلے
جھکائے سر صفت کلک روسیاہ چلے

زیادہ رہ کے بدو نیک دہر تم جانو
بری بھلی خضر اپنی تو ہم نباہ چلے

نبی کے حکم سے جس طرح آفتاب پھرا
ہمارے کہنے مین یارب وہ مشک ماہ چلے

وہ ہاتھ دے کہ جو پیارے نہ مضمون کے حضور
وہ پاؤن دے جو تری راہ مین الٰہی چلے

نہ پوچھو حال مرا سبزہ زار عالم مین
وہ کشت ہون کہ جسے نوچتی سیاہ چلے

ہوے وہ جامہ سے باہر ہی تو طاقت سے
مثال روح بجائے ہوے نگاہ چلے

کہلین گے حشر کی دن عیب چشم پوشون کے
کہ ساتھ مردم دیدہ سے دو گواہ چلے

قضا یہ کہتی ہے جو طول زندگی چاہے
خضر کی طرح سلامت روی کی راہ چلے

۲۷ ۷

وصی کی بات نہ کیون مانتے نبی اے شاد
کہ ہر وزیر کے کہنے مین بادشاہ چلے

گلی پری جو دورا ہی کی ایک راہ چلے
صنم کدہ سے پھرے کعبہ الٰہی چلے

جو معرکہ ہو ترے رنگ زعفرانی کا
دبا کے دانت تلے کر کے منہ سیاہ چلے

مسودگی اجل نے جو بند آنکھین کین
چلے جو قبر مین سمجھے کہ نور گاہ چلے

حلال کیجیے تو وہ بنا سیے چمکو
بھوؤن کی تیغ نہ چلے ناوک نگاہ چلے

کہلایہ دیکھہ کے موج رواں وریگ روان
یہان جو آئے وہ بھالت تباہ چلے
مقصد نہ کیون ہون گناہون کی شاہدی کے لیے
کہ ساتہ کاتب اعمال دو گواہ چلے

۲۷۶
۶
بتون کی جنبش مژگان سے الامان اے شاہ
صفین بچھین یہ جدہر تیغ بے پناہ چلے

دیوانہ کا کل ہون بلا بہی نہین اتی
مرتا ہون مین مرنے پہ قضا بہی نہین اتی
سمجھے تہے کہ ہر گل باغ محبت
سونگھا تو کہین بو وفا بہی نہین اتی
کیا نالۂ دل ضعف ہے ایسا کہ دہن سے
ہوتہون پہ مرے آہ رسا بہی نہین اتی
جز ذکر صنم تذکرۂ غیر تو کیسا
بہولے سے کبہی یاد خدا بہی نہین اتی
کیا دیگا دیت وہ کہ مرے خون کا مخبر
ہاتہون مین کبہی لیکے حنا بہی نہین اتی

۲۷۲
۷
آواز دی اے شاہ شکستہ ہو جو شیشہ
ٹوٹے دل نازک تو صدا بہی نہین اتی

عالم روح مین حورون کی ہوا مین نے کی
خلق مین حسن پرستی کی بنا مین نے کی
الفت کعبہ ابرو مین قضاے عمری
ایک سجدہ مین تہ تیغ ادا مین نے کی
ہون وہ غم دوست کہ رحمت سے تغزی رہا
مر گیا درد جگر کی نہ دوا مین نے کی
حسن قامت جو بکارا مین قیامت لایا
زلف چلائی کہ نازل یہ بلا مین نے کی
وہ ہوا رمان ہون نہ اک دل کی تمنا نکلی
آرزو جمع مقدر سے سوا مین نے کی
کشت کارون نے وہین نیچ کی بہیکا بجکو
ہون وہ سبزہ کہ جہان نشو و نما مین نے کی

۲۷۱
۸
کیون نہ اوس دشمن ایمان کو دعا دون اے شاہ
وہ تو چہوڑے نہ بدی جہوڑ دون کیا مین نیکی

جگر باد زن محمل دل جرس ہے
دم سرد ہمدم فغان ہمنفس ہے
صنم سنگدل مین تو ہون نا امید اب
خدا ہم غریبون کا فریاد رس ہے

پہونچ جائینگے ہمراہان آگے پیچھے
ہر اک سبحہ دانہ روان پیش و پس ہے

اجل ہم اسیرون کی ہے بدمزاجی
کسے دام دارو دماغ قفس ہے

یہین کیا جنون تنکے چنوا رہا ہے
دبائے ہوئے کہر باہنہ مین خس ہے

بیابان نوردی گریبان شگافی
یہی پائے مردی یہی دست رس ہے

بلا مین پھنساتی ہے دنیا کی لغت
گرفتار ے شہد دام مگس ہے

۲۷۴ توکل کردن شاد کسکے بھروسے
نہ دل بے تمنا نہ جان بے ہوس ہے ۹

ہیرا بھی زہر کھا لی وہ دانتون مین تاب ہے
موتی کا دانہ مثل تگرگ آب آب ہے

بحر جہان مین دم صفت نقش آب ہے
موجین نہ کر کہ عالم ہستی حباب ہے

رخصت ہوا شباب حسینون کی حسن کا
پازیب بج رہی ہے صدا پا تراب ہے

وہ صید ہین کہ عید کی قربانیون مین ہین
ہمکو حلال جو کرے اوسکو ثواب ہے

کر غور دیکھ دیدۂ عبرت سے اے کلال
مٹی مین خم کے خاک فلاطون تاب ہے

سنعر بساط خواب سے تعبیر کر اسے
بے اعتبار مسند مخمل کا خواب ہے

نازک مزاج عد کی ہین اے منکر و نکیر
کسکو یہان دماغ سوال و جواب ہے

کیون میکشون کو دیکھ کے زاہد نہ خشک ہون
تر دامنی سے ابر کرم آب آب ہے

۲۷۵ پیری کی صبح شام ہوئی شاد چونکیے
دن ڈھل چکا ہے ڈوبنے پر آفتاب ہے ۱۲

رگ بال و پر پیشتر ہو گئی
مجھے نسبت سینچر ہو گئی

وہ قامت قیامت اثر ہو گئی
کہ دنیا ادھر کی ادھر ہو گئی

لڑکپن جوانی ضعیفی ہوئی
ڈھلا دن شب آئی سحر ہو گئی

خوشی بھی مری غم سے خالی نہین
جراحت ہنسی چشم تر ہو گئی

بنا تار برقی ہے اشکوں کا تار
جو کچھ دل پہ گذرا خبر ہو گئی

رگِ ہر برگ گل کے کہنے کا ثابت کیا
کمر قو نہ تھی پر کمر ہو گئی

بری دو سے گذری تو کچھ غم نہین
مرے سو سے اچھی بسر ہو گئی

سمجھکر سرانجام بزم طرب
جو شہنا بجی نوحہ گر ہو گئی

چلی سیکشون پر جو تیغ عذاب
مری توبہ سے سپر ہو گئی

جو مر کر چھٹے بھی تو برباد ہین
ہوا دشمن بال و پر ہو گئی

کرم کر بس اب اے سحاب کرم
کہ تر دامنی تر بتر ہو گئی

کٹی یون شب ہجر اپنی تو شاد
سحر ہوتے ہوتے سحر ہو گئی

اوٹھائین گے ستم ظلم و جفائے یار دیکھین گے
دکھائیگا ہمین جو کچھ خدا ناچار دیکھین گے

خجل کر کبک کو چلکر اڑا بلبل کو باتون مین
تری رفتار دیکھین گے تری گفتار دیکھین گے

چھپا کر ہمسے غیرون کو جو تم گھر مین بلاتے ہو
ہوئی وحشت تو اک دن کو در و دیوار دیکھین گے

کرینگے عید ہم میکش شکست توبۂ مے کی
مہ شوال کی جا جام مینا کار دیکھین گے

پئے تسکین خاطر ہاتھ رکھین گے کلیجہ پر
مسیحا ہین تو یون نبض دل بیمار دیکھین گے

ملا کر روے صاف اپنا وہ دم دیکھین گے تیغ مین
اسی دم سی ہم اونکا چاند سا رخسار دیکھین گے

نظر مین نوح کا طوفان ہی آمادہ ہو رونے پر
سمندر موج زن اے چشم دریا یار دیکھین گے

مرے پر بھی اگر اے شاد شوق دید بازی ہی
کھلی آنکھین تو یونہین ہم مال کار دیکھین گے

اک برہمن ہی نہین دست نگر رہتا ہی
اے صنم تجھ سے جہان طالب رہتا ہے

ہین وہ غم دوست کہ فرقت مین کیا جسکو
چھوڑ جاتا ہے جو دل درد جگر رہتا ہے

بڑھ گئی سنگدلی یہ ہے کہ دریا ہو کر
دیکھتا خشک لبی دیدۂ تر رہتا ہے

عشق جو شمشیر نگہ پر ہون تری مثل قلم
ید بیضا کی طرح ہاتھ پہ سر رہتا ہے

دل کا چھالا نہ کہین پھوٹ بہو چشم کی راہ
خون ٹپکے کا لگا شام و سحر رہتا ہے

ہون وہ میخوار جو اوگتا ہی مری مئی سے
جوش مستی سے ٹپکتا وہ شجر رہتا ہے

۲۷۸ — شاد ناشاد سے واقف نہین پر راتون کو — ۱۲
اک ادھر نوحہ کنان کا تو گذر رہتا ہے

یہ دست نخس جنون جب سے پیرہن کو لگے
جو پھوس سڑا بھی ہو باقی مری کفن کو لگے

پہنیے جامہ وہ اچھا کہ سب کے من کو لگے
غذا وہ کھایئے جو اپنے تن بدن کو لگے

بہت مباحث دندان سے اوسکی ہمسر ہے
نسیم ہان کوئی سیلی گل سمن کو لگے

جو بد کہے مئے گلرنگ کو تو ای واعظ
زبان شعلہ کا لوکا تری دہن کو لگے

بغور دیکھتے مرہم ہین زخم خندان کو
نظر کہین نہ مری دست تیغ زن کو لگے

بہار مین جو کبھی آگیا خزان کا خیال
نگاہ یاس سے ہم دیکھتے چمن کو لگے

بلائے زلف مین جیسے پھنسے ہین ہم ہمراز
یونہین ہماری بلا زلف پرشکن کو لگے

نگاہ اہل زمین پر ہے چشم بد بین کی
نظر کہین نہ فلک کی اس انجمن کو لگے

کرونہ بید ہنی پر یہ کفر کی باتین
بتو برا نہ کہین رب ذوالمنن کو لگے

مئے گاڑھی ہی کسی کی لحد جو کھودیگا
کہلا یہ قبر مین رسکے جو گور کن کو لگے

ہوا جو خاک کا پیوند بھی ہین دیوانہ
کفن کسوٹ ہین نو چیز کفن کو لگے

۲۷۹ — تلک تو کالے کو دنیا یہ گبر ہے اے شاد — ۱۰
کہین کلنک کا ٹیکا نہ برہمن کو لگے

کسیکا پردہ عزت جنون کتان نکرے
خدا برہنہ کرے ننگ خاندان نکرے

پہنکے خلعت زر منعم نہو مغرور
زمین کا کہین پیوند آسمان نکرے

جہان مین سنگدلون کا کوئی غلام نہو
کسی بشر کو خدا بندہ بیان نکرے

دہن وہ گنگ ہو یارب کرے جو بدگوئی
وہ لال ہو سخن نیک جو زبان نہ کرے

نہ منع کر مجھے نالہ کشی سے شہنا دیکھ
جگر مین چید ہو جسکے وہ کیون فغان نہ کرے

بشر کو چاہیے اخفای راز صورت گوش
سنے تو سب کی پر اپنی ذرا بیان نہ کرے

یہ تمکنت ہے خدایا وہ ہر دباری دے
جو بحکو خاطر احباب پر گران نہ کرے

پل صراط دم تیغ بھی جو ہے تو کیا
نکل چلین گے جو وہ ترک امتحان نہ کرے

کرے دو نیم کمر کا لگا کے پورا ہاتہ
ستم ہے نیم نگہہ سوے نیم جان نہ کرے

۲۸۰
گرے جو اوسکی گلی مین مرا غبار ای شاد
یہی دعا ہے کہ صرصر روان دوان نہ کرے
۹

گوش کر منقلب زمانہ ہے
آج کا ذکر کل فسانہ ہے

آدم آیا ہا سرانہ ہے
کاروان کا روان روانہ ہے

ہین وہ مرغ اجل گرفتہ ہون
چنگل باز آشیانہ ہے

قتل کرتا ہے قاتل عالم
ملک الموت کا بہانہ ہے

پئے دانا ہے آب تیغ روان
بہر نادان گہر کا دانہ ہے

ناز و انداز تو سن جان کو
تازیانے پہ تازیانہ ہے

جو پہنسا اسمین پھر نہ وہ چھوٹا
زلف بھی کالا جیلخانہ ہے

وصل تہا وہ بھی اک زمانہ تھا
ہجر ہے یہ بھی اک زمانہ ہے

۲۸۱
کیون نہ پر درد ہو کلام اے شاد
کہ ترا رنگ عاشقانہ ہے
۹

ہوئی ہے شام شب وصل ڈراہی سی ہے
سحر ہے دور پر اپنی سحر ابھی سی ہے

یہ نازکی ہے کہ دل مین کیا ہی قصد خرام
چلے نہین ہین لچکتی کمر ابھی سی ہے

وہ مے پرست ہین ہم کیا ہماری توبہ کیا
گمان ابر ہے بدلی نظر ابھی سے ہے

وہ مرغ ہون کہ ہنوز اک کلی نہین پہوٹی
کہ نوچتا مرے صیاد پر ابھی سے ہے

ہے ابتدا ہی حسینون سے دل لگانے کی
کہ جان کا متصور ضرر ابھی سے ہے

وہ کشتنی ہون سبکدوش دیکھیے کب ہون
وبال جان مری گردن پہ سر ابھی سے ہے

ہنوز آنکھ سے نکلے نہین ہین گوہر اشک
صدف کی طرح مرا شق جگر ابھی سے ہے

ہوا نہین ہون مین پامال بیکسی پہ مری
ہر ایک آبلہ کی چشم تر ابھی سے ہے

۲۸۲

سفر جہان سے کیا تک نہین ہنوز اے شاہ
کہ دشمنون نے اوڑائی خبر ابھی سے ہے

۸

آپ کو دیکھا نہ جز تیرے خدایا چاہیے
جس مین خود بینی نہو وہ چشم بینا چاہیے

اے فلک ہم آرزومند اور کچھ طالب نہین
جان بے حرص وہوا دل بے تمنا چاہیے

آدم خاکی کو لازم ہے نہ بھولے اصل کو
دیکھنا مٹی کی پتلی کا تماشا چاہیے

جام مے دو اے کلالو ہم فقیرون کے لیے
خیر میخانہ کی نذر شاہ مینا چاہیے

تو وہ یوسف ہے نئے سر سے جو تو چاہے ابھی
زال دنیا ہو جوان مثل زلیخا چاہیے

بیقراری کا مزہ ہے در غلطان کی طرح
جاے ہر اعضا دل مضطر سراپا چاہیے

موت کا جو دن معین ہے وہ ٹلنے کا نہین
وعدہ پورا ہو مرا امروز فردا چاہیے

۲۸۳

دو مین سے اک کام کر کیا پوچھتا ہے ہے شاہ
فکر دنیا چاہیے یا خوف عقبا چاہیے

۹

ناخون کی ہے خلش خاک مین تا سورون کی
کیا چڑھے بیل منڈھے زخم کے انگورون کی

بے خلش رزق مقدر ہی نہین دنیا مین
نوش کی نیش زنی ساتھ ہے زنبورون کی

گرد بادون کی یہی خاک سے آتی ہے صدا
سرکشی مرکے بھی طینت مین ہے مغرورون کی

دور کر ڈھول سہانے ہین بجا کہتے ہین
واعظو دف نہ ہین خوشخبری حورون کی

تو ہے غفار کرم بندۂ عاجز محتاج
معذرت پر نظر رحم ہو معذورون کی

محتسب طرف گلی کو نظر کم سے نہ کیجہ
دل مرا جی ہے تو جام آنکھ ہو مخمور دن کی

عمل نیک مدد ہون تو ہو جنت مین مکان
گھر بنانے کو مدد چاہیے مزدورون کی

حشر کے روز وفا وعدۂ دیدار کیا
شکر صد شکر حضوری ہوئی مجھ دون کی

۲۸۴
شعلۂ شمع ہے کیا دہن جاتان ای شاد
آگ ٹھنڈی ہے مرے سامنے تتورون کی
۱۱

عشق مژگان مین یہ حلاوت ہے
دھار میٹھی چھری کی شربت ہے

باندھئے خلعت شہادت ہے
تیغ قاتل کا دم غنیمت ہے

کوئی سر پیٹتا ہے مثل دہل
کہین شادی کی بجتی نوبت ہے

جسکو کہتے حدیث و قرآن ہین
گفتگو سے تری عبارت ہے

زندگی ہے وبال مردہ دلی
سخت جانی بھی اک مصیبت ہے

شکل دیکھی نہین کسی نے مگر
آئنہ آشنائے صورت ہے

سنہرہ در مرثیے زمانے کے
بے نشان نامیون کی تربت ہے

مردہ دل کیا بڑھائین دست طلب
ہاتھ کھینچے ہر اہل تربت ہے

گوئے مارے جو ہاتھ آجائے
دم کی مہلت سمجھ غنیمت ہے

منزل جم ہے جائے فاعتبروا
طاق کسرا محل عبرت ہے

۲۸۵
شیرواریہ ہے شاد نسرین
مان کے پاؤن کے نیچے جنت ہے
۹

فاقہ کش ہون پہ شکر منت ہے
تندرستی ہزار نعمت ہے

جان لی آرزو ترے صدقے
کر غنی دل تری بدولت ہے

ہم گدا تم امیر اپنے لیے
امیری کیا اپنی اپنی قسمت ہے

دخت رز ہے مرید پیر مغان
شیخ مین کون سی کرامت ہے

جنے بھوسے سے کی ہے توبہ نے
پیر میخانہ سے ندامت ہے

قبہ پر بیکسوں کے پہنچ پت کر
تو برستا ہے ابر رحمت ہے

ہمنفس ہے سے نامرادوں کی
یاس ہے بیکسی ہے حسرت ہے

ہڈیاں گھل گئیں تپ غم سے
سگ جانان سے کیا ندامت ہے

۲۸۶
مصدری تا جواز ہے اے شاد
عیب ایطا بھی فی الحقیقت ہے

یہ دل میں در سمایا ہے پریزادوں کے عالم کی
سمجھتا ہوں کہ ہوا میں یہ سبا جا ہے آدم کی

جمے ہیں اشک خون فشاں کہ تہ پر اک تماشا ہے
نئی یہ چاشنی ملائی ہے یا بوندیں ہیں نخل ماتم کی

رقیبوں کو جو چھلا نا کا حلقہ غلامی کا
سلیمان کے ہیں تابع اسپر ہیں عیسیٰ خاتم کے

وہ گریاں ہوں جو رو دیں ہیں مقابل ابر باراں ہے
نہ ٹھہرے ایک جھینٹے میں مرے اشک دمادم کے

کمر ہوں کو مجمل کر تی تمہید ستی ہے مسائل کی
کف خالی کے آگے سر نگوں ہیں ہاتھ حاتم کے

نہیں نعم شہرہ آفاق جہان کہ بے نشانی کا
رہے گی نام باقی تا ابد مردان عالم کے

۲۸۷
رقیب و بیکسی کی مغفرت اے شاد مشکل ہے
جہاں میں کوئی جائیگا نہ جامی میں بہایم کے

اے کمان کش خواہش نخچیر آدھی رہ گئی
آدھی ڈھولی دل میں نوک تیر آدھی رہ گئی

آبرو ساری تھی جب تک قطع تھی پائے طلب
ہاتھ پھیلائے جہاں تو تیر آدھی رہ گئی

آتے آتے ذہن میں اوتری کمر تک وہ شبیہ
کہتے کہتے یار کی تصویر آدھی رہ گئی

ہم اسیروں کی گرفتاری کو یہ عرصہ ہوا
طوق سارا گھس گیا زنجیر آدھی رہ گئی

زلف شبگوں تا کمر آئی ہے چل آرام کر
وصل کی شب اے بت بے پیر آدھی رہ گئی

نصف حال دل سنایا تھا کہ ہنگام اجل
پھر گئی منہ میں زبان تقریر آدھی رہ گئی

۲۸۸
پہنچ گئی عمال نیک کے اشعار میں میت
فاتحہ پڑھ آدھی جا تو تیر آدھی رہ گئی

غذا کھائی نہ فرصت مین کبھی جز لقمۂ غم کے
پیا پانی تو آنسو ہی گرے ہم چشم پرنم کے

نہ تو اے محتسب جام شراب اب عبرت کر
نہین یہ جام مے حلقہ ہین چشم قیصر و جم کے

زمین نے خاک اوڑھائی آسمان نے سبز پوشی کی
ہمیشہ غم مین روئے ابر تر مجھ کشتۂ غم کے

خجالت سے چمن مین پڑ گئی اک اوس سی یارب
پسینے مین وہ گل ڈوبا جو پیرہن سے شبنم کے

یہ کس بیکس کو تیلا نیزۂ مژگان سے مارا ہے
کہ جسکے سوگ مین اے بت کلی ہین بال پرچم کے

بنا کر آسمان بھی گر پرائے گردش قسمت
رہون ثابت قدم اوسپر بھی مثل قطب اعظم کے

وہ مجنون ہون قدم جب خانۂ جوگا مین رکھتا ہون
غل زنجیر کرتے ہین شاہ خیر مقدم کے

مین وہ مجروح تیغ بیکسی و یاس و حسرت ہون
کف افسوس بھائی ہین مرے زخمون کے مرہم کے

۲۸۹ عبادتگاہ کرتے ہین گھر اے شاد رہتے ہین
۱۱ نمازی ہم ہین روزون مین سیاہی ہین محرم کے

اشک ریزان مثال باران ہے
بوند رونے مین چشم گریان ہے

دونون زلفون مین روئے تابان ہے
بیچ مین کافرون کے قرآن ہے

جب لگی ٹھوکر اک صدا آئی
او گدا دیکھ فرق سلطان ہے

مر گئے پر بھی داغ روشن ہین
عرس مین قبر پر چراغان ہے

کیون نہ آؤن فریب دشمن مین
مین ہون آدم رقیب شیطان ہے

میرے آشوب سے ہین لعل آنکھین
خون رونے کا مجھ پہ طوفان ہے

رشک اغیار ہے دم رخصت
کیون کہین ہم خدا نگہبان ہے

سخت جانی و سینہ کاوی مین
دل ہمارا جواب سندان ہے

بخیہ کفش پا نکالے دانت
ہر نہ گردی پہ میرے خندان ہے

پاؤن پھیلانے کو ہے دامن دشت
ہاتھ اوڑھانے کو گریبان ہے

۲۹۰ برگ گل ہو کہ بوی گل اے شاد
جو ہے اس باغ مین پریشان ہے

دور بین دیکھیے نہان دشمن جان ہی کوئی
فلک پیر کے پردہ مین جوان ہی کوئی

آئنہ روکش حیران جہان ہے کوئی
آرسی دیدہ حسرت نگران ہے کوئی

ساکن شہر خموشان کا بیان کیا ہو سکوت
یہ بھی کہلتا نہین ماہین مکان ہے کوئی

ہمسے شیون کی نہ لی باغ مین اے بلبل زار
ہر زبان اور بھی آگرم فغان ہے کوئی

بے خطا تیر قضا کا جو ہدف عالم ہے
قدر انداز لیے تیر و کمان ہے کوئی

کیون نہ مرغان چمن قوت بازو سمجھین
دل نالان کے سوا مرثیہ خوان ہی کوئی

اوس طرف سے کبھی کعبہ مین بھی آیا نہ جواب
ہم پکارا کیے دے دے کے اذان ہی کوئی

دیکھیہ تو گور غریبان کے مٹانے والے
نامداروں کی بھی تربت کا نشان ہی کوئی

کیون نہ ہم رند خوشی توڑ کی ہون توبہ سے
آج سے بڑہ کے بھی عید رمضان ہی کوئی

دل کو دیکھا نہین پہلو مین مگر سنتے ہین
اس طرف رات سے فریاد کنان ہی کوئی

خاک ہونے پہ نہ شاہون کی خرابی پوچھو
آئنہ حال سکندر ہے نہان ہے کوئی

کعبہ سان کیون نہ کرین نصرت میخانہ
اس مراتب کا بھی دنیا مین مکان ہی کوئی

خواب مین بھی جو گئے چپ کر ہم اوسکے ای شاد
مردم دیدہ پکارے نگران ہے کوئی

۲۹۱

نہ ٹھکرا پارہ چینی زمین سے
یہ ٹکڑے ہین سر خاقان چین کے

وہ آنسو در ہین چشم شرمگین کے
کہ دانہ ہین سلیمانی نگین کے

کفن مین منہ چھپائے ہین جو مردے
یہ کشتہ ہین کسی پردہ نشین کے

پہٹے مین پاؤن کیون دیتے ہین ناصح
نہین ہم چاک سیتے آستین کے

غم جانان کرا و جڑے دل کو آباد
یہ ویرانہ مکان ہے بے مکین کے

محبت مین گئے دونون جہان سے
نہ دنیا کے رہے عاشق نہ دین کے

لگی دل کی بجھاؤ مے پلا کر
جلے مرتے ہین آب آتشین کے

ہماری عیب جوئی مین عبث ہے
آلہی دیدی ہوئین عیب بین کے

سمجھتے موجۂ آب بقا ہین
جو عاشق ہین تری چین جبین کے

پہر آئین کب گذرگاہ جہان مین
نفس بھی ہین تو وقت واپسین کے

۲۹۱
ملایا خاک مین جیسے ہمین شاد
فلک پیوند ہون یونہین زمین کے

مشق نالہ مثل نے پیہم رہے
ہمنفس جب تک کہ دم مین دم رہے

پاکدامن تو وہ ہے جسکے حضور
ہاتہ باندہے پنجۂ مریم رہے

آسمان کے کاسۂ زہراب سے
ہم ہمیشہ نوش کرتے سم رہے

خضر آپہونچی قیامت عنقریب
زندگی کے اب بہت دن کم رہے

اوج اگر چاہے تو اے ابر و کمان
ماہ نو کی طرح گردن خم رہے

ہمکو حاصل تا قیامت لطف درد
تو سلامت اے دل پرغم رہے

۲۹۲
وہ رہا شہ رگ سے بھی نزدیک شاد
پر ہم اوس محرم سے نامحرم رہے

زخم دل سرمہ در گلو کی
کہونگی ہے جو بوند ہے لہو کی

دل ہی نرہا امید کیسی
جڑ کٹ گئی نخل آرزو کی

آنکہون سی گری سرشک بہ کر
گوہر نے عزیز آبرو کی

ڈہونڈہا جو خودی کو بیخودی مین
اپنے لیے آپ جستجو کی

وہ صید زبون ہون اک ہما کیا
سگ نے بھی نہ استخوان کو بو کی

زیبا ہین رگین قبائے تن پر
حاجت نہین جال کے اتو کی

دم فرقت زلف مین فنا ہے
پہانسی ہین رگین مرے گلو کی

۲۹۳
پایا دل گمشدہ نہ اے شاد
چہانا کیے خاک کو بکو کی

رونے کے جو غون دل کی خو کی
آنکھین ہوئین بوستان لہو کی

فرہاد سے کین جو مین نے باتین
شیرین کی زبان مین گفتگو کی

بیداد ہے بے مرے تمنا
ہی ہے خراب آرزو کی

عنصر کے چمن مین عمر گذری
اس رنگ سے سیر چار سو کی

لاہے ہے جمع مین ہمسری پر
حرمت رہی زخم سرخرو کی

آنکھون سے جو حال دل کو پوچھا
اک بوند ٹپک پڑی لہو کی

۲۹۵ ای شاد یہ پاکدامنی ہے
تن مین نہین چھینٹ بھی لہو کی

محبت ہو تو یوسف کو بھی اپنی چاہ ہوتی ہی
حقیقت مین یہ سچ ہے دل سی دلکو راہ ہوتی ہی

نکالی تھین ابھی عارام کی سوئیان دل سے
کھٹک سی ہر کلیجہ مین مری اللہ ہوتی ہی

فروغ حسن و زافرون پہ کر ناز بجا ہے
مہ نو کے دو ہفتہ چاندنی اک ماہ ہوتی ہی

لہو پانی نہ جب تک ہو نہین آنسو نہ آنکھون سے
جو دل مین درد ہوتا ہی تو لب پر آہ ہوتی ہی

۲۹۶ عبث ہی شاد مایوسی کہلی باب اجابت مین
دعا مقبول تیری بندۂ درگاہ ہوتی ہے

ناتوانی سے یہ حالت ہی دل ناکام کی
مہر تک بھی اوٹھہ نہین سکتی ہماری نام کی

آتش افروزی نہین کرتی حرارت شام کی
کب کوئی خرمن جلا دیتی ہے بجلی آم کی

گر سیہ بختی فلک نے دی ہی کاجل کی طرح
آنکھہ کی پتلی بنے ہوتی کسی گلفام کی

توڑی دم ہچکیان لی لی کی شیشی کی طرح
پھیر لے آنکھین نظر ای جوگر دشنام کی

دورۂ خط سی ہو گردش لام کاکل کی دراز
یا الٰہی ہو ترقی کفر سے اسلام کی

ہجر مین اپنی سدا گذری نہین یہان نہار
رات اگر کاٹی تڑپ کر صبح رو کر شام کی

منصفی سے شرط اگر ہو مائل گردن زنی
بلبلون کو پہانسیان دو خطۂ گلفام کی

۲۹۷ شاد سر گردان ہی جبتک ہی چلتی یہ ہوا
باعث بی دستگی چین کی آرام کی

خواب مین بھی جو نہان جاہی بیتابی سے
کھول دیتا ہی وہ آنکھین مین بیخوابی سے

چشم کی نشہ گری زلف کی سرتابی سے
جان اللہ بچائے بت سرمابی سے

جوش گریہ نے مری آگ مین ڈالا مجکو
وہ شجر ہون کہ جلا کثرت سیرابی سے

رنگ ایسا ہے بہبہو کا صفت جامہ گل
سرخ ہوتی ہے پہنتی ہی قبا آبی سے

تو وہ معجز ہے جو اعجاز نما ہو سر دست
پانچ دریا ہون روان چشمہ پنجابی سے

وہ ہون بلبل کہ برستی ہے مری گلشن پر
آگ پانی کی طرح گیند دولابی سے

شبہ یار ہو کوئی دل کا بھبھولا ٹوٹا
طفل اشک آتی ہین دوڑے ہوی بیتابی سے

۲۹۸

اہل بینش ہے تو کر دید خط سبز ای شاد
سنبلی چشم ہو اس سبزی کی شادابی سے

ہون وہ خرمن جو بچون برق کی سرتابی سے
بجلیان بچہ گرین خوشہ مری بیتابی سے

سرنگین طرہ کی لچاو کی ہی شادابی سے
پانی پانی ہے وہ گل پیرہن آبی سے

سو گئے قبر مین جاتے ہی یہ سونے والے
کوئی کروٹ بھی نلی چونک کی بیخوابی سے

اب تاب دردندان سے گہر پانی ہین
لعل و مرجان ہین جگر خون لب عنابی سے

بے نشان ہی تو رہ ملک عدم کیہین گے
تنگ آئے دہن تنگ کی نایابی سے

اشک جاری ہین مع ریزش بینی و دہن
مردم چشم بھی ہین مردم پنجابی سے

تو وہ ہے ماہ کہ نکلے جو چمن مین سر شام
چاندنی کھیت کرے باغ کی مہتابی سے

۲۹۹

معجزے لب سے دکھاتا ہے وہ عیسی اشاد
جادو آنکھون مین جگاتا ہے جو بیخوابی سے

سر چشمہ ہا جن خسرو ناشاد کے
مفت مین ماتھے گئی فرہاد کے

چھوٹتے ہی محبہ قفس آباد کے
طوطے ہاتھون کے اوڑے صیاد کے

اس چمن مین ہین پریشانی نصیب
ہم شمال نکہت برباد کے

ہون وہ نالان دشمن جان سبھی جو ہو
دل پکڑ لے سنتے ہی فریاد کے

زال زر سے سرخ بال اوسکے نہین
خون ہے سر پر چڑھا جلاد کے

بھول جائی گے کسیکو بھی نہین
مین فدا اسے موت تیری یاد کے

۳۰۰

گو زبان ریختہ بگڑی ہی شاد
ہم مگر پیرو ہین میر استاد کے

۹

چہرہ ہی خنجر ہی بانک برچھی سر نیزہ نوک خار بھی ہی
خدنگ و نشتر کہا کسی نے یہ بات تا تاری کہا بھی ہے

نہ پوچھ کس سے گمان بچاؤن کرون جو صبر اختیار بھی ہے
ملون نہ کیونکر مین اوس سے ناصح نہ پیر دیکھو فرا بھی ہے

نہ پوچھ جو ال پر ارمان جو اک تمنا ہو تو بتاؤن
امید وصل نگار بھی ہی مراد بوس و کنار بھی ہے

نگاہ سفاک کیا پھری ہی پھرا ہی سارا جہان ہمسے
نقط ہی اک نار کیا کشیدہ کھنچی ہوئی تیغ یار بھی ہے

نمود و فن مٹنا کی یوں خلاف شائع ہی ضد تو دیکھو
پڑی ہی کوئی فاکہ گمان پریشان لوح مزار بھی ہے

میان ہستی دو چار ہو کر ہم اونسی خمیازہ کیون نہ کھینچین
نشیلی انکھین ہین اک تو قاتل اور اوسپہ وہ خمار بھی ہے

جنون کی ناخن خراشیون سے جگر کی تازہ بہار دیکھو
چمن مین داغون کی ارغوان بھی ہی گل بھی ہی لالہ زار بھی ہے

بہ رنگ شمع بہا کی آنسو مین خاک جی کی لگی بجھاؤن
جگر ہی اک پھپک رہا نہین ہی طپش سی دل کی بخار بھی ہے

۳۰۰

بچے جو روز حساب کی دن نظر جا پینگی ہم عنان مین
کہ شاد گنتی کی سات دوزخ ہین مجرمون کا شمار بھی ہے

۷

خیر ہو یارب اسیر کاکل بے پیر کی
بولتی ہین روز کریان جامہ زنجیر کی

دستگیری کی ضعیف و بیکس و دلگیر کی
ٹیک رکھ لی اے عصائی آہ خرف پیر کی

بے ثبات ایسا ہون عالم مین کہ شکل مدعا
کھنچتے کھنچتے مٹتی ہے صورت مری تصویر کی

فوج اشک اُمڈی ہی شاید دل کو دینے کو شکست
آہ و سون نے نشان غم کی جوڑی تیر کی

عشق ابرو مین نکلین ہون آنکھ سے آنسو رواں
ٹھہر سکتا ہی کوئی بھی آنچ مین شمشیر کی

پاؤن رکھتے ہی کہون کیا یہ ہوا بھاری قدم
پھٹ پڑی شاخ نشیمن بلبل دلگیر کی

۳۰۲

بازوئے دیر و کعبہ کی دورنگی سے جو شاد
ہے بنے اک ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا تعمیر کی

گر پڑے آنسو ترے جلتی شمع سے فریاد کی
یہ مثل سچ ہے بری ہوتی ہے آہ اولاد کی

آنکھ پھر کاہے کو جب آدم و حوا بہک کر رہ گیا
مرغ دل پھر کی ہیں آکر پھنس گیا صیاد کی

نام ہے شیطان کا اور آپ بدکاری کرے
ایک ہی ہے ذات بابرکات آدم زاد کی

قتل کرکے آپ کہتے ہیں نہ تھے سنگ دل ایسے کو
ہڈیاں جنت میں ہوں یارب مرے جلاد کی

ہو چکا تھا رام یار مگر گیا اے چشم تر
کی کرائی تو نے سب محنت مری برباد کی

بلبل بے تاثیر فغان و نالہ ہائے جانگداز
دل ہی پانی ہو گیا بلبل تری جب فریاد کی

۳۰۳

نذر بھی مانی اگر اے شاد وہ سنگ دل ہیں ہم
جوئے شیریں پر دلائی فاتحہ فرہاد کی

آنکھیں سنگین غیر اوس بت سے دل مضطر جلے
وائے بیدردی کوئی تا پر کسیکا گھر جلے

حسن کی گرمی میں ایسا ہے وہ رشک آفتاب
چاند سا مکھڑا اگر دیکھے مہ انور جلے

آنسوؤں کے ساتھ کھل کھل کر یہ ماہیہ گئے
آگ میں اپنے مثال شمع سر تا سر جلے

شعلہ زن ہے نار دوزخ کیطرح دل کی لگی
دوڑیے جلدی جلے یا شافع محشر جلے

آہ و گریہ خامی داغ جنون کا ہے نشان
اشک ریزان ہو دھواں نکلے جو چوب تر جلے

نار دوزخ پاک دامانوں کو ہے باغ و بہار
آگ لالہ ہو جو ابراہیم پیغمبر جلے

آتش افروز اسقدر وہ طفل برق انداز ہے
کان کی بجلی گری جسپر وہ بے اخگر جلے

جو کرے نیکی کی باتیں وہ ہے طب لبہائے
جو زبان بدگو ہو وہ یا خالق اکبر جلے

۳۰۴

باغ عالم میں وہ مرغ سوختہ قسمت ہوں شاد
جو کلی پھوٹی مرے بازو میں نکلی پر جلے

گلرخوں سے عشق مانند عناد دل ہم بھی رکھتے تھے
ہمیں بھی شوق گلشن تھا کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

ہوی فایض وہ تیغ جنس شہادت جنکی قسمت مین
وگرنہ سر تہ شمشیر قاتل ہم بھی رکھتے تھے

رقیب روسیہ ہین اب گلی کی خار جس گل کے
کبھی ہاتہ اوسکی گردن مین حایل ہم بھی رکھتے تھے

سراپا جس طرح مجنون اسیر دام الفت تھا
یون ہی تن مین رگین مثل سلاسل ہم بھی رکھتے تھے

خدا کو علم ہی جتیا ہی یا جل بھن گیا شب کو
دل اپنا اوسکی پروا لون مین شامل ہم بھی رکھتے تھے

سرود و نے جو ارباب طرب رکھتے تھے ہاتھون مین
کف افسوس ملنے کو جلا جل ہم بھی رکھتے تھے

خدا قادر تو انا ہی صنم مجبور و عاجز ہین
تمیز اتنی میان حق و باطل ہم بھی رکھتے تھے

وہ رکھتے ناخن عقدہ کشا اپنے ہاتھون مین
گرہ دل مین پڑی مشکل ازانمل ہم بھی رکھتے تھے

۳۰۵

ہوا ثابت یہ ہر دم پھوٹ پھوٹ اے شاد دلنسی
جگر پانی حبابون کی مقابل ہم بھی رکھتے تھے

۹

دامن آدم نہ نوح کا تر ہے
رو چکے سب نچوڑ ہمپر ہے

ہاتہ باندہے ہر ایک دلبر ہے
اے خدا کیا ترا مقدر ہے

اوڑکے دہونی لگائے گا در پر
نامہ بر جو گیا کبوتر ہے

آدمیت نہ جس امیر کو ہو
مرغ زرین وہ صاحب زر ہے

لطف ایذا کا ہے جراحت مین
زخم بے درد روزن در ہے

دل و جان نذر ہے پسند جو ہو
ایک سے ایک چیز بہتر ہے

سخت جان وہ ہون جسکی گردن پر
پیتا دانت کند خنجر ہے

کیا کہون شاد اپنے شہر کا حال
قطعہ
تاج در ہے نہ کوئی افسر ہے

۳۰۶

گنجفہ لکنؤ کا بے سلطان
جیسے بے میر بازی ابتر ہے

۹

خبر انجام گلستان ہو جو نادان ہوے
پاؤن سبزہ پہ پڑا گل کی کمر کان ہوے

ابرو دریا و سمندر شعرا نے باندہا
چشم گریان پہ مری سیکڑون طوفان ہوے

غم بھی کمانے کو جو کرتا ہون دبا تے ہین گلا
طوق گردن ہو ی حلق کے دربان ہوے

بوی مل نکہت گل موج روان ریگ چمان
عدم آباد سے جو آے بر یشان ہوے

ہم غریبون کی نہ بستی کا زمانہ پوچھو
ایک مدت ہوئی اور جبری ہو ی ویران ہوے

بوسہ دینے مین ہمیشہ ہی کی اوسنے کی
مجھکو ارمان کی نہ پوری کبھی ارمان ہوے

مے پلا پیر مغان جلد میان رمضان
توبۂ بادہ کشی کر کے پشیمان ہوے

ہر نفس آمد و شد ہے یہ میان دنیا
صبح رخصت ہوئی جو شام کو مہمان ہوے

۳۰ ۱۱

مین رہ ہشیار ہون اے شاد برائے تعلیم
گوشمالی ہوئی اورون کو مرے کان ہوے

جو زنار طفل برہمن سے اوسکے
مرا دم خفا ہو کے گردن سے اوسکے

وہ گیسو اگر مار رہزن سے اوسکے
تو کاکل بلا بنکے ناگن سے اوسکے

جو ہنسنے مین وہ برق روشن سے اوسکے
مری آنکھ رونے مین ساون سی اوسکے

مدوا ے جنون قصد جامہ دری ہے
گریبان سے اک ہاتھ دامن سی اوسکے

مرے پر نہ کچھ کر سکے پیش حیدر
نکیرین لاکھہ اہل مدفن سے اوسکے

گرہ یا کھلے طفل نادان کے دل کی
نہ سلجھی اگر ڈور کودن سے اوسکے

جو عریان بھی ہون تو عالاک وحشت
ہر اک تار پیراہن تن سے اوسکے

مین وہ ہاتھ ہون جو نہ پکڑے گریبان
مین وہ خار ہون جو نہ دامن سی اوسکے

غرض کیا جو زلفون مین دلکو پھنسائین
ہماری بلا مار رہزن سے اوسکے

جو دنیا کا طالب نہین وہ جبری ہے
جو امرد ہے جو نہ اس زن سے اوسکے

۳۰ ۱۲

ابھی تو ہم اے شاد کل کھیلتے ہین
مزا ہے جو وہ دوست دشمن سی اوسکے

چار عنصر سے جو ملکر نازنین پیکر بنے
تن ہو شیشہ سے نازک دل مگر پتھر بنے

تو وہ قاتل ہے جو تیرا کشتۂ خنجر بنے
طرف سے بھی پھریں تو شیشۂ دل پر بنے

کعبہ ٹوٹے خدا کا کعبۂ اطہر بنے
خانہ بربادی کسی کی ہو سو میرا گھر بنے

اس حسین میں ہیں وہ بیحد طرحدار تصویر ہوں
مشکل ہو ہر بازو جو اوڑنے کے لیے شہپر بنے

گھٹ گیا نرخ زلیخا بڑھ گیا یوسف کا مول
ایک کا نکلے دوالا ایک سوداگر بنے

تو وہ صانع ہے کہ صنعت ہے تری پانی کی بوند
دیدۂ گریان میں آنسو سیپ میں گوہر بنے

بزم عالم میں وہ ہمکیش ہوں کہ جبریل کی پر
شمع گریاں بھی بنے ڈھل کر تو دامن تر بنے

پھولی بیل کی ہوں دنکو شب کو اوس گل کی پر
مر مٹے عاشق کوئی دولہ کوئی دلبر بنے

۳۰

کلک قدرت گر وہ سمجھے شانہ زلفوں کے قلم
خط قسمت کے لیے چین جبین مسطر بنے

۸

پہنچے نالہ رسے صور قیامت ناک کے
جون بھی کانوں پر نہ رینگی خفتگان خاک کے

جامہ زیبی ہے حسینوں کو بڑھ چلوں میں بھی
پرزے پرزے پر ہے جوبن گل گریبان چاک کے

کون ایسا ہے کہ جسکو گردش قسمت نہیں
مہر و مہ کو بھی ہے چکر دور میں افلاک کے

سرخ فیتہ اوسکے کنٹھے کا نہیں زیب گلو
خون ناحق ہے گریبان گیر یہ سفاک کے

دانۂ انگور ٹپکے کوئی اس امید پر
درخت رز کو تاکے سایہ میں بیٹھی تاک کے

قطع تن پر ہے یہ میرے جامۂ عریانی نی
پہنے گھتا ہے کلیجہ نام سے پوشاک کے

آب میں غسل میت تر ہوا مرنے کے بعد
کیہ تو آنسو بہہ گئے صد شکر مجھ نمناک کے

۱۳

عاقبت اہل شاد جانی ہے ہر اک شئی اصل پر
خاک میں ملجائیں گے اکدن یہ پتلے خاک کے

۳۱

ہر یہ خلق نسخی و ناتوان پیدا ہوے
پوست کے مانند مشت استخوان پیدا ہوے

حکم خالق سے فقط کیا انس و جان پیدا ہوے
کن کہا فورا زمین و آسمان پیدا ہوے

دلبر بالا کہوں حسین ہیں نوجوان پیدا ہوے
اک نو کہی کیا تمہیں اے جان جان پیدا ہوے

موج غم بگذری الٰہی خیر
وہ علم چشمکے دہ نالون کی نشان پیدا ہو

شرم کے باعث یہ ہین پیدا اشکی پردہ نشین
لبان تا دے سے ہی برقع مین نہان پیدا ہوے

پھر گئی نو دن کیا منکا بھی آنا ہے تو آوے
موت کے آثار سب ایمہربان پیدا ہوتے

چاہنے بھی سے کی جو آیا شیخ شیطان الرجیم
وسوسی کیا کیا نہ دل کو درمیان پیدا ہوے

شمع تربت پر مری اسکر ہی شوق وصال
جو شرر نکلے دو سر یا تو امان پیدا ہوے

جب ہوئی بنیاد خانہ جان عاشق کی لیے
تم سے مرزا نمش جنگیز خان پیدا ہو

خلق مجھ دانا کی جام گردش قسمت ہوئی
چرخ زن چکی کی صورت آسمان پیدا ہوے

ہم سے پہلے حالون کی تن پر گو نہین تا بت لباس
اونسے بہتر ہین جو ننگ خاندان پیدا ہوتے

سر گردون نے کیا لاکھون نذر دہ پرستون کو فدا
کیسے کیسے شیر دل کیسے جوان پیدا ہوتے

میر و مرزا جس طرح اگلے زمانہ مین ہوے
شاد ہم اس دور مین اہل زبان پیدا ہوے

فرش زرین پہ نازان ہون یہان زر والے
خاک پر سوتے ہین کل خواب کی بستر والے

شور کرتے ہین یہ جانون جو وہان شر والے
خیر اسمین ہے کہ پہر جا دل مضطر والے

بیکسی غم نہین روئے جو نہ کوئی مجھکو
آبدیدہ ہین سب آنسو مژہ تر والے

قیس و فرہاد سے کیا کیجے تقریر جنون
بخشیے اونسی جو ہون اپنی برابر والے

بخت کہتے ہین بڑہاتا ہون جدہر ہاتھ طلب
ہاتھ پھیلا نہ ادہر اور ہوس زر والے

جو غم و رنج دیا جاے وہ دی مین چپ ہون
حق تعالے عوض اسکا بت بے پر والے

نبد راہین ہین قیامت مین کہ ہر سمت سے جائون
ٹھہٹھہ لگائے ہوی ہر سمت ہین محشر والے

کون ہو فقیر مین پوچھین جو ملک کہ دین گے
ہے پرستون مین ہین ہم ساقی کوثر والے

مضطرب ہون کہ جب نام مرا لیتے ہین
تھام لیتے ہین کلیجہ دل مضطر والے

شاد کہتا ہے کہ دوسرے مین امن ہے
یون قیامت مین اونھین کی تن لاغر والے

جہان مین ہم مثال آمد و رفت ہوا ٹھہرے
جو آئی ہی تو کیا آئے جو ٹھہری ہی تو کیا ٹھہرے

نہ بولین گر تو کیا ہوگا طبیعت اک ذرا ٹھہرے
صنم ٹھہرے نہ یہ اے برہمن کوئی خدا ٹھہرے

نہ چھوڑا ساتہ زیر تیغ غم بھی دیدۂ دل نے
سر صیدان بھی ثابت قدم دو آشنا ٹھہرے

ہمارے جامۂ ہستی کی ہستی کیا ہی پیری مین
بہت ٹھہری جو دو دن بھی یہ پوسیدہ قبا ٹھہرے

وہ عاشق ہین حباب آسا جو تیری بحر الفت مین
شنا ورد وہ ہی پانی پر جو ہنگام شنا ٹھہرے

نصیب آغوش تربت ہو کہ بستر ہو مٹھے یا پلو مین
الٰہی دم نکل جائے دل بیتاب یا ٹھہرے

تہ شمشیر بران امتحان مین تیری ای قاتل
کوئی ٹھہرے نہ ٹھہری ہم ہین مشتاق قضا ٹھہرے

قضا کی بہس مین قاتل وہ کوئی پاکدامن ہے
دیت لازم نہ جس پر ہو نہ عاید خون بہا ٹھہرے

رہے دل بستگی کیونکر نماز پنجگانہ مین
جہان ہاتھون کو کھولا پیر و مشکل کشا ٹھہرے

جلا یا گر نہ ہم مردہ دلون کو قم باذنی سے
لب جان بخش جانان کس مرض کی پھر دوا ٹھہرے

۳۱۳

مزار شاد پر کیون فاتحہ جا جا کے پڑہتے ہو
وہ گھبرا کر جو تربت سے نکل آئے تو کیا ٹھہرے

۵

تیری تلوار ہی اے عربدہ گر ٹوٹ گئی
کیا کمر مرنے پہ باندہین کہ کمر ٹوٹ گئی

دُر نایاب سے دانتون کو زیادہ سمجھو
پھر نہ پاؤ گے جو یہ سلک گہر ٹوٹ گئی

وائے قسمت کہ جہان ہمنشین باندہا
آہ ہیون سے وہی شاخ گل تر ٹوٹ گئی

سرکشی کی تو فنا ہوگا ہوا مین بہر کر
تگل اوٹھی جو اوٹھائے سو ہی سر ٹوٹ گئی

۳۱۴

دوستی رشتۂ نازک ہی خبردار اے شاد
پھر نہ جوڑے سے جوڑے گی یہ اگر ٹوٹ گئی

۱۱

تیری تلوار جو دریا کی روانی مانگے
جسکو یہ دہار پہ مارے نہ وہ پانی مانگے

حسن رفتہ جو کرے عود زلیخا کی طرح
آگ کے پھول کی بڑہیا بھی جوانی مانگے

ہم فقیرون کا فلک پر نہ کرے رد سوال
در بدر بھیک جو یہ ظلم کا بانی مانگے

اوسکی تصویر مین کھنچواؤن اوسکے آگے
اپنی صورت کا جو وہ یوسف ثانی مانگے

آکے ہم خاک ملون کی طرف گورستان
دیکھہ لے قبر کا چھلا جو نشانی مانگے

تو وہ خوش چشم زمانہ ہی کہ چشم بد دور
ہرن انکھین ترے آگے مری جانی مانگے

مرغ دل وہ ہی مرا طائر برگشتہ نصیب
پر بریدہ ہون اگر بال فشانی مانگے

جو فروشون کی جہان مین نہ کمی ہو یارب
مرے بے دانہ جو غلہ کی گرانی مانگے

ہم بڑھاپے مین سوا عمر خضر ہی سمجھین
کوئی دم کو جو ملے عہد جوانی مانگے

خواب مین ہی جو مین جانی کو کرون ضد دیکھو
مردم انکھون سے برائے نگرانی مانگے

۱۳۱۷ (۱)

رزو وہ خواہش زر نے یہ کیا ہے اے شاد
الامان دیکھہ کے جسکو یرقانی مانگے

ہو گئی صبح شام وصلت کی
اک نہ مانی ہزار منت کی

تو وہ اے گل ہے خندہ پیشانی
اصل کیا شمع روتی صورت کی

جب لکھا اوسکو حال خستہ دلی
ٹوٹی بچوٹی رقم عبارت کی

ہون وہ مجنون بجاے طوق گلو
ہنسلیان تھین گلے مین منت کی

لب شیرین کا یہ اشارہ ہے
ہے یہ پیاسو سبیل شربت کی

چین کرتے ہین اوس گلی والی
خوش گذرتی ہے اہل جنت کی

گر نہ وردی بجے مری شب وصل
نیند اوڑانے ٹکور نوبت کی

قصر تن خاک ہوگا آخر کار
اے امیرو نہ لو عمارت کی

شاد ناشاد کو جو مارا ہے
قطعہ
کیجیے جلد فکر تربت کی

۱۳۱۷ (۱)

خاک ڈالو اب ایسی باتون پر
کر دو مٹی عزیز میت کی

کھل گئے جب نگاہ الفت کی
آنکھہ چھپتی نہین ہے چاہت کی

پادشاہو ٹکور نوبت کی — دھونس دیتی ہی کوس رحلت کی
سوئیں گے تا بہ حشر اہل قبور — نیند آئی ہے کس قیامت کی
سب کی حاجت روائی کی اے چرخ — رفع میری نہ اک ضرورت کی
کیا کہون حال پر غباری دل — پیرہن پوٹ ہے کدورت کی
شیخ کعبہ کو مے پرست کیا — پیر میخانہ نے کرامت کی
خاک بھی ہون تو ہون مین گرد ملال — سیل بھی ہون تو اشک حسرت کی
ہمنے پوچھا جو حال پروانہ — شمع نے سوے خاک اشارت کی
خط عارض کو لاکھ منڈوایا — نہ مٹی سر نوشت قسمت کی
تن فگار زمین نے خاک کیا — لی جو رستم نے زور و طاقت کی

۳۱۷ — عیب پوشی ردیف نے ای شاد — ۱۳۰
مصدری تے کی بے نہایت کی

داغ دل اوس بت کی نظر پر چڑھے — پھول وہی ہی جو میر پر چڑھے
کاوش مژگان نے چھری تیز کی — باڑہ ہوئی سان پہ خنجر چڑھے
ظرف ہے جنکا وہ چھلکتے نہین — حد سے نہ اوترے نہ سمندر چڑھے
دعوی عنقا دہنی چھوڑ دے — غنچہ ترے منہ پہ گل تر چڑھے
پھیر نہ آنکھین صفت جام مے — نشہ دولت جو تونگر چڑھے
خط جو دیا لکھ کے مضامین بلند — ہو گئے تارا یہ کبوتر چڑھے
خاتم دل اونکی ہوے دست برد — جو تری انگی پہ ستمگر چڑھے
بھون وہ چڑھائی تو ہو دل کی شکست — فتح ہو نادر کی کمان گر چڑھے
مل کے حنا کرتے تو ہو پامال — خون شہیدان نہ کہین سر چڑھے
عشق وہ کانٹا ہے جہان دار پہ — عیسے و منصور برابر چڑھے

غیر ہو دل کی سپہ اشک کا
دیدہ تر لیکے ہین لشکر چڑہے

مہر نبوت کا نگین ہو گیا
دوش محمد پہ جو حیدر چڑہے

۳۱۸ آدم خاکی ہے بڑی دور شاد ۸
بام فلک پر ہین پیمبر چڑہے

پہاڑ لاکہون ہی مانند کوہکن کاٹے
مری طرح جو کوئی سختی محن کاٹے

قلم کرے شجر و شاخ نسترن کا نے
کسی کی جڑ نہ مگر کوئی گلبدن کاٹے

جنون نہ جامہ دری گر کرے وہ عریان ہون
ہزار جا سے مرا کرم پیرہن کاٹے

زبان کلک کی صورت قلم ہو اسکی زبان
کسی کی بات کو جو صاحب سخن کاٹے

شب وصال مزا ہے جو بوسہ بازی مین
مرے لبون کو وہ دانتون سے بیدمن کاٹے

خیال سبز خطون کی کرے خرابی کا
جو کوئی سبزۂ بیگانہ چمن کا ہے کاٹے

ہے اس طرح کا قصائی ذرا نہ رحم آئی
جو بوٹیان بھی مری وہ دم بزن کاٹے

۳۱۹ نہ رہ رو دن کے مقابل ہو زال دنیا شاد ۷
شگون بد ہے جو رستی کو پیرزن کاٹے

بنے جو شمع بہی رو رو کی خستہ تن کاٹے
جوان پہاڑ سے راتون کو کوہکن کاٹے

جو خط تراش وہ گیسوے پرشکن کاٹے
تو اوسکے ہاتہ مین سانپ ای رضا سن کاٹے

قلم غنا صر عالم ہو اک اشارے مین
دم بزن جو وہ چو رنگ تیغ زن کاٹے

تو وہ ہے یوسف ثانی ترنج کے بدلے
تجھے جو دیکہے وہ ہاتہ انپے گلبدن کاٹے

بتون کے ظلم و ستم سے بتنگ آیا ہون
مصیبتون کو مرے رب ذوالمنن کاٹے

مین جو سکون نہ قدم تو بدیر صنم دیکہے
مرا خدا ترے ہاتہون کو برہمن کاٹے

۳۲۰ میان شش جہت ای شاد زندگانی کی ۱۳
یہ پنج روز خدا سے پنجتن کاٹے

نقد سے گرے نوحہ گر ہوتے ہوتے
گئی آبرو چشم تر ہوتے ہوتے

نہ کر نازش حسن شمع شبستان
یہ گل روشنی ہے سحر ہوتے ہوتے

سپر سے جو پھوٹے ملا پھل تبر کا
قلم ہو گئے بار ور ہوتے ہوتے

جو نکلا ہی دل سے یہ ہے ناتوانی
دہن مین رکا نالہ سر ہوتے ہوتے

لگی جی کے جا کر بھی پہلو مین
پھوکا دل بھی سوز جگر ہوتے ہوتے

جھکایا یہ پیری نے گردن کشون کو
بنے حلقہ دوہری کمر ہوتے ہوتے

گرا خانہ تن نشین کہتے کہتے
نشان مٹ گیا نام ور ہوتے ہوتے

کشش جذب دل رفتہ رفتہ کر گیا
محبت کا ہوگا اثر ہوتے ہوتے

کیا قتل جسدم چلی رکتی رکتے
بنی تیغ سینہ سپر ہوتے ہوتے

نغان تا فلک جائے گی جاتی جاتے
مری اوسکو ہوگی خبر ہوتے ہوتے

وہ طائر ہون ناواقف پر فشانی
جو مردہ ہوا بال و پر ہوتے ہوتے

چراغ شب ہجر مین جل بجھین گے
گجر بجتے بجتے سحر ہوتے ہوتے

وہ بگڑا انہا اے شاد پھر خیر گذری
ابھی رہگیا ہمسے شر ہوتے ہوتے

۹ ۳۲۱

خدا وہ بت احدای مشرکین مین نہ سہی
ہمین یقین ہے تمکو یقین نہین نہ سہی

نصیب بے تبہ آن واین نہین نہ سہی
چنان نہین نہ سہی چنین نہین نہ سہی

چنان مین بھی جو مری پر وصال کی ٹھہرے
وہین ہم آئین یہان مہ جبین نہین نہ سہی

پیالہ گل فغفور جام چینی ہے
خبر مآل سے خاقان چین نہین نہ سہی

وہ بن خدا نے بنایا ہے بوسہ بازی کو
کمر تری جو بت نازنین نہین نہ سہی

یونہین چڑھے درودیوار مین ہین لاکھون سر
چڑھین وہ کہنیون تک آستین نہین نہ سہی

بغیر کاوش ابرو ہون کشتہ ترگان
کمان مین تیر قضا زہ نشین نہین نہ سہی

رگ گلو سے مرے تو کہیں قریں تر ہے | وہ لامکاں کسی جا مکیں نہیں نہ سہی

۲۲ | مدد کریں گے مری نزع میں علی اے شاہ
سمیں کوئی دم واپسیں نہیں نہ سہی

مزار ہم گمرہوں کا کہیں نہیں نہ سہی | نصیب گور گڑھی کو زمیں نہیں نہ سہی
ممانعت ستم و جور کی نہیں نہ سہی | دم وصال مگر اک نہیں نہیں نہ سہی
خدا پرست ہی تو اپنے واسطے اے شیخ | مکیں کافروں میں سہی اہل دیں نہیں نہ سہی
یہ نہیں سہی کہ کنعان و مہ میں دونوں ہیں | جہان میں کوئی بھی تماحسیں نہیں نہ سہی
لحد میں کیوں نہ ڈریں ہم کفن کے سوتوں سے | بدن پہ کہاں تو ہے پوستین نہیں نہ سہی
برائی کیا جو کسی کی نہیں بری پہ نگاہ | ہنر پسند تو ہوں عیب بیں نہیں نہ سہی
وصال کا ہے جو مانع حجاب عریانی | یہ نہیں سہی وہ بت شرمگیں نہیں نہ سہی

۲۳ | سخن ہے شاد مرا خاتم سلیمانی
مثال مہر جو نام و نگیں نہیں نہ سہی

لب تک آسکتی نہیں جو جی کی حسرت دل میں ہے | آرزو ہم ناتوانوں کی بڑی مشکل میں ہے
بزم زیبا یہ ازل سے دہر کی منزل میں ہے | اوٹھ گئے لاکھوں وہی رونق پر اس محفل میں ہے
کیا بتاؤں آتش سوزاں بھری جو دل میں ہے | وہ جلاتی ہوں جہنم جسکی بہر تا چلمیں ہے
جو مکدر دل نہ روئے وہ بنی آدم نہیں | گریہ و گرد ملال انسان کی آب و گل میں ہے
حال بربادی عاشق دیکھ اے ناقہ سوار | خاک مجنوں اور ڈر کی لیٹی پردہ محمل میں ہے
جز نکیرین اور کچھ کٹکا نہیں ہے یاں علم | اک ڈراں دو ہے ٹھگوں کا گور کی منزل میں ہے
کیوں سخن سنکر مرا مہ جبیں خفا ہے نگیں | چٹپٹا پن یہ نہ یہ تیزی کسی فلفل میں ہے
بہہ چلے زخم جگر سینہ خراشی ہو کے پھر | میرے ناخن میں ہے جو کچھ جنوں کے دل میں ہے

۲۴ | روشنی ہے اپنے دم سے مجلس عالم میں شاد
ہم نہیں جس بزم میں انجمن محفل میں ہے

اے زہے بخش کہ قلب یار کی منزل مین ہے
رتبہ دیکھو میرے کینے کا کہ اوسکے دل مین ہے

حوزہ کو دنیا بزرگی قدرت کامل مین ہے
سارے عالم کی سمائی اگہہ کے اک تل مین ہے

شیشۂ ساعت کا عالم سینہ کی منزل مین ہے
فی المثل منہ پہ صفائی خاک اوڑتی دل مین ہے

جامۂ انسان مین ہو کر سنگ کیونکر نہ ہون
خاکساری آدم خاکی کی آبے گل مین ہے

ٹپکی پڑتی ہے محبت خون کی ہر بوند سے
رشتۂ الفت ہی جو رگ گردن بسمل مین ہے

مردم دیدہ کی کشتون سے زمین معمور ہے
جا نہین تل بھر بھی خالی اس بہری محفل مین ہے

شرم سے میری ہی اوس بت کو قیدون سی حجاب
غیرت مجنون سے لیلی پردۂ محمل مین ہے

یہ لہو تھوکا ہے اوس نے کین اداکی عشق مین
چھینٹ بھی خون کی نہین جسم مریض دل مین ہے

سر سے ٹالا گا تجھے بھی وہی غم کا پہاڑ
کوہ کن جو تیرے کام آیا ڈاری مشکل مین ہے

بل بے ناکامی کہ ہی حسرت ہی حسرت جان زار
اف رہی یا یوسی تمنا ہی تمنا دل مین ہے

۳۲۵ سب ردی ہی ایک لیکن مقطع و مطلع مین شاد ۱۰
ایک تا سین یک مجرد قافیہ شامل مین ہے

دیر فی حشہ کی اے محشر بوسیر تو ہے
پیر یہ ننگا سہ شر کیا ہے کہو خیر تو ہے

شیخ سے بارہ پرستون سی دنی بیر تو ہے
رہن مے جبہ و دستار ہو جب سیر تو ہے

تو کسی سے نہین ملتا مجھے کیونکر ہو یقین
سایہ کے بھیس مین ہمراہ تری غیر تو ہے

مرغ دل دام محبت سے رہا ہو کہ نہو
اوس فسون ساز کا قصد عمل طیر تو ہے

مین تو راضی برضا ہون پہ بتاؤ تمنے
شر یہ کسواسطے باندہی ہی کمر خیر تو ہے

مرض عشق غریزون سے چھپاؤن کیونکر
بن رہی جان یہ ہے حال مرا غیر تو ہے

نام صنام جو کعبہ مین نہین ہے تو نہو
پوجنے کے لیے بت برہمن و دیر تو ہے

اور کچھ رنج نہین دام و قفس سے لیکن
قسم جعفر طیار غم طیر تو ہے

جب اکیلے مین کہا کوئی نہین جز ہمزاد
نام ہمزاد کو سنتے ہی کہا خیر تو ہے

۳۲۶ کیا عجب پیر مغ ای شاد کہو مے کی سبیل ۵
دخت رز مائل جود و کرم و خیر تو ہے

سخت جانی جو یہ نہیں مثل خضر دیکھیں گے
کسی محبوب پہ جیتے ہیں تو مر دیکھیں گے

محشری بادہ کی مٹھ لاکہ ادھر دیکھیں گے
ہم بھی گھس پل کے اوسے ایک نظر دیکھیں گے

حرف ہیں شرم بھی کچھ مانع دیدار نہیں
نسبد کی آنکھ تو بے خوف و خطر دیکھیں گے

برہمن ہوں کہ اطبا ہوں پہ نبض سیکون
ہاتھ اوس بت کی بھی دست نگر دیکھیں گے

۳۲۷

نیک و بد کو سخن آئینہ ہے اپنا اے شاد
عیب ہیں عیب ہنر اہل ہنر دیکھیں گے

۱۱

حول دل ہجر میں ہے وحشت جان ہے تو یہ ہے
سنہ کو آئے نہ کلیجہ خفقان ہے تو یہ ہے

عمر بہر کشتی تن پاؤں کے بہل چلتی ہے
ہر قدم ناؤ جو خشکی میں رواں ہے تو یہ ہے

تشنہ ہے وہی دل جو ہے زخموں سے ہزار
مور مانخلق میں سا ونت جوان ہے تو یہ ہے

بار خاطر یہ مرے کوہ غم رنج نہیں
پر سبک آنکھ میں سب کے ہوں گران ہے تو یہ ہے

یوں تو سنسان ہیں ویرانی ہزاروں لیکن
گور کہتی ہیں جسے ہو کا مکان ہے تو یہ ہے

گر پڑے تھے طرف کعبہ کبھی مستی میں
شرم تجھ سے ہمیں اے پیر مغان ہے تو یہ ہے

ہر دو را ہے یہ ہے ہم جامہ دروں کا سودا
گدڑی بازار میان دو جہان ہے تو یہ ہے

مول لینا ہو جسے لے وہ شکستہ دل کو
ٹوٹی پھوٹی سی غریبوں کی دکان ہے تو یہ ہے

صاحب مہر و نگیں کی ہیں شکستہ قبریں
نامداروں کا زمانہ میں نشان ہے تو یہ ہے

دل ہی ہمدرد کہ بے درد ہے جو کچھ سمجھو
آشنا ہے تو یہ ہے دشمن جان ہے تو یہ ہے

۳۲۸

پیر و میر سخنور کوئی جز شاد نہیں
شاعر ریختہ گو اہل زبان ہے تو یہ ہے

۱۰

گر ارمان غم میں کیونکر جان ہمراہ نفس نکلے
ہجوم یاس کم ہو تو کوئی دل کی ہوس نکلے

غبار خاطر غمگین جو ہمراہ نفس نکلے
ازاں سے تا ابد نکلے تو ہاں کچھ خاک بس نکلے

گر آئی موت کی ہچکی صدا دی کوس رحلت کی
جو کہنگر و نرخ میں بولی تو آواز جرس نکلے

حریصون سے جہنم جسکا زبان کا غیر ممکن ہے
کمند شہد مین پھنسکر نہ اک کو رو مگس نکلے

بنائی کن ہوئی جب سے اسیر دام الفت ہین
ازل سے ہم لیے ساتھ اپنی بیضے کا قفس نکلے

نسیم لالہ و گل ہو کہ بوئے زلف سنبل ہو
جو نکلے اس گلستان سے پریشان ہو کہ بس نکلے

سیہ کاروں سے یہ ہے دختر رز کا اشارہ ہے
پڑی کملی جو سوے میکدہ ہو کر عسس نکلے

موثر ہو جو بو اوس گلبدن کی ہم صفیرون کی
پسینا اسطرح نکلے کہ جیسے عطر خس نکلے

وہ بیکس ہون کہ رون نالہ بھی جو در دھیان آئے
بجز اشک رواں کوئی نہین فریادرس نکلے

۳۲ ۱۰

نہ ٹھہرے صورت مرکہین آشنا و عام ہین
جدہر نکلے ادہر بگٹٹ اوٹھائی ہم فرس نکلے

ابرو نہین بینی کے ادہر اور ادہر ہے
انگشت نما معجزۂ شق قمر ہے

محتاج فلک نے ہے کیا صاف دلون کو
جو آئینہ دنیا مین ہے وہ دست نگر ہے

آب آب ہے یہ ابر مری اشک رواں سے
ہر قطرۂ باران عرق شرم مین تر ہے

انسان وہ حسین ہے کہ ہی محبوب الٰہی
کیا حسن پریزادمین سرخاب کا پر ہے

ہے سنگ جراحت نہ دکھی جو دل زخمی
بے درد جو ناسور ہی وہ روزن در ہے

اے کان جواہر تجھے کیا چاہیے زیور
خاتم کا نگین ناف ہی چلہ سی کمر ہے

غم سے دل صافی جگر ان بھی نہین خالی
آنکھون مین بھرے اشک بھی ہی گھر ہے

ناچار ہون ہون زخم دل اک آدہ تو ٹانکون
سو ٹکڑے ہر رنگ گل صد برگ جگر ہے

تا شام ہے خورشید لب بام کا جلوہ
زردار کا دم بھر مین فنا نشہ زر ہے

۳۳۰ ۹

ہم شاد سے واقف نہین اگہ ہین پر اتنا
اک شخص نکلتا تو ادہر خاک بسر ہے

حباب وار نہ اک آب دیدہ شبنم ہے
جو اس چمن مین ہو انگور چشم پر نم ہے

فلک کے ہاتہ سے محتاج ہین یہ اہل چمن
ورم کی جا دل لالہ مین داغ مرہم ہے

مہم مرے پہ ہے درپیش سانۂ دوزخ کی
جو سہنے خان کی طرح سر کرے وہ رستم ہے

قسم ہے چشم خان کی سیۂ مروت سے
کہ تو رے جگ ترا نکھون کے بین ہی جم ہے

عدوی جان کی نہو مطمین تواضع پر
ہدف زنی کے لیے گردن کمان خم ہے

بتائے گا وہی احوال شمع پروانہ
ستی کی حال سے جو کوئی شخص محرم ہے

بشر تلاش مین زر کے نہ کیون پریشان ہو
کہ ہم کتابت درہم نوشت و درہم ہے

دہن مین مجمع دندان ہو موسفیدی تک
کہ تا بصبح ستارون کی بزم برہم ہے

۳۳۱ — ۹

ستمگرون کا نشان بے نشان ہو اے شاد
نہ سام ہے نہ نریمان ہے نہ رستم ہے

نہ بلبلا نہ پھپھولا ہے وہ نہ شبنم ہے
جو بوند اشک بہانے مین چشم پرنم ہے

ہر ایک قاتل سفاک شہر اظلم ہے
شہید ہونگے سلامت جو تیغ کا دم ہے

خوشی سے خون مین نہائین گی کچھ نہین غم ہے
وہ ابر تیغ جو برسا رہا جہا جم ہے

وہ مجمہ غریب کو ہے درد تنگدستی کا
کہ بالش کف افسوس جسکے مرہم ہے

خجل یہ ہین مرے اشکون سے اہل بحر و چمن
دُر آب آب پسینے پسینے شبنم ہے

پلک سے آنکھہ کی پتلی ہو سینہ زن ہر پل
جو کوئی روئے نہ ہم بیکسون کو کیا غم ہے

ہوا زوال ڈھلی دوپہر جوانی کی
قریب شام ہے جانا ہو دورون کم ہے

زہے وہ قد جو اقامت مین راستی سے تنے
خوشا وہ سر جو رکوع و سجود مین خم ہے

۳۳۲ — ۱۱

جنان شگفتہ دلی شاد سوز غم دوزخ
یہین بہشت بریں ہے یہین جہنم ہے

گلے مین اوسکے یہ طوق گلو کا عالم ہے
کہ شاہ جم کے انامل مین زیب خاتم ہے

غم شباب ہے رنگ خضاب سے ظاہر
سیاہ پوشی ہر سو دلیل ماتم ہے

پسند ہے دل خونی جگر تو لے اے شوخ
لہو کی بوند یہ کیا کوئی جان آدم ہے

خدا نے نطق دیا ہے پئے نکو گوئے
جو بدزبان ہے بت تند خو بہایم ہے

روا روی ہے بشر کے لیے نفس بہ نفس
خبر یہ دے رہی نبض رواں دما دم ہے

سیان رزق مقدر نہین کم و بیشی
خورش کے وقت ہر انگشت دست باہم ہے

خوشی نصیب جو اک عشق مین نہین تو نہو
ہزار طرح کا سامان غم فراہم ہے

رواج بخل بخیلان یہ ہے زمانے مین
جو کوئی نام بھی دینے کا لے وہ حاتم ہے

تپ درون سے ہین روشن چراغ داغون کے
دیا سلائی کا ہر استخوان مین عالم ہے

جو کوئی روئے نہ ہم سکیسون کو رنج نہین
پلک سے آنکھہ کی پتلی تو حرف ماتم ہے

۳۳۳ پسند کیون نہو ہر جو فروش گندم گون
۱۳ گیہون وہ ہے کہ جو ای شاد جان آدم ہے

جلوہ گر وہ شعلہ رو پہنے ہوئے ملبوس ہے
شمع بے پردہ سیان شیشۂ فانوس ہے

اک نفس کے واسطے وہ آسمان کنجوس ہے
وا زگون کمڑی کو لٹکا تا یہ کبھی چوس ہے

نامرادی جہان پر ارمان سے یہ مانوس ہے
حسرتون سے یاس سے یہ دل مایوس ہے

چاک دامانی نے کب کا فاش پردہ کر دیا
سنگ رسوائی ہے اور اب شیشۂ ناموس ہے

پانون رکھہ دیتا ہون سر تنہی پہ پٹکتی ہے
شاخ گل کو دست پیر امر انحوس ہے

کیون نہو ٹکڑے جگر ہر صاحب فریاد کا
چاک سینہ ہے جرس کا شق دل ناقوس ہے

نامۂ اعمال بھی پر چہ ہے اک اخبار کا
جو فرشتہ دوش پر ہے مخبر و جاسوس ہے

ہم سیہ کارون کا چھٹنا جیتے جی ممکن نہین
بند کا ہے جیلخانے مین دل محبوس ہے

بیدرد ہے پا جو تیر سا سیدھا چلے بہر طلب
خوش وہ دست جود جو شکل کمان معکوس ہے

کیون نہو دھوکی کی ٹٹی شیخ کی ریش سفید
صبح کاذب کے لگے مین خرقہ سا لوس ہے

شمع سان یارب جو یہ جلتا ہے اپنی آگ مین
طائر دل ہے مرے پہلو مین یا ققنوس ہے

لوگی ہر دم ارم کی کیون نہ آدم کو رہے
دانع جنت سے نکل کر ہے پر طاؤس ہے

۳۳۴ مرنے پر بھی جہان مین شہرہ آفاقونکا شاد
۸ نام باقی ہے نہ خسرو ہے نہ کیکاؤس ہے

زمانے کو مرا سچ مچ الم ہے — وہ جبھو تون بھی نہین کہتا کہ غم ہے
چھپائے منہ جو روتا وہ صنم ہے — یہ باعث ہے مری آنکھون مین دم ہے
جو لکھتا ہون غبار دل کا احوال — اوڑاتا خاک سر پر حرف نم ہے
یہ پھولا ہون مین مرنے کی خوشی سے — بھکتا دیکھکر جسکو ورم ہے
خوشی کی آ نہین سکتی تمنا — یہ دل مین کثرت رنج والم ہے
نظر آتا نہین ہے قرب عینین — الوپ انجن لگائے وہ صنم ہے
جو پوچھی کیفیت نالہ کشی کی — پکاری نے مرا نتھنون مین دم ہے

۳۳۵ بہشتی ہے مطیع ام واب شاد
۱۳ جنان مان باپ کے زیر قدم ہے

برہمن ڈر بتان فتنہ گر سے — خدا محفوظ رکھے انکے شر سے
نہاؤن خون مین مین مژگان تر سے — جہا جہم منیہ ترے تیرون کا بر سے
بہٹایا جی ہے یہ خستہ دلی نے — اوٹھا جاتا نہین ٹوٹی کمر سے
کٹے کیونکر شب غم لو لگاکر — یہ پوچھا چاہیے شمع سحر سے
نکل آئے نہ دل سینہ سے قاتل — سنان کو کھینچ آہستہ جگر سے
سرائے گور مین پہونچین گے مر کر — ہم اوٹھتے بیٹھتے گرد سفر سے
وہ بیکس ہون کوئی گذرا نہ رہرو — بجز آب دم شمشیر سر سے
وبال باغ یہ ہون جس پہ بیٹھا — وہ ٹہنی پیٹ پڑی مجھپر شجر سے
سبک ہو کر شتاب سرے مژگان — گرے ہم ناتوان ہین کی نظر سے
کوئی کشتہ ہوئی دل کی تمنا — جو آنسو آبدیدہ ہین گہر سے

نہین رکھتے کسی دم نبض محزون
بشر ہین گرم رو برق و شرر سے

مرا تار نفس ہے جیکا جنجال
وہ طائر ہون بند ہین پر جسکے پر سے

۱۳۶

وہ نقش جب ہی نقش در ہم اے شاد
صنم کیا ہین خدا ملتا ہے زر سے

۱۳

جو موت سے بڑھکر کہی غمخوار ہین ہم بھی
اوس جان کے گاہک کی خریدار ہین ہم بھی

نشہ ہین جو اینکے وہ سرشار ہین ہم بھی
صوفی یہ سمجھتے ہین کہ مینخوار ہین ہم بھی

باندھے ہین کمر شمل علی بت شکنی پر
کرنے کو شکستہ بت پندار ہین ہم بھی

یارب خلش خار مژہ ہے جو سراپا
مچھلی کی طرح کیا ہمہ تن خار ہین ہم بھی

وہ چاہے تو احباب کے مانند محمد ہین
یارون کی نکیرین کہین یار ہین ہم بھی

اے دولت دین دل ہی غنی تیری بدولت
بوذر کیطرح غم نہین زردار ہین ہم بھی

اک ہین نہین فرقت مین تری خضر و مسیحا
کہتے ہین یہی زیست سے بیزار ہین ہم بھی

فرہاد سے لاغر ہین یہ مجنون کی ہے نسبت
دو ہرا بدن زار ہے تیار ہین ہم بھی

کیا شان آلہی ہی کہ پتھر سے ترش کر
بت بھی یہ سمجھتے ہین طرحدار ہین ہم بھی

تقدیر یہ کہتی ہے نصیبون سے ہمارے
تم ہی نہین مجبور رہو لاچار ہین ہم بھی

سر دوش پہ فرہاد کی مانند گران ہے
یہ بوجھ جو اوتری تو سبکبار ہین ہم بھی

منصف ہو تو ہی شک کی جا ہی کہ نہین ہے
سایہ بھی تری ساتھ ہی اے یار ہین ہم بھی

۳۳۷

اوس شوخ نے اے شاد کبھی منہ نہ لگایا
مستی سے سوا یون تو سیکار ہین ہم بھی

۷

جیدن بکتا تو مجنون کی قسم لیتے تو ہم لیتے
یہ سودا مول دام و درم لیتے تو ہم لیتے

شمال کو کہکشان نازل جو ہوتی رفع حیران سے
وہ اپنے سر پہ ہر اک قدم لیتے تو ہم لیتے

گلے کٹتے جو اوس ابرو پہ بازار محبت مین
سر اپنا بیچ کر تیغ و دو دم لیتے تو ہم لیتے

جھکا کر سر یہی کہتے ہین کانٹے دشت وحشت کے
تری مجنون کی اے لیلےٰ قدم لیتی تو ہم لیتے

کوئی اہل زمین کیا لیگا بدلا خاک اندانیکا
عوض تجھسے سپہر پرستم لیتے تو ہم لیتے

کوئی کرتا نکرتا پیچ رفعی موبمو لیکن
جو تجھسے مل کے اے زلف صنم لیتی تو ہم لیتے

۳۴۸

یہی کہتا ہی وہ اے شاد مسلمہون کہ ہندو ہون
یہ دیتے دین وہ دیتے دہرم لیتے تو ہم لیتے

خریدار تبان جسد رہ غم لیتے تو ہم لیتے
قیامت تک تو لیتی کم سے کم لیتی تو ہم لیتے

کلام اللہ کو جیسے مسلمان چومتے ہین
یونہین اک بوسہ روئے صنم لیتے تو ہم لیتے

جو ہم بستر نہوتا وہ کباب سیخ کی صورت
اوسی کیا کرونگا شب بھر بہم لیتی تو ہم لیتے

زبان حال سی جہاں یہ مجھ وحشی سی کہتے ہین
کہ تیری پاؤن پڑ پڑ کے قدم لیتی تو ہم لیتے

خدا کرتا عوض گر عاشقون کے دل دکھانے کا
تو ہر بد لا بتان پر ستم لیتے تو ہم لیتے

گہر سیپی سے پتھر کیطرح لعل بدخشانی
عطا کرتا جو وہ ابر کرم لیتے تو ہم لیتے

دکھاتے سیر مستون کو تماشا گاہ عالم کی
برائے دختر رز جام جم لیتے تو ہم لیتے

اگر مانع نہوتا کوئی دیدار تجلی کی
کلیم اللہ سے محشر مین قسم لیتے تو ہم لیتے

جو تلقین بھی تری پڑھتے یہی کہتا وہ کجرو ہی
لحد مین آدمی ہاتھون سی دم لیتے تو ہم لیتے

۳۴۹

جو قتل اے شاد سو باری بھی ہوتی وہ نصیری ہین
علی اللہ ہی کہکر جسم لیتے تو ہم لیتے

تن کی جل سرشس نہ مرمٹنے پہ تن آمادہ ہی
نقش پا کو دیکھیہ رہ پیش پا افتادہ ہے

وہ جہان گرد جہان ہون دشت پیمایون کا پیر
بعد جس وحشی کے مجنون صاحب سجادہ ہے

بہر عقد سرکشی تو وہ ہی اے بالا بلند
شمع بزم اگر ترے اک پاؤن کی استادہ ہی

سادہ لوحان جنون کو کیا غم روز حساب
سر نوشت نامۂ اعمال فرد سادہ ہے

کوہ ہستی سی سبک دیوین گئے اہل فنا
نقش پا تک بھی نہین جنکا میان جادہ ہے

مین وہ نیکش ہون کہ جسپر زخم کی انگور ہے
ٹپکی پڑتی دختر رز ہی یہ جوش بادہ ہے

خنجر فولاد قاتل مین غضب کی آگ ہے
ہر رگ حلق بریدہ موی آتش دادہ ہے

۱۲ ۳۴۰

سب بنی آدم ہین پر اے شاد تسبت کی سبب
بادشاہ کوئی گدا کا ہے کوئی شہزادہ ہے

دل پر آرزو وہ ہی لہو کیسا جو دم نکلے
تمنا ہی تمنا حسرت ہی حسرت ہم نکلے

وہ ارمانون بھرا ہون گرد حسرت ہم نکلی
قیامت تک تو نکلے ہر نفس جو کم سے کم نکلے

ترش کر سنگ خارا سی یہ سمجھو کہ ہم نکلے
خدا کی کعبہ بن بیٹھے بڑی کافر صنم نکلے

ہزارون نالہ کش آئی نہ پوچھا اور سنی اتنا بھی
یہ فریادی کہو کیون ہے کسکی آہ کس کا غم نکلے

جو بھی دل مین یہ مژگان ہی بڑی مروک کانٹے سے
جو نکلی ہی تو بیکر جان یہ تیر ستم نکلے

فراری ہو گئے لاکھون مجنون و وامق سے
ہزارون سر فروشون مین ہمین ثابت قدم نکلے

دوئی کا جب حجاب اٹھا دل شیخ برہمن سے
نگاہ چشم وحدت مین ہین اک پرو حرم نکلے

گلے کاٹین ہزارون اوس صراحی دار گردن پر
کٹوری چشم میگون کی جو دیکھی روح جم نکلے

ملے مٹی مین کیا کیا بانکی ترچھی خنجی قربت سے
اوگر عشق پیچان ہی تو وہ پر پیچ دم نکلے

گرے اندہون کی سورت ہر طرف سے سیل خونخوار
جہان ہی کہا یا فاتح بیر الام نکلے

دل مبا کو نہ تنہا سا کلیجہ خورد سال سے
سر ہر بالین ہی وہ ای موت ہے جا کی تو دم نکلے

۱۳ ۳۴۱

ازل سے ہی وطن آوارگی تسبت مین
جہان آدم سے چھوٹی لکھنو سے شاد ہے نسبت

جوانی ہر زیادہ وقت پیری جوش ہوتا ہے
بھڑکتا ہے چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہے

خجل بیشی خدا جاتی ہین انسان شرم عصیان سے
کفن مین منہ چھپا کر ہر بشر روپوش ہوتا ہے

مزا آرام مرقد کے لئے یون دل تڑپتا ہے
تپان بستر پہ جیسے طفل بے آغوش ہوتا ہے

بجا ہے اوسکے رہتے ہین مری ہوش نہ لیکن
وہ آتا ہی تو خوش کرتا ہمین دل بے ہوش ہوتا ہے

سپر بین کاٹو زبان پر بھی ہو نیشتر ہون جو جا ہے
سی لب نیشکر کی محل جا بین نوش ہوتا ہے

سمائی نشہ تن کی ہو کمظرفونکو مشکل ہے
اوبل پڑتا ہے شیشہ مے کا جسدم جوش پہ آتا ہے

مرا تابوت کاندھی پر لیے احباب جاتے ہین
یہ بیڑا وہ ہے طوفانی جو دو شادش ہوتا ہے

لگی رہتی ہی کاکل رات دن آوس تبکی کانون سے
رقیب روسیہ آنسون پہ سرگوش ہوتا ہے

۴۲

مین وہ معجز بیان اے شاد ہون تصویر کا جسکی
زبان حال سے گویا لب خاموش ہوتا ہے

۷

زبان حال سے کہتی ہے یہ تو آتش غم کی
مری آگے ہین ٹھنڈی گرمیان نار جہنم کی

تجلی ماند ہی افشان سے نجم صاعقہ دم کی
یہ رتی ماشا واللہ ہے تبنوکی حسن کی چمکی

معما یا ذی شرف ہی یا ون جس محفل مین کہتا ہے
در و دیوار سے آتی صدا ہے خیر مقدم کی

فقیری بن پڑی گی سچ ہی بہتر بادشاہی سے
یہ تربت سے صدا آتی ہی ابراہیم ادہم کی

ہمارے نام سے اعضار قیبون کی لرزتی ہیز
وہ اپنا رعب چھایا ہی نبد ہی ہی دہاک رستم کی

مین ایسا کشتہ تیغ الم ہون جسکی تربت پہ
بجا ہے چادر گل فرش ہے بیتی سپر غم کی

۴۳

پیالہ جب کیا وہ ہم فقیر مست منصف ہین
چڑہایا جام مے اے شاد تربت پر شب جمعہ کی

۱۱

جدائی ہے لکھی تقدیر مین انسان عالم کی
حروف مفردہ سے ہی کتابت لفظ آدم کی

عدم سے آتی ہی رو یا مین جسدم سیر عالم کی
پڑی ہین پتیان گنتی مین میرے نخل ماتم کی

دو ملت قائل شیر خدا ہی ایک عالم کی
کرین دنیا کے کتے پیروی کلب سگ کی

چڑہائی عشق نے کی خیریت دل کی الٰہی ہو
صف مژگان ترنے فوج اشکون کی فراہم کی

تعین وہ آدمی ہو آدمیت سے جو خالی ہو
سمائی سوج ہے انسان کی قالب مین بہائم کی

کیا ہے شور ماتم جوش گریہ شور محشر نے
یہ بدنامی مری ماکر دل و دیدہ نے پیہم کی

مداوای دیدہ گریان وہ اپنے گھر ہے جانی کو
تمہی اک پل نہ جھڑ ایسی لگی اشکون نے مادم کی

کریمون کی مری پر درہم بخشش چراغان ہین
دیئے سی نرگسی روشن ہوا اندھیری قبر حاتم کی

ازل سے آسمان یہ تفرقہ پرداز انسان ہے
قد آدم سے پیدا ہین جدا ہے قد آدم کی

خطر کچھ تیرہ بختی سے نہین ہم نیکنامون کو
سیاہی سی بچائے روسفیدی نقش خاتم کی

قوافی سب ہین یکسان نظم لیکن ایک مطلع مین
۳۴۴ ردی ای شاد تاسین و مجرد ہمنے باہم کی

ہویدا اسودی پتلی سی یہ ہر چشم پر نم کی
سیہ پوشی کیے ہین مردم دیدہ محرم کی

چمن مین جب گیا آئی اجل مجھ کشتہ غم کی
ہوئی بدبار بوندی کی کٹاری بوند شبنم کی

جو طے کر جاے ایام ولیالی مرد میدان ہے
یہ عمر ہفت روزہ ہفت خوان ہے گرد رستم کی

عجب کیا گر خدا دے آبرو مجھ بے مری کو
یتیمی باعث عزت ہوئی عیسی مریم کی

وہ ہون مین زخمی برگشتہ قسمت جسکی زخمون پر
اثر تیزاب کا پیدا کرے تاثیر مرہم کی

یہ فضل اشک بھی اعجاز اسمعیل کہتے ہین
رواں ہوتے ہین جب آنسو صدا آتی ہے زمزم کی

جھڑی برگ خزانی پھول مرجھائے گلستان کے
چمن کی آتی ہے باد خزان نو بزم برہم کی

ہوس خواہش زمین نہ کیون ہو طرہ پیشان ہو
کہ اک صورت کتابت مین ہے درہم اور درہم کی

اے ای شاد کیا اوس خندہ پیشانی کی نسبت دون
۳۴۵ یہ شمع روتی صورت تو ہے پیدائش محرم کی

کسیکا پردہ عزت جنون کتمان نکرے
خدا برسنہ کرے ننگ خاندان نکرے

دہن وہ گنگ ہو یارب کرے جو بدگوئی
وہ لال ہو سخن نیک جو زبان نکرے

پہن کے خلعت زر منعمو نہو مغرور
زمین کا کہین پیوند آسمان نکرے

رہون مین پردہ شہنا مین کسطرح خاموش
جگر مین چھید ہون جسکے وہ کیون فغان نکرے

وہ مرغ سبز قدم ہون جہان مین جا بیٹھون
وہ پھٹ پڑے جو تلم شاخ باغبان نکرے

کریم بحر عالم وحشت مین ہم نے سامہ دی
پر اچھے کی جہان مین کوئی دکان نکرے

وبال جان حسودان ہوں بردباری سے
نصیب خاطر احباب ہو گران نکلے

۳۴۶
سدا چراغ سے جلتا رہے چراغ اے شاد
قضا خموش مری شمع دودمان نکلے
۱۱

محشر میں مرا قصہ اک آن میں فیصل ہے
وہ بت جو نہیں منصف اللہ تو عادل ہے

باب سخن اسدرجہ مسدود و مقفل ہے
گویا دہن بستہ اک عقدہ لاحل ہے

سو خواہشیں کشتہ ہیں یک بسمل ہوں کہوں کن سے
اک گنج شہیدان ہے یا دل کوئی مقتل ہے

مسی ہے یہ اوس بت کی اندھیری ہے عالم میں
خورشید فلک دن کو روشن کیے مشعل ہے

آئی جو قضا میری آئینہ صفت وہ بھی
منہ دیکھکر رہ جائے صورت یہ مبہل ہے

خنکر ہے رقیبوں کو بوسہ لب شیریں کا
اوس بت کی ترشروئی میرے لیے حنظل ہے

جب بند ہوئی آنکھیں ممکن نہ کفن ہوگا
کس خواب میں اے غافل ہم بستر مخمل ہے

دو ہر کیطرح اک ہیں اللہ و صنم دونوں
جو انکو جدا سمجھے وہ مشرک اجہل ہے

عکس صف مژگان ہے اوس طفل کے سینہ پر
یا شیر کے ناخن کی پہنے ہوئے میکل ہے

جو ہے شرف آدم وہ اول انوری
ظاہر میں سو آخر ہے باطن میں سو اول ہے

۳۴۷
اے شاد جنوں پن کی فرہاد کو لینے دو
موت آئی ہے سر چڑھتا پرویز کی محمل ہے
۱۱

گوشہ سماعت ہے یہ لا سخنی حاصل کی
سب کی سنتا ہوں پہ کہتا نہیں اپنے دل کی

تیرہ بختی یہ ہے بیکار ہمارے دل کی
روشنائی ہے نہ خط کی نہ سیاہی تل کی

کیوں نہ آرام کریں گور غریبان والے
ماندگی ہر سفری کو ہے رہ منزل کی

کشتنی وہ ہوں کہ قتل جہان میں جسکے
ہڈیاں بنتی ہیں قطع گیر تن بسمل کی

مجلس عیش کی انجام کا شاید ہے خیال
شمع خالی نہیں روتی ہے بھری محفل کی

سخت جانی سے رکا دم جو گلے پر چل کے
خنجر تیز نے آسان اڑی مشکل کی

ہیں وہ ہوں آدم خاکی ہمہ تن گرد ملال
جیسے تصویر مجسم ہو سراپا گل کی

پردہ بردار کہ صاحب نظراں منتظر اند
جلمنیں باندھ دی ای پردہ نشیں محمل کی

ابروؤں پر ہی نہ شمشیر نگہ پر موقوف
دم ہر اک تیغ پہ دیتی ہیں گئیں بسمل کی

قبض ارواح ہیں کی دیر عبث وقت اجل
تو ذرا کہنی مری اے قابض جاں نیزل کی

سنگ تہ قفس ہیں بیخ و دم صیاد ہیں شاد
سل ہے چھاتی پہ دبری ایک پر بلبل کی

پردہ قبلہ نما ہیں بھی جو گلشن میں رہے
ہم وہ طائر ہیں کہ سلی پہ نشیمن میں رہے

دوستوں سے جو نہاں خون مرا رہتا ہیں
شاہد انگشت شہادت بہ دشمن میں رہے

ناتوانوں کو نہیں بیش زنوں کا کھٹکا
رشتہ بر بیم خلش خانہ سوزن میں رہے

وہ گرفتار جنوں ہوں حوض طوق گلو
ہنسلی گردن کی مری پرمری گردن میں رہے

خون بھی رنگلی نہ کسی تب کے کبھی کانوں پر
چیختے پردہ ناقوس برہمن میں رہے

رہبری دوست کی گمراہی دشمن سمجھے
خضر سے خوفزدہ دشت ہیں رہزن میں رہے

خنجر درسی ہے بدتر وہ ہمارے نزدیک
درد ناسور جگر کے جو نہ روزن میں رہے

وہ سیہ کار ہوں تربت پہ چراغاں ہو نہ
تیرہ بختی سے اندھیرا مرے مدفن میں رہے

پردہ آل نبی فاش نہو ظالم سے
بوے سادات نہیں پیرہن تن میں رہے

مرگیا پر بھی وہ نالا ہوں مثال ناقوس
جو نبی نے مری ہڈی کی وہ نشتر میں رہے

سانہ دے کوئی کسیکا نہ کمی میں ہرگز
چوٹ پڑتی ہے شرر سنگ آہن میں رہے

دل جلوں کا جو وہ حافظ ہو سمندر کی طرح
اوس پتنگے پہ نہ آنچ آئی جو گلخن میں رہے

دوستو کیا میں کہوں ناخن مژگان کی خلش
اوس سے پوچھو جو کوئی پنجہ دشمن میں رہے

بوئی بوئی سے مرے خون کی بو سوٹیگی
گل تر لاکہ چھپائی ہے جو دامن میں رہے

اشک رو ہو کر نہ تا گل ہو حیرت ہستی
روشنی شاد مری دیدہ روشن میں رہے

شیریں رطب سی میری شکرلب کی بات ہے
کیا شاخ تجہ مین حسن کی شاخ نبات ہے

جب تک بدن مین جان ہے جلتی ہین ہاتہ پاؤن
دولہ کے دم کے ساتہ یہ ساری برات ہے

بے آبرو ڈبوے نہین چین اشک کو
یہ طفل بد سرشت عجب نیک ذات ہے

ایذا سے موت اوٹہائینگے خضر و مسیح تک
انسان تا ابد بھی جیے پھر ممات ہے

ہم مومنون کو بوسۂ رخ سے کیجیے عطا
واجب متاع حسن کی دینا زکات ہے

نقش فنا شباب و شب وصل ایک ہین
اسکو قیام ہے نہ اوسکو ثبات ہے

حوروں پہ لوٹ صوفی مکار ہے تو ہو
اپنا تو دخت رز کیطرف التفات ہے

اے شاد دین کے لیے دنیا کا چھوڑنا
دشوار کیا ہے کون بڑی کائنات ہے

۱۰

۳۵۰

اے دوست تاسف کہ ہم فقیرون کے
خطوط مٹ گئے سب تا کی لکیرون کے

شرار سنگ مین ہین کھل گیا تیون کا حال
بھری دلون مین شہرت ہے ان شریرون کے

میان دام و قفس ہی گذر گئی اپنی
خوشا نصیب چمن سیر ہم صفیرون کے

لباس فخر زمین ہے گوشہ گیرون کا
قباے تن پہ اتو نقش ہین حصیرون کے

جو ظالمون سے بچا چاہے کرگون ساری
نشانہ زاغ کمان ہون کبھی نہ تیرون کے

یہ بد قماشی گردون سی ہے جہان بے فیض
تہی ہین دست کرم گنجفہ کے میرون کے

مثین کے دفتر عالم مین مثل حرف غلط
لکھا ہے خط جبین مین بھی بیسیرون کے

محل فا عتبر و اگر دش مقدر ہے
ملے وہ خاک مین جو زیب تخت سریرون کے

جو ان وہ ہین یہ اللہ سے جنکو بیعت ہے
مرید ہم نہین اے شاد اور پیرون کے

قطعہ

۳۵

جو دیجیے بھی تو دست خدا مین دیجے ہاتہ
قدم بھی لیجیے تو ایسے دستگیرون کے

۱۴

حجاب آسمان مین کو نہان ہے
عیان منصور کے حق پر زبان ہے

ہدف ہونگا جو وہ ابر و کمان ہے
مری اس بات سے خاطر نشان ہے

حقیقت سب مری لکھکر قلم سے
دوات انگشت حیرت در دہان ہے

نہین جز شرم کوئی مانع دید
فقط آنکھون کا پردہ درمیان ہے

دل نالان ہے چپ آنسو ہین جاری
جرس خاموش گریان کاروان ہے

سبک رو ناتوانی سے ہون ایسا
مرا سایہ دو بے پاؤن روان ہے

ملائم ہو بدن سنگین دلون کا
میان گوشت نرم استخوان ہے

نہ کیون پیری مین تا کون وخت رزکو
ضعیفی ہے تو ہو دل تو جوان ہے

ہویدا ہے میان چشم حق بین
فلک کے سات پردون مین نہان ہے

مین اوسکے خواب مین کیا جیسکے جاؤن
ہر اک آنکھون کی تپلی دیدبان ہے

مرے پر بھی نہین مٹتے ہین نامی
نقوش مہر بانام و نشان ہے

مرے مضمون ہین غیرون کے سخن مین
مری دولت نصیب دشمنان ہے

سجود مسکنان مستی مین گرنا
صدائے قلقل مینا اذان ہے

۳۵۲
مجھی تک نام روشن ہے مرا شاد
مرے پر گل چراغ دودمان ہے
۱۰

کنہ کو پہونچے نہ کیا اوسکی ذات پاک کے
ہر حدیث ماعرفناک شہ لولاک کے

آج تک مشق ستم گاری کو اوس سفاک کے
سات پیڑی ہین نہ پہونچا کوئی ہفت افلاک کے

روغنی صورت یہ انسان حسین نازنین
ہم شبیہ آدم خاکی ہے پتلی خاک کے

قطع ہے تن پر مرے یہ جامہ عریان تنی
دل پہٹا جاتا ہے صورت دیکھکر پوشاک کے

جو تیان کہائیگا جو پیرو ہوا شیطان کا
زندگی پاپوش کا یہ ہین کٹی فتراک کے

حال عاشق دیکھنا در پردہ گر منظور ہے
چاہئین بینائی میرے دل صد چاک کی

سر کے بل مستی مین گرنا سجدۂ شکرانہ ہے
جانماز میکشان ہی چاہئون نخل تاک کی

بے مغز کو کیا وہ کمائی دی وہ متہرک کی قرین
چشم باطن ہین کو ہے نیک چاہیے ادراک کی
وائے بر حال اُنکو جو دنیا کی کہتے ہین بشیر
اہی زہی قسمت سگ اصحاب کہف پاک کی

۵۳ ۱۱

ہم فقیرون سے شاہو ناز اٹھ کیون نہ درویشی پہ ہون
ہر حدیث فقر فخری صاحب لولاک کی

مجھ جہان مین دل بستگی یہ حاصل ہے
کہ بند بند گرہ صورت انامل ہے
وہنکی گفتگو زبان کو لغزیہ مائل ہے
گرہ مین بات مری باندھنی کہ قابل ہے
خبر مری صنم بے خبر نہ لین تو نہ لین
مرا خدا نہین اک آن مجھسے غافل ہے
بنا کر کے کر دہ کجرخی نہ دیکھو تو
وہ منہ بگاڑنے کو آئینہ مقابل ہے
جو توڑتا ہے تو اے محتسب سمجھکر توڑ
دل کلال بھی ان بوتلون مین شامل ہے
عجب نہین ہر جوہری بے طلب وہ بوسۂ لب
یہ آئینہ ہے کہ صورت سوال سائل ہے
خوشی کے قافلے جسمین سدا اوترتے تھے
غم والم کی وہی دل مرا منازل ہے
وہ بعد لیت و لعل ہم بغل ہر اب آن مین
جو داغ وعدہ خلافی ہر مہر باطل ہے
خدنگ آہ سے کشتہ ہین حسرتون لاکھو
یہ دل مرا ہی کہ آماج گاہ قاتل ہے
لبون پہ جان ہی اے ضبط گریہ روک ابتو
کہ ڈوبتی مری کشتی کنار ساحل ہے

۵۴ ۱۲

کرون شکایت نامنصفی مین کیا اے شاہو
جو ہشت و ہرم وہ صنم ہی خدا تو عادل ہے

یہ اوری خلق سے روزی دل ناشاد کی ہی
کہین بہوسی بھی نہین دانہ برباد کی ہے
نہ تڑپنے کی عبارت ہی نہ فریاد کی ہے
گھٹکے مرجائی پہ مرضی مرے صیاد کی ہے
حوصلہ پاؤنگا ہی قیس کی پا مردے کا
سر کو سر چوٹ ہماری سر فرہاد کی ہے
چاہیے پارچہ خلعت مین شہادت کر لین
کمرے چورنگ جو نیت مرے جلاد کی ہے
عرق منت کا پئے اہل جنون ہے ازلی
ہنسلی گردن کی بنائی نہین حداد کی ہے

رزوئین دل کی ہین لاکھون کشتہ
نا امیدی نے چھری تیز کی بیداد کی ہے

سخت باتون کا ہو بچتا ہی جو صدمہ دل کو
وہ کڑی چوٹ نہ پتھر کی نہ فولاد کی ہے

ہم فقیرون کے تجرد پہ بجا اے شہ حسن
دل گرفتار ہین صورت الف آزاد کی ہے

سینہ تک کاہی جگر چاک پئے درد تیم
ماشاکون سی ہان کو نہین اولاد کی ہے

بانکپن سی ہی ہر بل ابرو پہ نگاہین ٹیڑی
اوس پہ طرہ کج ادائی ستم ایجاد کی ہے

ہم بغل ہو جو وہ بت آج عجب کیا اسکا
ہر بار پٹر کتی دل ناشاد کی ہے

حسن بینی سے نظر کی تو یہ معلوم ہوا
سائیے کے بہیس مین تصویر پریزاد کی ہے

۳۵۵

شاد الست ہے موجود پئے دختر رز
پیر میخانہ جو خواہش تجھے داماد کی ہے

۱۰

فغان نکلی دل پر آرزو سے نالہ یا نکلے
وہ ارمانون کو نے نکلی دہن سی جو صدا نکلے

جو تو دنین گڑے کانٹی وہ موی سر کی جا نکلی
جو بہی سر مین جو بنکر گو کہرو وہ زیر پا نکلے

یہ خود بینی نی عالم آشنا اوسکو بنایا ہے
جس آئینہ مین منہ دیکہی وہ صورت آشنا نکلے

سنی مجیہ کاروانی کی صدا وے کوس رحلت کی
جو رونی مین لگی ہچکی تو آواز درا نکلے

مین وہ ہون عاشق صادق ستمگر جسکے تربت کی
بنائین عطر مٹی کا بہی تو بوئے وفا نکلے

کلیجے کی سے ٹکڑے کہنکن جگر کے پار خرگان ہو
دل پر آرزو سے پہانس ارمانون کی تا نکلے

چلے تو دہار پر پارے وہ دریا کی روانی کو
بڑہی تو بارہ مین شمشیر براں کی سو اسنکلے

تلاشی دست بردونکی جو ہاتون ہاتہ لیجائے
ہمارا دل تری مٹھی مین اے دزد حنا نکلے

دل فرخ دہ نی جھوڑا سا تہ دریای محبت مین
جنہین ہم آشنا سمجہے وہی نا آشنا نکلے

۳۵۶

۱۱

مین وہ ہون کلمہ گو ہی شاو سنتے ہی سخن جسکا
دہن سی ہر شکر بے دین کی ہی صلے ملا نکلے

آکے تربت پہ بہت روئے کیا یاد مجھے
خاک اڑانی لگی جب کر چکے برباد مجھے

دے اڑا کل بازی کے نہ کیا دے مجھے
نہ بنا گیند دھر کا ستم ایجاد مجھے

گھر کو چھوڑے ہوئے مدت ہوئی صیاد مجھے
کس چمن میں ہے نشیمن یہ نہیں یاد مجھے

گٹ کے مر جاؤں یہ نہیں تا دہن آئی نہ فغان
کھولنی دی نہ خموشی لب فریاد مجھے

دل لگاتے ہی گرا آنکھ سے آنسو کیطرح
یہ نہ معلوم تھی اس عشق کی افتاد مجھے

چھپ گیا غیر سیہ کار ہی تاریکی میں
نہ اوڑا سایے کا دم دیکھ پریزاد مجھے

نامرادوں کی یہی دل سے صدا آتی ہے
خون بہا دی ہوس کشتہ کا جلاد مجھے

جانکنی میری کہاں سنگ تراشی تیری
اپنی ٹکر کا سمجھنا نہیں فرہاد مجھے

خوش نہیں کوئی جہان گذران میں سیفی
نظر آتا ہے جو برس تک دل ناشاد مجھے

کوئی خالی نہ اثر سے ہو مرا الفضل سرشک
ناخلف دی مری اللہ نہ اولاد مجھے

۳۵۷ عشق میں آل محمد کے جنون ہو اے شاہ ۹
یا بہ زنجیر کرے الفت سجاد مجھے

نہ بارش ہو جو اوشو کی تو شمشیر وں کی جوہر سے
وہ کیا تلوار پر سانیگے جو گرجی ہیں گوہر سے

جنازہ تک نہ اوشو یا گرا کر دل سے عاشق کو
پڑیں قدموں پہ زلفیں بھی اگر دوش دلبر سے

شکستہ بالی بلبل دل صیاد کیا جانے
پر پروانہ کی حسرت کو پوچھو مرغ بسمل پر سے

نشان قیس سے واقف نہیں پر گرد باد دے
غبار اک ناتوان سا ہے کوئی برباد صرصر سے

جو دل میں درد اٹھتا ہے تو ضبط گریہ کہتا ہے
گرینگے آنکھ سے آنسو جو نکلی دیدۂ تر سے

وہی دو لب کا بوسہ لب شیرین جاناں کے
جو بہتر تا نہ ہے ہر روز نہ شکر خوریکا شکر سے

سیاہ و غم صف آرا ہے الٰہی خیر ہو دل کی
لہو میں اشک خونی تر بتر آتے ہیں لشکر سے

عیاں ہے سر سفیدی ہر بن مو گمان ہے تیر کا
سیہ دل ہے مگر مثل سواد چشم اندر سے

۳۵۸ پڑھا لکھا ہوں سب کچھ شاہ پر مجبور عاشق ہوں ۱۰
کبھی بخت سے بد طالعی سے بد مقدر سے

خلوے کہ نہ دے صحف داور تو نہین ہے
کچھ قاصد مجیب پیمبر تو نہین ہے

حیران ہون کیون نازلہ ہوتا ہی زمین کو
تربت مین تڑپتا کوئی مضطر تو نہین ہے

کیون سنگ حوادث سے نہ ٹوٹے دل نازک
آئینہ ہے کچھ سد سکندر تو نہین ہے

تقدیر یہ کہتی ہے جو ہو خواہش لذت
ہو نقش نہین ملو خاک کو شکر تو نہین ہے

بلبل سے کرون بحث نہ کیون نالہ کشی مین
سر خاب کا کچھ اوسمین لگا پر تو نہین ہے

کج ابرو ے قاتل ہے تو ہو غم نہین اسکا
سنہ حلق سے پیرے ہوے خنجر تو نہین ہے

چینٹون مین مرے اشک کو وہ حور جو آئے
کچھ دیدۂ تر چشمۂ کوثر تو نہین ہے

ہے وحی الٰہی کا خط یار پہ دھوکا
جبریل کے جامہ مین کبوتر تو نہین ہے

رکھنے نہین دیتی جو تپش ہاتھ جگر پر
داغ دل سوزان کوئی اخگر تو نہین ہے

۳۵ ۱۳

ہے مطلع زیبا مین جو ناسیس و مجرد
جائز ہے پہ اے شاد یہ بہتر تو نہین ہے

تعالی اللہ ترش کر یہ ہوئی توقیر تیہر کی
خدائی کعبہ بن بیٹھی ہر اک تصویر تیہر کی

تناسخ سے اگر بدلے خدا تاثیر تیہر کی
ابھی کایا پلٹ کر رام ہو تصویر تیہر کی

پرستش کرتے تھی پیش نبی بر بر تیہر کی
نمازین پڑھتے تھے کافر لیے تصویر تیہر کی

مرے پر بھی جو چھوٹے طائر جان مجیر ممکن ہے
مزارون پر لگی ہین جالیان تصویر تیہر کی

تصور جب بندھا اوس بت کا آنکھین مین جانو کی
یہ پتہر اٹین کہ پتلی بن گئی تصویر تیہر کی

بتان دیر سے نفرت یہ کہتے اہل مسجد ہین
نماز اوس جا پڑہین جس جا نہو تصویر تیہر کی

نگاہ غور کر حسن بتان پر چشم حق بین سے
خدا کی شان دکہلاتی ہی ہر تصویر تیہر کی

بتان سنگ دل کی پوچہو کس سے حقیقت کو
زبان گویا نہین رکہتی کوئی تصویر تیہر کی

ہمیشہ سے حریم دل صنم خانہ ہوا ہے زاہد
میان کعبہ تھی پہلے لگی تصویر تیہر کی

برہمن کا ضرر کیا ہے بت پندار توڑینگے
نہ یہ مٹی کی مورت ہے نہ یہ تصویر تیہر کی

مرقع ہے ہر اک صورت کدہ شہر و نواحی کا
وہ بت ہو جو صنم خانی میں ہے تصویر پتھر کی

جو دیدار خدا ابھی چہیئے مشتاق تبیان دل سے
بھری آنکھوں میں تیلی کھینچ تصویر پتھر کی

۱۵

قوافی ایکساں معیوب ہیں اے شاعر پختہ
مع الایطا لکھی ہے کیا غزل تصویر پتھر کی

۳۶

بتوں کو برہمن پوجیں زہے تقدیر پتھر کی
بنا کر آدم خاکی مری تو قبر پتھر کی

جنوں زا حسن زیور سے یہ ہے تاثیر پتھر کی
گئے ہیں سلیماں بیر کی ہیں زنجیر پتھر کی

الٰہی تو ہی عادل حج میں ہو تقصیر پتھر کی
عوض شیطان کی ہوتی رجم ہے تصویر پتھر کی

وہ چشمہ ہے دہن جسمیں رواں تیس و مارین ہیں
خجل ہے دودھ کی دانتوں سے جوے شیر پتھر کی

بنایا ہے یہ بتاب و توان نازک مزاجی نے
جو ہو بچا صدمہ گل چوٹ کی تعمیر پتھر کی

نہ کیوں ہو نقش ہر دل پر خط رخسار اوس بت کا
ہزاروں سحر پر چھپتی ہے اک تحریر پتھر کی

بیابان مرگ ہونے سے تو اے مجنوں یہ بہتر ہے
پہاڑی کوئی مثل کوہ کن جاگیر پتھر کی

سمجھ نقش فنا غافل گھروندا چار عنصر کا
نہ یہ خشتی عمارت ہے نہ یہ تعمیر پتھر کی

کبھی بجلی سے نالوں کے علم چمکے نہ رونے میں
سیاہ اشک نے جوڑی نشان کی تیر پتھر کی

تبان جنگ جو کی یہ سپر حفظ الٰہی ہے
ہزاروں کٹ مرے پہونچی نہیں نکسیر پتھر کی

جو وہ بت اپنے دیوانوں کو حکم سنگساری دے
مری آنکھوں کے دہلے دیں مجھے تعزیر پتھر کی

بنائی سنگریزی لعل جب معجز بیانی سے
علی نے بھی سنی مثل نبی تقریر پتھر کی

ہیں وہ ہوں کوہ کن اون جو اوس کی ضد جتاتے ہیں
رواں ہو دودھیا پتھر سے جوئے شیر پتھر کی

وہ مجنوں نوجوان لڑکے مجھے تیار کرتے ہیں
زمین اوس جا کی بن جاتی ہے دودھ تیر پتھر کی

۱۶

ملے دانہ نہ بے کوشش کسیکو شاد دنیا میں
پھرائے آسیا کو گردش تقدیر پتھر کی

رباعیات

وہ حسن گران قدر ہے سبحان اللہ یوسف نہین پاسنگ مین تیری ہی ہے بت		انصاف کی کانٹے مین بھی تولا با اللہ رتی ہے چڑھی حسن کی ماشا اللہ
سب آل عبا وجہ حسن پیدا ہین اللہ کی ہے سے ہی ثبوت اعداد	ولہ	واحد ہین جدا جدا بدن پیدا ہین اک نور خدا سے پنجتن پیدا ہین
جس روز کہ رخصت شہ والا تھی بچپن مین بچھڑنا پدر و مادر سے	ولہ	بیمار مدینہ پہ عجب ایذا تھی صغرا کے لیے قیامت کبرا تھی
رونا غم سرور مین ہی بخشش کی دلیل آنکھین نہین تو دیکھیے چشم پر نم کی طرف	ولہ	جانے کی یہی جانب کوثر ہے سبیل اشکون کی دہری مردم دیدہ ہین سبیل
پر آب یہ چشم دل دیوانہ ہے رونے کا مجھے ورد ہے مثل تسبیح	ولہ	کیا گریۂ یعقوب کا افسانہ ہے اشکون کی لڑی سبحۂ صد دانہ ہے
آئینہ مین ہے عکس شباہت تیری آنکھون کی قسم مردم دیدہ ہین گواہ	ولہ	گردون پہ ہلال مین ہے رویت تیری ہر چشم مین دیکھتا ہون صورت تیری
بو عشق کی سینہ مین جہان لگتی ہے گو شمع کہ ہے مہر خموشی لب پر	ولہ	رونے کے سوا آنکھ کہان لگتی ہے لیکن نہین تا سوسن زبان لگتی ہے
دنیا مین خوشی جو کوئی دم ہوتی ہے ہے شاد ترقی و تنزل تو ادام	ولہ	افزائش رنج و غم بہم ہوتی ہے بڑھتا ہے جو سن تو عمر کم ہوتی ہے
شاہون کا نہ احتشام رہجاتا ہے کہدتے پہ محمد مہر نگین کی صورت	ولہ	گنج درم و نہ دام رہجاتا ہے نیکی کرے کہ نام رہجاتا ہے
گا ہے خبر قصد ہلاک اوڑتی ہے ہین آئینہ رو شیشۂ ساعت کی شبیہ	ولہ	بے پر کی کبھی وقت تپاک اوڑتی ہے ظاہر مین تو صاف دلمین خاک اوڑتی ہے
ترکہ جو پدر کا انس و جان مین پہونچا	ولہ	ورثہ مجھے آدم کا جہان مین پہونچا

اگر گریے وہ فردوس بریں کو نکلے		مین موت کی دنیا پہ جنا نہین بھو سچا
کیا قدر گہون گریۂ چشم تر کی	ولہ	موتی کی حقیقت نہ زر و زیور کی
تولے جو دُر اشک تو عقدہ یہ کہلا		رتی ہے چڑھی آج کل اس گوہر کی
نمناک ہے فرط غم سے چشم گرداب	ولہ	ماتم کی بچھائے صف ہین موجین بر آب
یہ ڈوب موا ہے کون بیکس یارب		دریا مین جو پھوٹ پھوٹ روتی ہین حباب
بے دین ہین اہل ہوس و ہر غضب	ولہ	ایمان سے حریصون کو نہین کچھ مطلب
جسکا کہا ئین او سیکی گا ئین اے شاد		سب پیٹ کے بندی ہین رکابی مذہب
وہ پیر ہون جسکے نل و دامق ہین مرید	ولہ	ہین خسرو فرہاد بھی شاگرد رشید
سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد		شکر ایزد کہ حق بحق دار رسید
نہرین ہون رواں خلق ہین کیونکر سرسو	ولہ	ہین دیدۂ تر خشک پڑے ہی آنسو
ہو مردمک چشم برہنہ بے اشک		کیا ننگی نہاے کیا نچوڑے گیسو
رخسارۂ رنگین جو نظر پر تل جا ئین	ولہ	گل غنچہ بلبل سے اودتر بالکل جا ئین
اے یوسف خوش چشم مثال یعقوب		نرگس بھی جو دیکھے تجھے آنکھین کھل جا ئین
اس دل کی صفائی کا عجب لیکھا ہے	ولہ	ہر اک سے خوش آمد کی لیا کرتا ہے
میری سی مری تری سی تیری آگے		یہ آئینہ بھی ایک ہی منہ دیکھا ہے
جو اوس بت آذری کی آنکھین دیکھے	ولہ	حوروں کی نہ وہ پری کی آنکھین دیکھے
کیا نرگس جادو ہے فسون سازی مین		وہ چشم ہے سامری کی آنکھین دیکھے
رایت سے نشان سے علم زیبا سے	ولہ	وہ تو ہے سو اسکے ید طولا سے
قد سرو نے بانس سا بڑھایا تو کیا		لگا نہین طوبے کو قد بالا سے
وہ گریۂ عصیان کا چڑھا پانی ہے	ولہ	کشتی فلک زورق طوفانی ہے
یہ جوش پہ ہے بارش تر دامانی		ابر کرم اوڑھے ہوے بارانی ہے

بجلی مین اگر صاعقہ کا عالم ہے	ولہ	جھلکی سے کہین عقد ثریا کم ہے
عاشق کو دکھانا ہے جو زیور کی بہار		آجلد کہ دھکدھکی مین اٹکا دم ہے
حورون کو جو اغماض فرح ناکی ہے	ولہ	پریون کے لیے لغزش چالاکی ہے
انسانیت اور شادحسن انسان مین نہین		تصویر گلی وہ آدم خاکی ہے
راحت ہے سرہانے جو نہین تکیہ ہے	ولہ	اے خواب اجل تجھپہ مرا تکیہ ہے
زانوے صنم جب سے نہین بالش سر		تکیہ مین لحد ہو یہ سخن تکیہ ہے
برق و مہ و آفتاب و ذرہ چمکا	ولہ	سیم و زر و سیماب و شرارہ چمکا
جو شے تہی چمکنی کی وہ چمکی ہے شاد		قسمت کا مرے پر نہ ستارہ چمکا

قطعات

غم نہین گر گناہ ہین دمساز		رحمت حق پہ مجرمون کو ہے ناز
ہوگی مجھہ محو حال کی بخشش		ہے کریم الرحیم نکتہ نواز
نیک و بد جو کہو ہمین و اللہ	ولہ	ہم کہین گے نہ کچھ تمہین باللہ
جو خوشی ہو کرو وہ ظلم و ستم		حق کا راضی ہے اسے تو اللہ
چین ابرو پہ مژہ ہے برہم	ولہ	کشت و خون ہوگا مقرر اس دم
بل ہے ابرو پہ چلے گی تلوار		ہاتھہ بدتا ہون ید اللہ کی قسم
اسقدر مینہ کی ہوئی کثرت ہے	ولہ	ہم غریبون کی بھی تربت ہے
کر گیا اشک فشانی سو بار		ابر رحمت تجھے صد رحمت ہے
نفس کش جو ہے پہلوان ہے وہی	ولہ	رستم و سام کا نشان ہے وہی
دلکو اپنے جو تیسدن مارے		دہر مین تیس مارخان ہے وہی
ظاہر از زہد پہ دیتے دم ہین	ولہ	میکشی کرتے نہان بیغم ہین
کھل گیا پیتے ہین چوشیدہ شراب		شیخ و زاہد بھی چھپے رستم ہین

بت نہ بت خانہ مین کنشت مین ہین	ولہ	نہ صنم کعبہ مین نہ صومعہ مین ہین
اک زمانے کو مین دیکھے بھالے		مردم چشم جہان دیدہ ہین
لائے گی قیامت آمد آمد	ولہ	پامال مدام ہونگے بے حد
ہنگامۂ حشر کا نہین غم		مرگ ابنوہ جشن وارد
جن پر یخوان کے ہنر سے کھیلے	ولہ	سانپ افسون کی اثر سے کھیلے
پرڈسے زلف کی ناگن جسکو		منہ سے بولے نہ وہ سر سے کھیلے
کسیکی زلف صفت بیدار باتین ہین	ولہ	کسیکی صاف سب منہ وار باتین ہین
ہر ایک اہل سخن کا جدا ہے رنگ سخن		ہزار نہ مین عنادل ہزار باتین ہین
آبلون سے ہوئی خارون کو جو یاس	ولہ	بولی شبنم کہ تہین کیا ہے ہراس
تو ہی سنعت ہو یہ کانٹون نے کہا		اوس چاہئے کہین بجھتی ہے پیاس

قطعہ تاریخ میلاد چاردہ معصومین علیہ السلام مشتق از نام علی علیہ السلام
فی بیت تاریخ حسب فرمایش جناب امیر الدولہ سعید الملک راحہ
محمد امیر حسن خان بہادر ممتاز جنگ فرمان فرمای محمود آباد متخلص بہ سحر

اے زہی نام علی تیغ جوان در کارزار		مبدۂ سال ولادت جملہ معصوم کبار
سال عام الفیل محفوظ ست در یای علی		میشود آن سال میلاد رسول کردگار
بعد عام الفیل بر گیر از علی لام علی	سنہ عام الفیل ۱۰	تا بگردد سال میلاد شہ ولدل سوار
نیمۂ یای علی بر گیر از لفظ علی	سنہ عام الفیل ۳۰	سال میلاد بتول امد بعشت در کنار
ہر سہ حرف علی تعبیر کن بحسابی سنین	سنہ بعثت ۵	سال میلاد حسن تا سہ بود اندر شمار
	سنہ ہجری ۳	

کاکل و پای علی تکسیر کن تا میشود		سال میلاد حسین ابن علی ذی وقار

سنه ۴ هجری

هشت بر لام علی بافزا شود تا در حساب		سال میلاد امام عابدین نامدار

سنه ۳۸ هجری

عشر زیر و نون بین گیر از عین علی		تا سنین خلقت باقر شود آئینه وار

سنه ۵۷ هجری

هر دو اطراف علی بر گیر تا ظاهر شود		سال میلاد امام جعفر عالی تبار

سنه ۸۰ هجری

در علی یا کن سه تا در دو از آن ترخیم کن		تا سنین خلقت کاظم بماند برقرار

سنه ۱۲۸ هجری

در علی زلف علی را کن دو تا تا میشود		سال میلاد امام ضامن دین نبی قهندار

سنه ۱۴۸ هجری

پنج کم کن از دو چندان کاکل و چشم علی		سال میلاد تقی تا بر تو گردد آشکار

سنه ۱۹۵ هجری

زبر و بین هر دو تا بر گیر از نام علی		سال میلاد نقی ظاهر شود ای هوشیار

سنه ۲۱۲ هجری

بست بر مکتوب و ملفوظ علی افزون کن		تا شود سال ولادت عسکری نیک کار

سنه ۲۳۲ هجری

المضاعف کن علی هر حرف رقمش کن روان		سال میلاد امام مهدی دین برنگار

سنه ۲۵۵ هجری

قطعه تاریخ وفات چهارده معصومین علیه السلام فی بیت تاریخ

اے رہی نام علی مجموعہ سال و سنین		مجمع تاریخ فوت چار دہ معصوم دین
ہر دہائی علی یکسیر کن ای ذی خرد		رفت از دنیا درین سال احمد مرسل امین

سنہ ۱۱ ہجری

از علی عشر علی بر گیر تا گردد عیان		بر تو سال فوت زہرا و نبی یکسان چنین

سنہ ۱۱ ہجری

ضرب بنما از علی یا ے علی را در چہار		جان بحق شد اندرین سال امیر المومنین

سنہ ۴۰ ہجری

غور در عین علی کن نون بگیر از بینات		سال فوت مجتبی بنگر ز عینین یقین

سنہ ۵۰ ہجری

مینما لام علی تضعیف و اعداد اوش شمر		شد درین سال حسن شبیر در خلد برین

سنہ ۶۰ ہجری

پنج از فرق علی کم دہ زیا لیش حذف کن		آئینہ گردد سنین مرگ زین العابدین

سنہ ۹۵ ہجری

یا علی گو از زبان تا بر تو ظاہر میشود		سال فوت حضرت باقر امام متقین

سنہ ۱۱۴ ہجری

حذف کن یا ے علی و بینات لام گیر		تا شود سال ممات جعفر سلطان دین

سنہ ۱۴۸ ہجری

در علی عیش دو تا و جان لا اش کن ستا		تا سنین رحلت کاظم بگردد دل نشین

سنہ ۱۸۳ ہجری

عین و لامش کن دو تا سہ گیر از نام علی		اندران سال وفات ضامن و ثامن امین

سنہ ۲۰۳ ہجری

بیش و کم شنود مکرر بشمر اعداد علی | | سال فوت رهنمای دین تقی سبط حسین

سنه ۲۲۰ هجری

در علی مکرر ساز و نصف عینش کن مزید | | اندرین سال آن میر فتنه نقی زیر زمین

سنه ۲۵۵ هجری

عین و لامش کن دو چندان شش با یای علی | | میشود سال وفات عسکری حاصل درین

سنه ۲۶۰ هجری

جز خدا اے شاد در عالم نمی داند کسی | | سال فوت حضرت مهدی امام آخرین

قطعه تاریخ که خدائی پسر چوبدار که در محفل شادی آن وزرا و ارکان و اعیان سلطنت بحکم میرزا نصیر الدین حیدر بادشاه خلد منزل شریک شدند

چو که خدا پسر چوبدار شاه نمود | | شریک شادی او شد وزیر ظل الله

سنین شادی آن زاده عصابه دار | | نقیب بانگ نقابت زدند پیش نگاه

۱۲۴۰ھ

قطعه تاریخ در صنعت تضاعف

بصید گشت چو مژگان خواص سلطانی | | اسیر کیش بشمار از خطای افسون کن

ز حکم شاه چو زنبور بر زبان بردند | | بگو سال گرفتارش جگر خون کن

الف بگیر ز فرق اسیر مژگان | | سه مرتبه بمضاعف مضاعف افزون کن

سنه ۱۲۴۸ھ

قطعه تاریخ عقد میرزا نصیر الدین بادشاه خلد منزل

خدا اعهد شهنشاه او ده | | کز خدا شد چو بعهد زینت و زین

مصرعه سال همایون گردید | | شد قران قرین سعدین

۱۲۴۹

قطعه تاریخ وفات دختر میرزا علی صاحب در وضع حمل

چو شد آلبستنی غنچه دهانے | | عدم از گلشن ایجاد بو ده

سفینش شد که از باغ جهان آه | | تمر ریزید و گل برباد بوده
۱۲۵۳ھ

قطعه تاریخ جلوس حضرت امجد علیشاه بادشاه

خوشا وقتی که بر تخت شهی بنمود اجلاسی | | مهین پور شهنشاه اوده ملک جهان بانی
زهی فور همای سایه افزایش اورنگی | | خهی برعرش اعظم جلوه فرما نخل سبحانی
تعالی الله بحر زاوت ماوای پناه حق | | افاک الله بحفظ اوست عجا نگهبانی
خرد سال جلوسش چون بمصراع پری گفته | | سلیمان شد بساط آرای اورنگ سلیمانی
۱۲۵۸ھ

قطعه تاریخ تولد فرزند ارجمند شیخ احمد حسین صاحب

زحق بیافته احمد حسین پور سعید | | سرور سینه بی کینه و مسرت جان
دو تا سنین ولادت شده یکی مصرع | | غریب ماده و نور چشم راحت جان
۱۲۶۲ھ ۱۲۶۲ھ

قطعه تاریخ وفات گنا طوائف ساکن لال بازار

طوطی گلزار عشرت بلبل باغ نشاط | | بولی زهره جبین گنا خوش آهنگ و خوا
تا رجان ناز نینش را ز تنبور تنش | | چون بقانون قدر شکست مضراب قضا
هر جلا جل دست با افسوس مالیدن نمود | | سینه کوبان گشته با چوب غم او مرثیا
از دهن فی ناله جائی نوازی بر کشید | | شد بسوز مرثیه او شاد یانه چون بکا
بار باب درد او هر ساز ناسازی گرفت | | کاهش ل شد ترانه جانگزا آهنگ غنا
از سرود ماتمش کیف نوا سنجی ربود | | حظ رسید از زمزمه لطف پری از صوت ما
مطرب ل سال عمرش در ترنم زد که شد | | رقص بی رنگ و طرب بی ساز و نغمه بی صدا
۱۲۶۳ھ

قطعه تاریخ وفات حضرت امجد علیشاه فردوس منزل

چون شهنشاه اوده از دنیا | | عزم فردوس بقر موده آه
خامه ام سال وفاتش بنوشت | | بی چراغ آه اوده بوده آه

سنہ ۱۲۶۳ ہجری

قطعہ تاریخ فراغ شیخ نورالدین صاحب

نورالدین شد چو فارغ التحصیل
پیچ دستار علم زد بر سر

بہ سنینش تمام شد یکدل
درس و تدریس علم و فضل و ہنر

قطعہ تاریخ ترمیم مسجد و بنای دروازہ ۱۲۶۶ھ

قد بنی احمد حسین مسجدا
لصلوۃ اللہ فاسجد و اقترب

ان شاد اقال فی تاریخہ
باب بیت اللہ و اسجد و اقترب

قطعہ تاریخ تولد پسر سید محمد تقی عرف نواب جنگل ۱۲۶۶ھ

شد تولد بن سید تقی نیک نہاد
نیر برج شرف کوکب میمون طالع

چون قلم سرعہ تاریخ بہ قرطاس نوشت
شد ز برج حمل آن شمس ہمایون طالع

قطعہ تاریخ وفات خاص محل نواب عمدۃ الدولہ بہادر مرحوم ۱۲۶۷ھ

در دار بوز ار لعبای زد چو از دنیا قدم
حوا خدم مریم حشم نواب بیگم صاحبہ

تاریخ فوتش شد ہمین در خلد باجر لہنا
بودہ بہ گلگشت ارم نواب بیگم صاحبہ

قطعہ تاریخ تالیف کتاب تصریف اردو لسان موسوم چار باغ زبان ۱۲۶۷ھ

چو تصریف اردو رقم کرد شاد
اصول و قواعد با ربع لسان

دو سال و سنینش شدہ مصرعے
کہ تاریخ نو چار باغ زبان ۱۲۶۷ھ

قطعہ تاریخ دختر نواب سید تقی عرف جنگل صاحب ۱۲۷۰ھ

بنت سید تقی تولد شد
مہر وش غیرت قمر بادا

کلک قدرت نوشت تاریخش
مشتری کز حمل بدر بادا

تاریخ وفات مادر نواب سید تقی عرف جنگل صاحب

مادر نواب جنگل چون بہ درد صد راہ
بند از خواب اجل بنمود چشم پر حجاب

مرغ روحش روز عاشورہ سوی جنت پرید
در ریاض خلد رفت آن مریم عصمت مآب

جست چون سال وفاتش ز رضوان بگفت | ور ارم کن خورد لبو جام کوثر کن شراب

قطعه تاریخ وفات خواجه وزیر مرحوم وزیر

شاعر خوش زبان و سحر بیان | متخلص وزیر شاه سخن
مرد روزیکه از قضا و قدر | مرغ روحش بخلد رفت زتن
تازگی گل کلام بر فت | گشت بے عندلیب باغ سخن
کشته شمع مشاعره گردید | گم شد از شعر معنے روشن
کشورے شاعری شده ویران | بے یکین بیت شعر زان مردن
بے سر و پا تمام شد بے سال | مصرع الفاظ حرف شعر سخن

۱۲۷۱ھ

قطعه تاریخ در صنعت مدور و نقش شائزده خانه مربع از هر رکنی که خوانند مصرع خارج از معنی اصلی نگردد

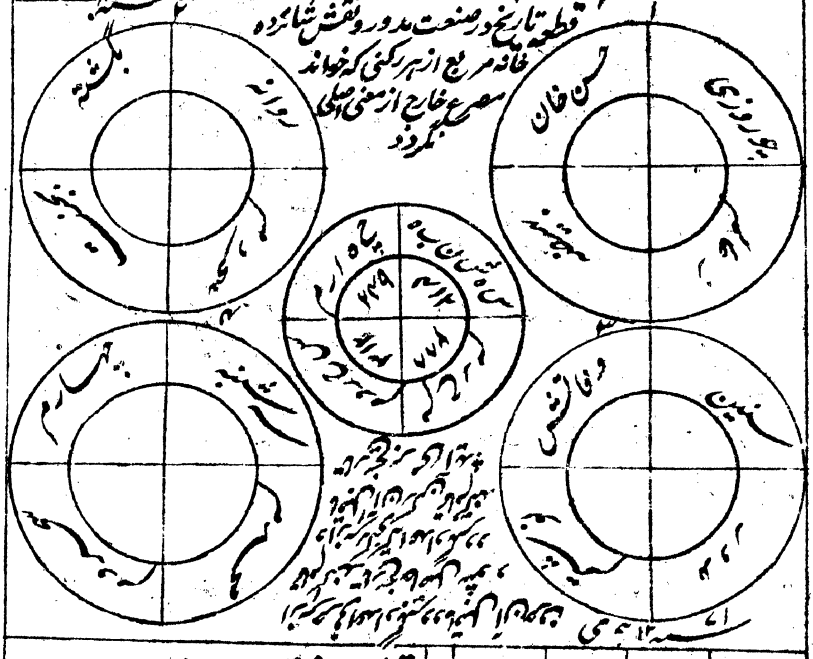

قطعه تاریخ تولد برادرزاده مصنف

سه شنبه	چهارم	محرم	به شبی شده پسر چنین	کشف الدجی بجماله
سه شنبه	چهارم	محرم	همه خوبی و همه نیکوئی	حسنت جمیع خصاله
سه شنبه	چهارم	محرم	پے سال او شد مصرعے	بلغ العلے بکماله
سه شنبه	چهارم	محرم		

۱۲۷۱ھ

قطعہ تاریخ انتزاع سلطنت از شاہ اودھ

چون اودھ را گذاشت شاہ اودھ — شد عجب انقلاب واو بلا
شاد میگفت مصرع تاریخ — لکھنؤ شد خراب واو بلا

۱۲۶۲ھ

تاریخ وفات جعفری بیگم ہمشیرہ حسین میرزا صاحب عشق

چون مسماۃ جعفری بیگم — زین جہان رفت سوئے باغ جنان
شدہ سالش بہ صنعت تخریج — ز قضا جعفری بدے بے جان

۱۲۷۳ھ

تاریخ وفات مولوی سید باسط علی مغفور

نجلد رفت چو باسط علی اوستادم — فقیہ و صرفی و نحوی و فاضل اکمل
شدہ بمصرع تاریخ معنوی صوری — دوشنبہ روز شب نوزدہ ربیع اول

۱۲۷۳ھ

تاریخ وفات مادر مصنف

چون مادر من آہ زفاق بہ غش افتاد — روحش صفت حور بفردوس مکین شد
تاریخ بہ جستم چو بتامیم و بہ تخریج — غش آمدہ از جسم برون جان حزین شد

۱۲۷۴ھ

تاریخ وفات ہمشیرہ والد مصنف

عمہ ما را چو آتش سوختہ رخت حیات — جان بلب شد صدمۂ درد و الم در یافتہ
پنجشنبہ بست و چارم از صفر رحلت نمود — در ریاض خلد قصر لعل و گوہر یافتہ
سہ مضاف از مصرع آخر بتاریخش بگیر — ظل طوبی قرب زہرا جام کوثر یافتہ

۱۲۷۶ھ

تاریخ طبع دیوان نواب مجید الدولہ بہادر

مجید دولہ بہادر سخنور ذیشان — بہ دہر ثبت نمودہ کلام دل جورا
ستین طبع دیوان بہ لفظ ثبت بگیر — ستانا سر تا پا ہشت کن دل اورا

۱۲۷۶ھ

تاریخ بنای مسجد

مسجدے چون سکینہ بیگم ساخت — تا نے کعبہ خدائے کریم

شاد تاریخش از خدا جو بخواست | قال هذا مقام ابراهیم
۱۲۷۷ھ

قطعه تاریخ مسجد

پس بلوه چو اول مسجد سے ساخت | امیر جگم آن عالی مقام ست
چو پرسیدم سنینش ہاتفی گفت | کہ زیب مسجد بیت الحرام ست
۱۲۷۹ھ

تاریخ نقل کربلائے چوبے از کربلا نواب امیر محمد حسین آوردند

امیر ساخت نقل کربلا را | مثال کربلا باز یب و زین ست
رقم شد بمصرعہ سال بنایش | شبیہ بہ شہد پاک حسین ست
۱۲۷۹ھ

تاریخ بنای مکان نواب افضل محل سہ مصرع فی مصرع تاریخ درین صنعت کہ منقوطہ بہ منقوطہ و مہملہ با مہملہ و با منقوطہ با مہملہ بمصرعہ ثانی ضم کنند تاریخ بسیار ظاہر شوند

زہے کاخ نواب افضل محل | بطاق نکو با خوش آئین مکان
در مصرعہ من بکر بسنبج | عزا خانۂ پاک و بیت جنان
۱۲۷۹ھ

قطعہ تاریخ ختنہ پسر امیر سلطان حسین

جشن ختنۂ ہمایون فال | خرمی در جہان ست شام و پگاہ
مصرعۂ سال ختنۂ مسعود | اے زہے سنت خلیل اللہ
۱۲۷۹ھ

تاریخ تولد امیر حسین پسر اولاد علی

شد تولد بن اولاد علی امیر حسین | مہر وش زہرہ جبین ماہ لقا نیک نہاد
گشت تاریخ ولادت بہ یکے لفظ حسین | با عشر ضرب بکن کل عشرات و آحاد
۱۲۸۰ھ

تاریخ ختنہ پسر نواب اسد علی خان

نجل نواب اسد علی خان | مخزون بشود نور دیدہ
گلبن بہار بہر تاریخ | گلبن از شاخ گل بریدہ
۱۲۸۲ھ

تاریخ رحلت میر علی اوسط رشک

بگہ بلا سفری شد چو رشک اہل چمن
بخلد رفت ز فضل خدائے رب کبار

الف بر شک فزود و سنین عمرش گیر
چہار مرتبہ بے روی رشک کن تکرار

۱۲۸۴ھ

تاریخ تولد پسر نواب نبو

از خدا نواب نبو مفضل یافت
در یکتا بے نظیر و بے بدل

مصرعہ تاریخ ہجرے شد سنین
اے زہے خورشید آمد از حمل

۱۲۸۴ھ

تاریخ تعمیر مکان خاقان نبو صاحبہ محمد علیشاہ

ملکہ دہر بر ونق پر داخت
جائے تمکین در ذیشان منزل

شاد بنوشت چنین سال بنا
طاق کسرائے و خاقان منزل

۱۲۸۶ھ

تاریخ وفات خورد محل نواب صادق علیخان بہادر نبیرہ محمد علیشاہ بادشاہ

حیف اے محبوبۂ صادق علیخان مردہ
زیر طوبیٰ باد مامن فادخلی فی جنتی

چون سنین ہجری و فصلی بگفتم مصرعہ
قال رضوان بامین فادخلی فی جنتی

۱۲۸۷ھ

تاریخ وفات راجہ تجمل حسین خان بہادر تعلقدار بہتوا مئو

زد سیا چو پازد تجمل حسین
علی بخش زینت نبی بخش زین

چو ہادی حسن شد بتاریخ سال
بخلد آمدہ با تجمل حسین

۱۲۸۷ھ

تاریخ تولد نبیرہ مصنف

ابن اخی مارا چون حق بداد طفلے
والفجر روے روشن واللیل زلف زیبا

بنوشت کلک قدرت یک مصرع در سالش
تاریخ آیۂ بین والشمس والضحا

۱۲۸۹ھ

قطعہ تاریخ وفات جنت مآب اعلی درجہ

بست و چہار وصبح شنبو مہ صیام
در روا بمرد مجتہد العصر خاص و عام

آن مقتدائے خلق کہ اہم مہارش
ہمنام رہنمائے تقی نہم امام

آن ہادیے کہ راہبر کافۂ انام
آن پیشوائے سرور دین شافع الامم

آن رست گوکه علم وعمل هر دو متفق
چون قول فعل خلصه مساوی بود مدام

آن عارفی که ذی شرف عرفان حق ازو
آن زاهد که زهد با و زاهد سے نظام

اکمل تر از همه علماے ذوی العلوم
افضل تر از همه فضلاے ذوالاحتشام

قائم مقام حجت قائم میان دهر
چون نائب رسول ائمه بالالتزام

پیر که مثل موسی عمران عصا بدست
عالی مراتبے که چو عیسے فلک مقام

ایمان پناه قاضی اسلام بارگاه
مسند نشین شرع مبین مفتی کرام

علامه که مسئله واجب و فروض
تعلیم میکند فقهاے ذوالکرام

روح القدس شرف ببر داز مقدمش
نازند با تقدس او قدسیان تمام

میراحم سلسلهٔ آل احمدی
در سبحه فاطمه چو بود منسلک امام

تقوے ببرند متقیان ز اتقای او
با فیض پارسائی او پارسا بکام

عالی مراتبی چو بخواند نماز را
خم گردن رکوع بگردد پئے سلام

تعظیم او برکن اذان ست فرض عین
در پرده قعود اقامت کند خیام

جاے نماز اهل یقین جا نماز او
سجاده اش که زینت مسجود خاص و عام

جانم فدا بهم سخنیش که در نماز
تا زیست چون کلیم نموده زحق کلام

شکر خدا بنطق دهن کرده هر زمان
هر دم بذکر یاد الهی زبان بکام

کارے ز دست خیر نکرده سواے خیر
جز راه حق قدم ننهاده دم خرام

روزے که زین جهان بسوی شد همان مضی
روحش دمم که کرد بخلد برین مقام

سیگفت شاد مصرع تاریخ رحلتش
درداشده جماعت الاسلام یا امام

تاریخ وفات پسر نواب محمد مهدی

۱۲۸۹ھ

پسر نواب محمد مهدے
از قضا حیف تہ خاک افتاد

شاد بنوشت چنین سال وفات
آه داغ جگرے چیلہ داد

۱۸۷۲ء

تاریخ تعمیر دروازہ ہلالی مکان نواب محمد مہدی

چو بنا نمود با بے ہم نام مہدی دین — خم در کمان کشیدہ چون برج قوس عالی
چو شدہ سنین فضلی کز اوج او نگشتہ — خجل ابر و سے مہ نو بدر ہلالی

۱۲۸۹ھ

تاریخ طبع دیوان نواب اجیہ صاحب جوش نبیرہ نواب محبت خان مرحوم

تبارک اللہ چو دیوان جوش شد مطبوع — بمطبع اودہ اخبار لکھنؤ بنیاد
سنین سال بدیوان جوش گیر از جوش — بجار ضرب مات کن بدہ بکمین آحاد

۱۲۹۰ھ

تاریخ طبع دیوان سید ہادی علی بیخود

زینت طبع چو گردید کلام بیخود — ہر یکی اہل زبان داد سخن سنجی داد
شاد سیگفت چو تاریخ بہ نقط بیخود — شد و خندان مات و سہ عشر و پنج آحاد

۱۲۹۰ھ

تاریخ تعمیر سرای رستم در شہر گوالیار

سرائے چو رستم بنا کرد شاد — تنا ہا بہ ہر منزل دور بکمین
سنینش بگیر از سہ حرف سرا — مثمن سریع معشر بکمین

۱۲۹۰ھ

تاریخ مسجد گوالیار حسب فرمایش میر زا در حسین کمیدان +

خلیل آسا چو رستم مسجدی ساخت — بہ ملک بت پرستان زیر افلاک
سنینش گفت شاہ صاحب دین — بکفر ستان بنا شد کعبہ پاک

۱۲۹۰ھ

تاریخ وفات نواب خورشید میرزا مرحوم

خورشید مرزا چو بودہ نواب — در خاک ہمان ماہ کمال آمدہ آہ
چون پاسے ز دنیا بردہ از پی سال — خورشید جوانی نبرد ال آمدہ آہ

۱۲۹۱ھ

تاریخ طبع مثنوی خواجہ بادشاہ سفیر

چون مثنوی مع القصاوید را — مطبوع شدہ مرقع آہنگ
نقاش خرد نوشت تاریخ — بتخانہ چین کہ نقش ارژنگ

۱۲۹۰ھ

طبع شد چون مثنوی شاہد خوش گو سفیر — ولہ — ہر یکی تبیش برای معنی روشن محل
مصرعہ تاریخ گفتہ شاد چون مطبوع شد — مثنوی لاجواب و بے مثال بی بدل

قطعہ تاریخ دیوان جناب مقیم الدولہ راجہ نواب علیخان مرحوم رئیس محمود آباد ۱۲۹۲ھ

راجہ ممدوح تخلص سحر — گوہر یکتائے بیاض سحر
ہر سخنے زینت درگوش او — زیور سیمائے بیاض سحر
معنی رنگین ہمہ خورشید تاب — چون گل رعنائے بیاض سحر
طبع بگشت آن سخن بے نظیر — رونق اجزائے بیاض سحر
باسر و پا آمدہ فصلے سنین — دفتر زیبائے بیاض سحر

۱۲۹۳ھ ۱۲۸۳ فصلی مطابق

تاریخ دیوان عرش مغفور

بگشت طبع چو دیوان عرش خوش گفتار — حدیقہ گل معنی و گلشن اشعار
سنین طبع ز دیوان عرش فصلی گیر — ز حرف حرف بدیوان عرش کن تکرار

۱۲۸۳ فصلی مطابق ۱۲۹۳ھ

تاریخ تولد فرزند نواب علی حسین خان عرف منن صاحب

چون زرق کواب منن طفل یافت — کوکب بدر الدجے نور الہدا
بہر تاریخ ولادت شاد گفت — سال فصلی اے زہی شمس الضحے

تاریخ وفات جناب میر علی انیس مرحوم مرثیہ گو ۱۲۸۲ فصلی مطابق ۱۲۹۲ھ

مرثیہ گو انیس سحر بیان — زین جہان رفت و شد بہشت مقام
بے سر و پا تمام شد پئے سال — فرد مصرعہ چہ مرثیہ چہ سلام

۱۲۹۲ھ

تاریخ وفات جناب سلامت علی مرحوم دبیر

چون دبیر از دفتر عالم سفر کردہ بشد — خاک بر سر از درد غم تر در ہم قلم و بی دبیر
از پئے سالش بصنع تخر جستہ مصرعہ — خار بے طوطی چمن بر ہم قلم و بے دبیر

۱۲۹۲ھ

تاریخ تولد بنت سید حسین

تولد شده بنت سید حسین
دُرِ عصمت و کوکب دلبری

پئے سال تاریخ شد مصرعہ
بدر آمدہ از حمل مشتری

تاریخ تولد پسر امیر الدولہ سعید الملک راجہ محمد امیر حسن خان بہادر ممتاز جنگ ۱۲۹۲ھ

چون زحق طفلی امیر الدولہ یافت
نیر اقبال مہر غروشان

عیسوی سالش چو پرسیدم زدل
گفت اے روشن چراغ دودمان

تاریخ وفات بنت ناظم آغا علیخان ۱۸۷۶ء مطابق ۱۲۹۳ھ

چو بعد وضع حمل حیف بنت ناظم مرد
برفت در ارم نوز دفاطمہ بہ نشست

بمصرعہ شدہ تحریر عیسوی تاریخ
دُرِ یتیم بدر آمدہ صدف بشکست

تاریخ تولد پسر نواب سید محمد مہدی صاحب ۱۸۷۶ء مطابق ۱۲۹۳ھ

پسر یافت چو نواب سید مہدی
سپہر نیر اقبال و ماہ کنعانی

قوام نوشت پئے سال مصرعہ تاریخ
طلوع شد ز حمل آفتاب نورانی

تاریخ مکتب نبیرہ مصنف ۱۲۹۴ھ

چو ان شاہ مکتب نبیرہ من
بعنایات خالق اکبر

بدل رجحان شد ند جملہ سنین
درس و تدریس و علم و فضل و ہنر

۱۲۹۴ھ

مخمس اول بر غزل عرش مرحوم

سنبلین موضنم صید فگن تیر کی
لالہ رخسارت عمد شکن تیر کی

گلبدن رو کش نسرین دسمن تیر کی
سرو قد غیرت صد غنچہ دہن تیر کے

تیکدے میں نظر آتے ہیں چمن تیر کے

بحر عالم میں رہ بحر پیم خوبی ہی عذاب
اضطراب دل مضطر سی ہی جان نقش بر آب

بیقراری کے سبب اک نہیں موجیں بیتاب
دم مری طرح جو رکتا ہے تو کہتی ہیں حباب

۴ سخت جانی سے نہ بن جائیں بدن پتھر کے

بدزبانی سے جو مجروح ہیں رنجور ہوا
شق ہوا جو دہن زخم وہ ناسور ہوا
ہر صنم طعنہ زنی پر جو ہیں معمور ہوا
سخت باتوں سے مرا شیشۂ دل چور ہوا

۵ کیوں نہ کہیے کہ بتوں کے ہیں سخن پتھر کے

اک تو یوں ہیں گل خنداں ہیں مجلی تبسم بیکار
اوسپہ طرہ ہے یہ اک غنچہ دہن لالہ عذار
حسن آرائش زیور ہے وہ رنگ گلزار
ہر نگینی میں عقیق شجری کی ہے بہار

۶ تو نے ہاتھوں میں دکھائے ہیں حزیں پتھر کے

اسقدر ضعف سے تھی تاب و توان سلب ہے
دم پہ بنتی تھی جو ہلنے کا کروں قصد کبھی
جنبش نبض نہ تھی جان گسل اک حتی جی
ناتوانی کا یہ ہے زور پس مردن بھی

۷ صدمے دیتا ہے مجھے تار کفن پتھر کے

یہ برومندی روزی سے ہے عالم خورسند
سیر ہوتے ہیں شب و روز چرند اور پرند
سنگدل کا بھی ازوقہ کبھی ہوتا نہیں بند
آسیا کہتی ہے ہر صبح باواز بلند

۸ رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن پتھر کے

مال و دولت پہ نہ مغرور جہاں میں ہو کوئی
ہوگیا خاک جو قارون نے امارت کی تھی
بے ثباتی میں ہر انسان ہے تصویر گلی
منعموں مٹی میں ملجائیگی آخر مٹی

۹ قصر سنگین سے نہیں خانۂ تن پتھر کے

خوش جمالی نے بنایا ہے جو سر چشمۂ فیض
دولت حسن لٹاتا صورت زر چشمۂ فیض
خیر جاری ہے دائم ہے اگر چشمۂ فیض
بوسے عشاق کو دے بند نہ کر چشمۂ فیض

۱۰ کر سزاوار نہیں جامۂ ذقن پتھر کے

اسقدر آتش غم سینہ میں ہے مشتعل افشاں
گرم آہیں جو کروں منہ سے نکلتا ہے دھواں
کیوں نہ دل میں مرے مسکن نار سوزاں
کوہ غم میں مجھے کہتی ہے پت عشق بتاں

۱۰ جیسے ہوتے ہین ستمگارون کے وطن تیرے

تا الفت رسن و سنگ تبان سنگدلی — ٹہلی آنکھون سے غضب زلف بلا کی تیری
سنگسار اوسنے کیا اسنے لگائی پھانسی — سر کے ٹکڑے بھی ہوے پاؤن مین رسی بھی بندہی

۱۱ اپنی تقدیر مین صدمے تہے رسن تیرے

بسمل تیرے مژہ مرغ زمانہ ہین یہ واہ — طائر قبلہ نما تک ہین ترے تیے واللہ
تو بھی چورنگ و دو دام کو کر دے نخواہ — دشت کو مسلخ قصاب کرا ے تیغ نگاہ

۱۲ شیر لوہے کے بنے ہین نہ ہرن تیرے

تو وہ ہی تازہ بہار گل بیخوف خزان — جو گلستان جہان مین ہی ہمیشہ خندان
شجری سنگ کے پھولون کا ہو کیونکر نہ گمان — تیرے چہلون کے گلونکی نہین ہتے ہین نشان

۱۳ ہین مگر نقش یہ اے غنچہ دہن تیرے

تیغ ابرو جو تری گشتون سے رن پاٹیگی — شاخ ارجون کی طرح نخل بدن بہاپیکی
دم سوا اور بڑہیگا جو لہو چاٹے گی — اپنی تلوار ہی دانتون سے کاٹے گی

۱۴ اے صنم کیا ہین رقیبون کے بدن تیرے

عیب ہنرون نے غرا عیب سے پائی جو بری — تب ہوی صورت تصویر خموشی سو جی
اسکا شکوہ نہین کچہ پر ہی شکایت اتنی — نہ معرف جو ہوئی دل شکنی کے میری

۱۵ بن گئے قدر شناسان سخن تیرے

شاد کو یاد جو آتا ہے شباب اپنا عرش — وہ ضعیفی مین ہی ہر بار یہی کہتا عرش
تو جوانی مین تو کل زور کیا کیا عرش — بھول اب رعشۂ پیری سے نہین اوہتا عرش

تولتے تہے کبھی ان ہاتھون سے سن تیرے

مخمس بر غزل مصنف

گلشن یہ جو کی چشم عنایت سے نظر بی — شاخین ہوئین سرسبز ہری برگ و شجر بی

پھول دیکھوں کو ملے پھولوں بھا تو کہ بستر بھی
خوشبو کی عطا گل کو جب کوش شوخ نے دی ہی

۲
منہ پھوٹ کے غنچے نے کہا کچھ جو دسر ہی

کیا پھیلنا ہی گرد رسولان زمان کا
کیا بھید کھلے ستر خدائے دو جہان کا
گم سایہ رہا فخر رسولان زمان کا
قاصد کو بھی عقدہ نہ کھلا موی میان کا

۳
دکھلائی کبوتر نے کمر کر کے کمر بھی

تربت میں بھی ناواقف بیداد نہیں ہیں
مرکر بھی جو راحت ہو وہ ناشاد نہیں ہیں
مٹی میں ملے غم سے پر آزاد نہیں ہیں
اک گرد پریدہ ہی سو برباد نہیں ہیں

۴
پامال ہیں جیوں نقش قدم خاک بسر ہی

تن ہے اسی محبس صیاد جفا جو
ہے دام بلا تار نفس صورت کیسو
ہر بند ہے لاغر بدنی سی گرہ مو
وہ مرغ گرفتہ ہوں کہ باندھے گئی بازو

۵
پرواز کے قابل نہوے تھے ابھی پر ہی

ناسور جو ہوں صورت نے لب زخم فشان ہو
جاری ہو لہو زخم جو شق مثل کتان ہو
ہوئے جو کوئی آبلہ وہ اشک فشان ہو
رونے میں نہ کیوں چشم سی خونابہ روان ہو

۶
دل ہی نہیں پانی ہی مرا خون ہی جگر ہی

وہ برگ خزانی ہوں جو برباد ہوا ہے
وہ پھول ہوں کملنے ہی بنا ہی کہ جو مرجھائے
وہ شاخ ہوں سوکھی ہوئی جس شاخ کو گن کر
وہ نخل بریدہ ہوں کہ کیسی ہی بہار آئے

۷
جز تیغ کے پھل کی نہ لگے کوئی ثمر ہی

ہر ہم ہی کتابت خط نوام میں ہمارے
ہیں سوگ نشین دفتر عالم میں ہمارے
ہر حرف سیہ پوش ہی ماتم میں ہمارے
اک خامہ ہی دل چاک نہیں غم میں ہمارے

۸
روتا ہے سدا پھوٹ کی سر کاغذ تر ہی

دم بھی یا جان حزیں اک دم فرصت
باصد مہ دوری سی ہو نوبت یہ ہلاکت

نازل ہو بلا روز جدائی مین کہ آفت — جیتے ہین تو کٹ جائیگی نا صبح قیامت

۹ — آخر شب ہجران کی کبھی ہوگی سحر بھی

وہ بلبل بیکس ہون میان چمنستان — ہین داغ ببل جسکے گلو لالہ و ریحان
سنبل بھی پریشان ہی نرگس بھی ہی حیران — اک گل ہی نہین شاخ سخن گشت بدامان

۱۰ — مشتاق افسوس ہی ہر برگ شجر بھی

ہین دلبر و دلدار جہان جیتے ہی جی تک — یاور ہین مدد گار جہان جیتے ہی جی تک
غم کہاتے ہین غمخوار جہان جیتے ہی جی تک — دمساز ہین سب یار جہان جیتے ہی جی تک

۱۱ — برسون کوئی ہوتا نہین مرنے پہ خبر بھی

جذب و کشش الفت کامل جو بہم ہو — فرہاد کی سر چوٹ کا شیرین کو الم ہو
ہم رو مین تو پانی جگر اہل ستم ہو — اے شاد خدا چاہے تو وہ رام صنم ہو

نالون مین بھی تاثیر ہی آہون مین اثر بھی

۱ — **مخمس سوم بر غزل خواجہ حیدر علی آتش**

دل مرے پر جو تجلی کہ عرفان ہوگا — جلوہ طور سر کوہ غریبان ہوگا
ذرہ ذرہ سے تہ خاک چراغان ہوگا — بہر راحت کا مرے واسطے سامان ہوگا

۲ — مشعل راہ عدم داغ غریبان ہوگا

مشتعل سینہ مین یہ آتش غم ہی واللہ — شمع سان سر سے نکلتا ہی دہان تا بہ گلہ
طور کیطرح جلا سون یہ تپ عشق سی آہ — مجمر جگر سوختہ کی خاک ہی سر مہ سی سیاہ

۳ — گوشہ چشم کوئی گوشۂ دامان ہوگا

لب پہ بھری ہی مری جان فگار کے — کوچ دنیا سی ہی جلد آیئے رخصت کیجیے
کوئی پھر کر نہین آتا ہی عدم مین جا کے — عود کرنے کی نہین روح نکلکر تن سے

۴ — پھر نہ ہوگا یہ گھر آباد جو ویران ہوگا

مشتعل آتش غم سے ہے مثال داغ — شمع سان گرم مزاجی سے گھلتا ہی دماغ
کیون فتیلہ رگ جان ہو نہ گل زخم چراغ — آتش عشق سے ہوتا ہی سراپا تن داغ

۶ — وہ گنہگار رہون جو سر و چراغان ہوگا

لالہ سان داغ دلی چرخ نے کیا کیا مجکو — ہر روش خار کے مانند سکھایا مجکو
اب خزان کا نہین اس باغ مین کھٹکا مجکو — رنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مجکو

۷ — گل تازہ کوئی اس باغ مین خندان ہوگا

ثمرہ نخل جوانی ہی تو وہ اے دلبر — بہولے گال تو غنچے سے دہن ہی بہتر
حسن نے لالہ و ریحان کو کیا ہی ہمسر — خط کا آغاز قیامت ہے رخ دلبر پر

۸ — خاوگل دیدہ انصاف مین یکسان ہوگا

تجھ سے شیرین ہے مجنون سی ہی خسرو دل — تو دمن سے ہی حسین تل سی سوا مین مفتون
کوئی لیلی تری ثانی ہے نہ مجھسا مجنون — حسن کا خاتمہ تو عشق کا مین خاتمہ ہون

۹ — نہ گدا مجھسا نہ تجھسا کوئی سلطان ہوگا

باغ پر وہ دری اوسکو حجاب آٹھ پہر — بیحجابی شب وصلت مین مجھے مدنظر
صفت سی ہی میان لاکھ ہو پوشیدہ مگر — دست گستاخ مین قزاق کا پاتا ہون کمر

۱۰ — ایک دن یار مرے ہاتھ سے عریان ہوگا

تشنہ کامی مین یہ کاکل کی سی ہی پیاسی کا مزا — پانی پیتا ہون تو پڑتا ہے گلے مین پھندا
جان لیوا دام محبت سی جو مرکر چھوٹا — بعد میرے نہ گرفتار ہوگا مجھسا

۱۱ — زلف خوبان کا بہت حال پریشان ہوگا

دیکھکر کاکل و رخ شیخ و برہمن سارے — اہل تسبیح بنے صاحب زنار ہوے
کافر عشق یہ سب حسن کے بندی ہین ترے — بے نیازی سے فریب ایسے بت عیار نہ دے

۱۲ — ہم نہ مانین گے خدا صورت انسان ہوگا

مخمسہ ۱۳ بادہ کشوں کی ہے جہان میں صحبت — دخت رز بند ہے شیشہ میں پری کی صورت
کیوں نہوں مست بشر سونگھ کے اوسکی نکہت — بوی مے کہتی ہے اس میکدہ میں کیفیت

۱۴ محتسب توڑ کے شیشہ کو پشیمان ہوگا

ہم صفیرو نکی قفس میں جو ہر یک تقدیر — بجھنے پھول کی ہوگی نہ گل کی زنجیر
باغبان ہونگے عنادل کی محبت میں اسیر — نالۂ بلبل شیدا میں اگر ہے تاثیر

۱۵ دست صیاد میں گلچین کا گریبان ہوگا

جتنے ہیں رشک پری خرد و بزرگ ای آتش — اوسپہ سب دیتے ہیں جی خرد و بزرگ ای آتش
شاد پر کیا ہو کوئی خرد و بزرگ ای آتش — اوسکے عاشق ہیں سبھی خرد و بزرگ ای آتش

رشک سے ہوگا جو کوئی طفل ہو گریان ہوگا

۱ مخمس چہارم بر غزل میر تقی میر

زندگی برق تاب کی سی ہے — غفلت مرگ خواب کی سی ہے
رگ جان موج آب کی سی ہے — ہستی اپنی حباب کی سی ہے

۲ یہ نمائش سراب کی سی ہے

ہو جو اودی سی گھٹا کہیے — سرخ لالی کو خوبنما کہیے
بات میں لال بوستا کہیے — نازکی اون بھوں کی کیا کہیے

۳ پنکھری اک گلاب کی سی ہے

دل ٹھکانے نہیں جو پاتا ہوں — نہیں اک جا قرار کھاتا ہوں
گہر میں گہ بگاہ باہر آتا ہوں — بار بار اوسکے در پہ جاتا ہوں

۴ حالت اک اضطراب کی سی ہے

نالے زنگ و جرس سے تھے دمساز — رہ سے تھی نغمہ آغاز
لاکھ غم ہمرہ تھے نہ تھا ہمراز — میں جو بولا کہا کہ یہ آواز

۵ اوسی خانہ خراب کی سی ہے

حسن کی نظم مین وہ فرد ہے تو — سر دیوان ہے جسکا مطلع رو
قد موزون ہے مصرعہ دلجو — نقطۂ خال سے ترا ابرو

۶ بیت اک انتخاب کی سی ہے

سوز فرقت ہے جانگزا شاید — پھٹ رہا ہے جگر مرا شاید
ہے کلیجہ گداختا شاید — آتش غم سے دل بھنا شاید

۷ دیر سے بوکباب کی سی ہے

نیلی پیلی سحاب کے لگتے — فصل باران مین آتے ہی آگے
حق تعالے ہی آبرو رکھے — دیکھیے ابر کیطرح اب کے

۸ میری چشم پرآب کی سی ہے

ہے ثبات جہان تصور پر — واہمہ ہے نمود و بود بشر
جب تلک کس نہیں سو رہا ہے مدثر — چشم دل کھول کر خیال تو کر

۹ یان کی اوقات خواب کی سی ہے

عشوہ و غمزہ ناز آنکھون مین — سحر جادو طراز آنکھون مین
شاد اون فتنہ ساز آنکھون مین — میر اون نیم باز آنکھون مین

ساری مستی شراب کی سی ہے

۱ **مخمس بر غزل مصنف**

فلک دون نے زراعت نئی ایجاد کی ہے — ہر روش خوشۂ بیدانہ کی بنیاد کی ہے
کمی رزق زمانہ مین وہ ایزاد کی ہے — یہ اوڑی خلق سے روزی دل ناشاد کی ہے

۲ کہین نہو سی بھی نہین دانۂ برباد کی ہے

پہانسیان دی رہی کاکل شمشاد کی ہے — دم قفس کر رہی تنگی دل ناشاد کی ہے

اوسپہ طرہ یہ جفا بانی بیداد کی ہے	نہ ترسنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
۳	گھٹ کے مرجاؤن یہ مرضی مری صیاد کی ہے
عشقبازی کا ہے جونل کیطرح دل کو مزا	جان دادن کی طرح حسن کی داد پر ہے فدا
دست پرویز سے ہے دست جنون تیز اپنا	حوصلہ پاؤن کو ہے قیس کی پامردی کا
۴	سر کو سر چوٹ ہماری سر فرہاد کی ہے
زخم شمشیر کے کپڑے جو لطافت کی ملین	حلہ خلد شہید وفا کو لیاقت کے ملین
جو بہت جامع زیبا نہ جراحت کے ملین	چار ہی پارچہ جنت مین شہادت کی ملین
۵	کرے جو رنگ جو مرضی مرے جلاد کی ہے
روز اول سے جنون زاہد یہ تولید مری	حلقہ زن خلق جو شریان ہوئی زنجیر بنی
ہتکڑی ہاتھ کی رگ پاؤن کی رگ ہے بیڑی	طوق منت کا گلوگیر مرے ہے ازلی
۶	ہنسلی گردن کی بنائی نہین جلاد کی ہے
پہنے ہین خرقہ سالوس گدا ای شہ حسن	کون ہے جو نہین دنیا مین نہیں ای شہ حسن
رہے قید تعلق سے رہائی شہ حسن	ہم فقیرون کی تجرد پہ نجا ای شہ حسن
۷	دل گرفتار ہین صورت الف آزاد کی ہے
غم نے سینے مین کئے تیغ زنی منزل کی	سر ہوکیا جان پہ ارمان سی مہم مشکل کی
حسرت دیدار صف آرا ہین مجھ بسمل کی	سیکڑون آرزوئین ہوتی ہین کشتہ دل کی
۸	نامرادی نے مری تیغ کی بیداد کی ہے
ازلی عشق پسر ہے دل مادر مین مقیم	اشک نظرون سے گرین حال ہوا نکو نیکا تم
غنچہ سر بہائین تو ہر شاخ ہو بے بود شمیم	سیب تکتا ہی ہر جگہ چاک ہے دُر یتیم
۹	ماتما کون سی مانگو نہین اولاد کی ہے
لاسخن بہر خدا منہ سے نکالو نہ بتو	جیغ نازک ہے مری بہر خدا رنج نہ دو

بدزبانی سے نہ شق ہو کی جگر ٹکڑی ہو — سخت باتون کا ہو پختا ہے جو صدمہ دل کو

۱۰ — وہ کڑی چوٹ نہ پتھر کی نہ فولاد کی ہے

قابل دید ہے ہر رنگ شگون سرتاپا — آنکھ پھڑکی تو حسینون کا ہوا نظارا
ہو گیا غم سے سبکدوش جو شانہ ٹھہرا — کیا عجب ہے جو نہ لگ کر ہو دلبر اپنا

۱۱ — سلی ہر بار پھڑکنی دل ناشاد کی ہے

رند مشرب تو یہان اہل خرابات ہین سب — انہین پر ایک سے ہی بلا نوش مخصب
میکشی سے رمضان مین اور ہوا انکار کب — شاد المت ہے موجود ہے بنت عنب

پیر میخانہ ہو خواہش تجھے داماد کی ہے

مثنوی رقعہ شادی

بس حمد و نعت خدا و نبی — ہوئی فاطمہؑ جب عروس علیؑ
زمانہ مین شادی کا ساماں ہوا — محل خوشی چرخ گردان ہوا
بنے عشرت آباد کون و مکان — مزین ہوا خیمۂ آسمان
مہ و مہر کے جلوہ گر قمقمے — ستارون کے روشن چراغان ہوے
پئے فرش آنکھین بچھین حور کی — کہنچی اوسپہ اک چاندنی نور کی
بہم محفل آرا ملائک جلیل — سرافیل و میکال و ہم جبرئیل
زہے جشن شادی خیر النسا — طرب ناک ہین اہل ارض و سما
فلک سے سوا زینت آرا زمین — چمک مین ہر اک ذرہ مہر مبین
کہین نعرہ ہو ترحم طراز — کہین شور ناقوس شہنا نواز
دہل نوبت بیگانہ ہوئی — صدائے اذان شادیانہ ہوئی
گل عیش پھولے میان چمن — ہوئی عندلیب خوشی نغمہ زن
اوسیطرح پھر خوش ہے عالم تمام — کہ ہے عقد ہمنام آخر امام

اب اوسکی ہے شادی میان جہان
جو نواب مہدی ہے با عز و شان

دوشنبہ جو ذیحج کی ہے سولہوین
اوا اوس پر ہے مسترہوین اٹھارہوین

سہ روزہ یہ محفل ہے با صد صفات
پس رسم سانچق ہے مہندی برات

تمنا ہے احباب عالی ہمم
عزیزو رئیسان صاحب کرم

قدم رنجہ فرمائین سب ذی ہنر
تناول کرین ہو جو کچہ ماحضر

جو ارباب اتنی عنایت کرین
وہ بندہ کو مرہون منت کرین

مثنوی رقعہ شادی نواب سید رضا علیخان

کرون مین حمد و ثنا اوسکی کبریائی کی
کہ جسنے آدم و حوا کی کہ خدائی کی

جو منعقد ہوے حوا سے حضرت آدم
رواج عقد زن و مرد مین ہوا باہم

اذان کا شور زمانہ مین بیگانہ ہوا
بجا جو دین کا ڈنکا تو شادیانہ ہوا

دہن کو نعت محمد سے خوش کلام کیا
زبان سے منقبت مرتضی کا کام لیا

فلک کو خیمہ کیا جشن کامرانی کا
زمین پہ فرش کیا رخت شادمانی کا

ہوا جو خیمۂ زرین چرخ زیب افگن
ضیاے قمقمۂ مہر و مہ کیے روشن

نجوم بخت ہمایون کو کرکے بزم آرا
کیا لباط ثوابت کو انجمن پیرا

چمن چمن کیا خندان گل مسرت کو
ترانہ سنج کیا عندلیب عشرت کو

روش روش جو ہوئی اس سے مانوسی
صبا خوشی سے لگی کرنے رقص طاؤسی

دیا جو حکم پیے زیب و زینت گلشن
کیا سہار کو مشاطۂ عروس چمن

دماغ بوے عروسی سے ہو اپر ہے
دولہن کی عطر سے نوشاہ گل معطر ہے

مئے نشاط سے مخمور ہی جو ہر گلشن
برنگ مست کہڑے جو متی ہین نخل چمن

جو ہر صراحی غنچہ سے نے نکلتی ہی
گلون کی لال کٹورون مین بوند ڈھلتی ہی

شگفتہ دل صفت گل ہی جن و انسان کا
جہان مین جشن ہی عقد رضا علیخان کا

پنجشنبہ شب نوزدہ جو ہے یہ خوشی
قرار پائی ہے محفل برات کے دنکی

امید ہی جو احباب و اقربا ہین تمام
رئیس بندہ نواز و امیر ذی اکرام

نہ ہیچ بندہ نوازی سے احتراز کرین
شریک نان و نمک ہون جو سرفراز کرین

روان منظر چشم من آشیانہ دوست
کرم بنرم نماید کہ خانہ خانہ اوست

نامہ شاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے صل علے مرے پیمبر
بس ختم پیمبری ہے تجھپر

تو خاتم جملہ مرسلان ہے
پیغمبر آخر الزمان ہے

مخبر ہی تو وہ حدیث گفتار
آیات خدا ہے جسکی اخبار

تیری وہ کتاب مستند ہے
توریت و زبور جس سے رد ہے

تو وہ ہے پیمبرون کا سرتاج
جسکو ہوئی عرش پر ہے معراج

معجز ہے تو وہ مرے پیمبر
قدمون سے ہو جسکے موم تیھر

دکھلائے جو تو سر انامل
بے تیغ کے دو ہو ماہ کامل

گر دہوپ ہین تو چلے شتابی
ہوا بر کرم کی آفتابی

سایہ سے بری ترا جسد ہے
احمد بے میم تو احد ہے

آگے ترے اے رسول ذی شان
اک مور ہے ہدہد سلیمان

بلبل بھی جو مرغ نامہ بر ہے
پردہ مین ملک کے جانور ہے

قرآن مبین ہے تیرا نامہ
سرتاج ملاطفت شمامہ

قاصد ہے تو اوس شہ امم کا
مالک ہے جو لوح کا قلم کا

مکتوب ہین جسکے چار دفتر
جبریل ہے غیرت کبوتر

پرچے ہین صحیفہ ہاے قدوس — کاندہے کے ملک ہین جسکے جاسوس
راقم ہے جو ہر خط جبین کا — پیغام ہے وحی جبن حسین کا
فرمان قضا ہے جسکا فرمان — محکوم ہے جسکا قابض جان
پوچھے جو وہ شاہ عرش تمکین — احوال گناہ گار غمگین

بیان مے کشی عبد مذنب بالفاظ مصطلح ومناسب از زبان حریفان یعنی نفس خبیث شیطان

سن نامہ رسان مری حقیقت — مانگے جو جواب خط قسمت
مبتلا کے مذاہب و ملل کو — دیکر مرے نامۂ عمل کو
کہنا بفریب و مکر شیطان — گم کردہ ہے راہ دین وایمان
ہے پیرو غول نفس بدذات — ہر کام ہے رہ رو خرابات
متوالے کے لوٹنے پہ ہے لوٹ — گرنے پہ ہے سر کی بھل کی سر جوٹ
ہر چین ہے موج مے جبین کی — لو دل کو ہے آب آتشین کی
آنکھون کو ہے تاک دخت رزکی — انگور پہ رال ہے ٹپکتی
لپکا ہے لبون کو مے کشی کا — چسکا ہے زبان کو چاشنی کا
نبت العنب ایسی منہ لگی ہے — ہونٹون کو مدام چوستی ہے
بے شیشہ نبل نہین کسی آن — ہر غنچہ حلق کا ہے دربان
شیشہ کے دہن کی طرح منہ کھول — قلقل سے ہے بولتا ترے بول
ہے دل کی طرح بغل مین شیشا — دکھلاتی ہے سبز باغ میںا
ہاتھون کا ہے ہتکھنڈا نرالا — ساغر ہے ہتیلیون کا چھالا
مخمور شراب زندگانی — مست مے نشۂ جوانی
کامون مین پسند آبکاری — اک کھیل ہے شغل بادہ خواری
صرفہ نہین مے کشی مین جز حرف — ہمصورت تنگ چشم کم ظرف

سرشار شراب ناب سرجوش — پینے میں ہے خم کے خم بلانوش
مدہوش ہے گبر سے زیادہ — تر دامنی ابر سے زیادہ
دامن نہیں تر ہے یہ کسی کا — اوسپر ہے پنجۂ کشی کا
بھر قدح شراب دلجو — بھرین لیتا ہے وہ لب جو
توبہ شکنی ہے اس قدر کی — بادل جو اوٹھا نگاہ بدلی
ساقی و مغان سے صبح تا شام — ہے رد و قدح پئے مے و جام
کرتا ہے مدام مے پرستی — روزہ ہے میں برائے فاقہ مستی

بیان بت پرستی عبد مذنب بالفاظ مصطلح و مناسب

اے مہبط جبرئیل الہ — پوچھے جو وہ آفتاب محشر
کر خاتمہ بیان مستی — کہنا کہ یہ ہے صنم پرستی
ایسا ہے مرید برہمن کا — سمرن ہے جپے ڈھلے جو منکا
یاد آئی جو حج میں زلف طولا — کعبہ سے ہوسوے دیر لپکا
الفت ہے یہ ابروے بتاں کی — خنجر بھی چلے نہ بھوں ہو میلی
شکلیں ہیں یہ بتکدہ کی بھائیں — آنکھوں میں ہیں پتلیاں سمائیں
گھر بار کو خالصی لگائے — دل ہندوے خال سے لگائے
عنقاد ہنوں سے مثل غنچہ — سنہ پھوڑ کے مانگتا ہے بوسہ
ہر دم یہ زبان پر ہے نالا — ہو سر و قدون کا بول بالا
دانتوں پہ سمن بروں کے ہر آن — ہے لوٹ مثال دُر عدنان
تسبیح کا رنگ یہ ہے زالا — تلسی کا گلے کا ہار مالا
پروانہ کی طرح داغ کھائے — لو شمع رخون سے ہے لگائے
گر دھونی بھی سنے تو ہر دم — جیسے نفسون ہی کا بھرے دم

دولت سے وصال سیم تن کی — اوس حسن پرست کی ہے چاندی
گل پیرہنون سے خوش ہے ایسا — پھولے نہین جامہ مین سماتا
بل بے زنار دار کا کل — اف رے رگ و پے جنیو بالکل
بے بت کے جوے مین ہے نہین چین — کافر کی ہے کعبتین کعبین
کرتا ہے وہ سجدہ گاہ کو بھیک — اصنام کے پاؤن پر سری ٹیک
کعبہ کی کبھی نہ راہ جائے — دہوفی ہے کنشت مین رہائے

بیان جملہ بدافعالی عبد مذنب بالفاظ مصطلح ومناسب

اے سرور انبیاے ذیشان — وے شمع تجلی درخشان
بعد مذکور کیفیت و مستی — کل سنکی بیان بت پرستی
کچھ اور کرے جو پرسش حال — کہنا کہ ہین جملہ زشت افعال
سجدہ کا نشان نہین ہویدا — ماتھے پہ کلنک کا ہے ٹیکا
طینت مین ہے پیچ پر دغل کے — لیتا ہے شال زلف بل کی
کرتا ہے وہ تیوریان چڑہا کے — آنکھون کی بدی بھوون کے آگے
کثرت ہے یہ بے حجابیون کی — پردہ کی جگہ ہے چشم پوشی
یہ قتل وقمع پہ ہے اوتارے — تیوری کو چڑہا کے سر اوتارے
دیتا ہے یہ خال رخ گواہی — چہرہ سے عیان ہے روسیاہی
خنجر کی زبان سے کشیدہ — زخمون سے سوا دہن دریدہ
دینے کا نہ ذکر لب پہ لائے — لینے پہ ہے قرض اودہار کھائے
غافل وہ ملک جو صور پھوکے — کانون پہ نہ رینگے جون بھی اوسکے
گردن کشی اس اصول کی ہے — تیغ اوسکی فلک پہ جھولتی ہے
رکھنا ہر دست برد سے میل — اوسکا ہے یہ بائین ہاتھ کا کھیل

سرکش کا داغ عرش پر ہے — رکھتا نہیں پاؤں فرش پر ہے
ہے عجب و غرور اس قدر کا — خطرہ میں نہیں کسی کو لاتا
بانکوں پہ جو آڑیاں ہے آتا — ترچھوں کو ہے تیر مہیاں سناتا
گمرہ وہ جو غول کو بھلائے — شیطان کو راستہ بتائے
روزہ کیسا نماز کیسی — ہے طاق پہ جانماز رہتی
بھائی ہے یہ رام رام جی کو — کرتا ہے سلام بندگی کو
مانند سواد خط رخسار + — ہر چند ہے مو بمو سیہ کار
لیکن ترے رحم پر نظر ہے — کر عفو کہ آدمی بشر ہے

بیان معذرت عبد مذنب بالفاظ مصطلح ومناسب

اب اے یم بخشش و عنایت — دیکھ اوسکی طرف بچشم رحمت
خود کردہ گناہ سے خجل ہے — توبہ کرتا ہے منفعل ہے
آنسو ہیں روان بعذر خواہی — دھوا بر کرم سے روسیاہی
کھودو خطائے حیلہ و فن — کر مہر کی طرح نام روشن
دل ظلمت ماؤمن سے نکلے — وہ چاند سرپ گہن سے نکلے
سمجھے جو کسیکو اپنے سے خار — دے خار اوسے زبان ہر خار
سیدھا جو نہو پئے اقامت — جھنڈے پہ چڑھے سر قیامت
مثل مہ نو رہے نگون سر — ہر پا نہو سر کشی کرے گر
سو نکلے جو بتوں کے زلف کی بال — مو بھر نہو غصے فارغ البال
خواہش جو ہو چشم سرمگیں کی — پہیلے کاجل سے تیرہ بختی
ابرو کا پسند ہو گر انداز — شمشیر نگاہ ہو سر انداز
گر بے دہنوں پہ منہ کی آئے — گر می سخن زبان جلائے

دندان کے جو موتیون پہ دی جی — کٹنے کرے دانت تلخ کامی
رکھے مے سرخ کو جو منہ پر — رہجائے لہو کے گھونٹ پی کر
بیڑا جو اوٹھائے بہر شب خون — زخمون کی طرح رہے جگر خون
مستی پہ جو لب کو داغ کہائے — دود جگری دہوئین اوڑائے
کیا باج اگر بجائے تالی — سازون کی طرح ہو گوشمالی
گانے کے لیے جو راگ لائے — دم ہوکے خفا گلا دبائے
گر بھولے خط بتون کی یاد آئین — طوطی باتھون کے اوسکے اوڑجائین
گر چال چلن مین ہو برائی — پاؤن توڑے شکستہ پائی

بیان مناجات قسمیہ عبد مذنب بالفاظ مصطلح و مناسب

اے میرے شفیع روز محشر — خوش ہو جو وہ عذر معصیت پر
کہنا پڑے احتیاج دن رات — کرتا ہے وہ تجھسے یہ مناجات
یارب بجو صفات آدم — گندم کی کمی نہو کوئی دم
یارب بہ طفیل نوحہ نوح — نالان نہو غم سے بلبل روح
یارب بہ خلیل سفرہ زیان — فاقہ سے رہے نہ اوسکا مہمان
یارب پئے دانیال دانا — پیسے نہ فلک سمجھ کے دانا
یارب بطفیل صبر ایوب — محشر مین ہو صابرون مین محسوب
یارب پئے یوسف زلیخا — عالم مین ہو وہ عزیز دلہا
یارب بکعف خضاب موسی — نکلے پاؤن کرے نہ تنگدستی
یارب بہ دم مسیح ذی جاہ — رہے مردہ دلی سے ہو نہ آگاہ
یارب بہ نبی عرش معراج — جبریل تیرے کیسکا ہو نہ محتاج
یارب پئے ناخن ید اللہ — ہو عقدہ دل گرہ کشادہ

یارب بہ نقاب سر مہ زہرہ — او سکا نہ کبھی ہو فاش پردہ
یارب بہ حسن امام عادل — خلق حسنی ہو او سکو حاصل
یارب بشہادت حسینی — ہو خواہش دل نہ کشتہ کوئی
یارب پئے قید و بند سجاد — محبوس الم نہو ترا شاد
یارب پئے باقر امامی — عالم کے ہونا میون مین نامی
یارب پئے پیشوائے صادق — بے ریب ہو مثل صبح صادق
یارب پئے رہنمائے کاظم — گمرہ نہو او سکا نفس ظالم
یارب برضائے ہادی دین — راضی برضا رہے ہر آئین
یارب بہ تقی اہل تقوے — ہو متقیون مین او سکا رتبا
یارب بہ نقی دُر امامت — ہو گوہر آبرو و عزت
یارب پئے عسکری رہبر — ہو رایت دین نشان لشکر
یارب پئے دور عہد مہدی — گردش نہ دے چرخ آسمانی
یاجملہ نبی ہمہ ائمہ — بالخیر ہو عمر کا تتمہ

صنعت تلمیع بیان آسانی عذاب قبر عبد مذنب بالفاظ مصطلح و مناسب

قاصد یہ مرا دل سنا کے — قسمین او سے سیکڑون دلا کے
کہنا کہ دم فنا خدایا — آثار قضا جو ہون ہویدا
ہمارے یک لحد مین دم نہ ٹھہرے — دہر کے سے اجل کے دل نہ دہرے
آئے جو دم اخیر ہچکی — مشکل آسان ہو جان کنی کی
ایذا نہ کشاکش نفس دے — دم پر نہ سنے جو روح نکلے
جسدم دم سرد دہر کے دم سے — ٹھنڈے ٹھنڈے رہ عدم سے
تا حشر مرے پہ یہ صفا ہو — میلا نہ کفن کا رونگٹا ہو

دایہ کی ہو گود سے زیادہ | آغوش لحد بغل کشادہ
تربت مین اکیلے ہو جو غمین | یارون کے یار ہون نکیرین

بیان آرزوے آمرزش عبد مذنب بالفاظ مصطلح و مناسب

اے مطلع نیر شفاعت | پوچھے جو وہ اور کیا ہے حسرت
کہنا کہ پلک نوازتو ہے | اوسکی یہی تجھسے آرزو ہے
سید ہا جو نگاہ کج بنائے | بخشش تری اوسکے آڑے آئے
جرمون کا مونا نہ سیہ چاک | ہو فرد عمل حساب سے پاک
تلنے جو لگین گناہ و عصیان | پلہ پہ ہوا اوسکے تیری میزان
تابان ہو جو نیر قیامت | سورج تکھی ہو ظل رحمت
ہے بحر غضب کا تھل نہ بیڑا | رحمت سے ترے ہو پار بیڑا
تر دامنی اوسکی ہو کنارے | کوثر کے صراط گھاٹ اوتارے
خلعت مین عطا ہو حلۂ نور | جنت کو ہو رو سفید کافور
فردوس مین بے قصور جائے | حور ارم و قصور پائے
دہونے کو شراب دامن تر | چینئے دے کر پلائے کوثر
دیکھے اوسے جس رو بخشش خرامان | آنکھین اپنی بچھائے رضوان
غلمان جنان سے ہم نوالہ | با جام لبن ہو ہم پیالہ
بوسہ لب حور کا جو پائے | سنہ مانگی مراد اوسکی آئے
یہ آل نبی سے سرخ رو ہو | گلگونۂ خلد رنگ رو ہو

بیان اشتیاق دیدار عبد مذنب بالفاظ مصطلح و مناسب

اے نائب شاہ دو جہانی | پوچھے جو وہ کرسے لن ترانی
دنیا مین ہو عیش یہ بتا کے | عقبے ہو بخیر یہ سنا کے

کہنا کہ ہو طالب تجلی — مشتاق لقا ہے مثل موسی
عینک مہ و مہر سے لگی ہے — تارون سے لگائے ٹکٹکی ہے
واچشم ہے چشم آئنہ سے — روزن سے پلک نہین جھپکتی
ہے خواہش دید شکل مرات — حیران ہے آرسی کی صورت
مانند حباب دم بخود ہے — وا دیدۂ شوق خود بخود ہے
اندھیر ہے اوس سے تو یہ پیدا — موسے نے ہے روشنی مین دیکھا
پردہ مین تکلم علی نے — معراج مین بات کی بنی سے
چہرہ کی ہے آفتاب صورت — ابرو کے ہلال مین ہے رویت
شعلہ مین ہے شمع نور کی لو — بجلی مین ہے برق طور کی ضو
ہر رنگ مین رنگ شوخ تو ہے — جو پھول ہے اوسمین تیری بو ہے
ہر چیز سے ظاہر و عیان ہے — نظرون سے اوسی کے اکنہان ہے
دیدار کا روز حشر ہے شور — تا صبح شبینہ ہے یہان بھور
پردہ کو اوٹھا دے آسمان کے — ہو دور حجاب درمیان سے
حاجت نہین اوس سے شرم کی ہے — سایہ سے کہین پری چھپی ہے
بلبل سے نہان نہ روے گل ہو — پوشیدہ نہ گل سے بوے گل ہو
پروانہ سے شمع ہو نہ پنہان — مہ ابر تنک سے ہو نمایان
دکھلا اوسے اوٹ سے فلک کی — دھوکے کی یہ آئینہ ہو ٹٹی
در پردہ ہویون فروغ افگن — فانوس مین جیسے شمع روشن
رہ دور نہ چشم دوربین سے — شہرگ کی ہو عیان قرین سے
پھر تیلیون سا نظر مین ہر پل — آنکھون سے نہو کسی دم اوجھل
توریت سے آشنا دہن ہو — مانند کلیم ہم سخن ہو

بیان حال زار عبد مذنب بالفاظ مصطلح و مناسب

اے میرے پیمبر نکو کار — پوچھے جو وہ حال عاشق زار
وا ابہر سخن لب و دہان کر — دیدار کے شوق کو بیان کر
کہنا کہ یہ ہے غم جدائی — چہرہ پہ ہے مردنی سی چھائی
اک دل مین ہے سیکڑون تمنا — شوریدہ سر اک ہزار سودا
یہ کاہش غم سے رنگ رو ہے — صد برگ کی آگے زرد رو ہے
کاہیدہ بہ مو بمو ہوا ہے — زلفون کی مثال لٹ گیا ہے
مژگان ہے کبھی ہوئی نظر مین — ناوک ہین بدہی ہوے جگر مین
آنکھون کو ہے روگ یہ سبل کا — اشکون کا لگا ہوا ہے ڈبکا
کوثر کی ہوس مین ہے یہ قربت — اشکون سے ٹپک رہی ہے حسرت
خونناب سے تر مژہ ہے ایسی — رینی ہے ٹپک رہی لہو کی
بدنام جہان ہے رو کے ہونا — موقی سہی ہے آبرو ڈبوتا
باعث یہ سلونے اشک کا ہے — زخمون مین نمک بندھا ہوا ہے
حوروں سے جو ذکر سن لیے ہین — دُر گوش نے کان بھر دیے ہین
گردن ہے تو ہے چھری کا ارمان — سر ہے تو بہم نہین ہے سامان
فریاد و فغان ہے لب پہ ہر دم — ہے نالہ کشی سے ناک مین دم
شاہین کی نظر ہے مرغ جان پر — کتون کا ہے دانت استخوان پر
دل چاک کفن کی طرح شق ہے — کافور کی طرح رنگ فق ہے
سر چوٹ ہے نوبت سحر کی — نقارہ صفت ہے سینہ کوبی
ہر وقت ہے صدمۂ اجل مین — بغلی گھونسا ہے دل بغل مین
ناسور ہین مثل نے جگر مین — برساتے ہین خار غم کے برسن

راحت سے ہے رنج کو بدلنا — پہنچے کی عوض ہے ہاتھ ملنا
ہے بخت سیہ گلیم کالی — سایہ کی طرح ہے پایمالی
شدت تب ہجر کی ہے ایسی — اعضا شکنی ہے تو ٹی پڑتی
دل داغ سہ کمال سا ہے — انگشت نما ہلال سا ہے
مضمون ہے ضعیف لاغری کا — پانی سے سوا ہے حال پتلا
بالں سے ہے چار ہی او دا سی — بارش سے ہے بے کسی برستی
تصویر صفت سے ہے شکل حیرت — سکتہ مین ہے آئینہ کی صورت
بلبل سے ہے بحث نالہ پیہم — اس طرح غزل سراہنے ہر دم

غزل

خسرو ہون نہ کوہکن مثل ہے — نہ بل ہی بیان نہ ہاتھ بل ہے
دل داغ ہے مثل شمع تصویر — جلتا یہ بجھا ہوا کنول ہے
پامال خرام ہو رہا ہون — سر پر مرے کھیلتی اجل ہے
گردش مین رہون نہ کیون شب و روز — پگڑی سہ و مہر سے بدل ہے
کہتا ہے جنون کی مجھے مجنون — وحشی ہے دماغ مین خلل ہے
جو دل نہ گداز ہو وہ دل کیا — تعریف مین آئینہ کے دل ہے
محبوب ہے مری بہار گلدام — داغون سے سیہ ہو رہا ہے
گر نخل بہی ہون تو نخل ماتم — حاصل مجھے پہول ہے نہ پھل ہے
اعجاز بیان مین ہون وہ اہی شاد — نجد و سب کی بڑ مری نقل ہے

بیان جنون عبد مذنب بالفاظ مصطلح و مناسب

پڑھکر یہ غزل مری ہمیشہ — کہتا ہے جنون سے حال ابتر
حوران بہشت پر ہے مفتون — ہے جوش جنون مثال مجنون

فرہاد صفت جبل کنی ہے — ماتھے گئی اوسکے سر کہنی ہے
قسمت مین ازل سے ہی اسیری — ہے طوق گلو گلے کی ہنسلی
بے جامۂ جسم کے اوتارے — تنگیا نے یہ ہے جنون اوتارے
باندھے ہوے ہاتھ ہتکڑی ہے — زنجیر گلو گلے پڑی ہے
وہ برہنہ پا جہان پہ دم لے — ہر خار جھکا کے سر قدم لے
وحشی ہے وہ جس برہنہ پا کے — ہین آبلہ پھوٹ پھوٹ روتے
کانٹون کی ہین دھجیان پہر رہے — جھنڈے ہین گڑے ہوے جنون کے
مجنون کی طرح ہے پا بہ دی — قدمون سے لگی ہے دشت گردی
عریان بدنی سے طرفہ سج ہے — دھجی نہین جسم پہ یہ دھج ہے
وہ آبلہ پا ہے جسکے تلوے — کانٹون مین گھسیٹتے ہین کانٹے
زنجیر نہ غل کرے کرے کیا — سنتا ہے سپہر سیر او سچا
ہر خار جنون سے نوک کی لے — بوتا ہے وہ اپنے حق مین کانٹے
کہولون ٹانکون کو دہن یہی ہے — وحشت مین اوڈھیرڑن یہی ہے
وحشت یہ اوڑا رہی ہے لتے — دھجی سا بدن ہے پرزے پرزے
باقی نہین تار اک ذری ہے — دامن دری ایسی پھٹ پڑی ہے

بیان روانگی نامہ رسان عبدمذنب بافیض مصطفےٰ و مناجات

القصہ یہ سنکے سب حقیقت — خط لیکے ہوا رسول رخصت
معراج مین عرش پر جو پہونچا — قسمت کے لکھے کو پڑھ سنایا
خوش معذرت گنہ پہ ہوکر — دریاے کرم مین نامہ دھوکر
وہ نکتہ نواز ہے ہر اک رب — عصیان کئے عفو بکلم سب
پھر قابض روح کو بلاکے — یہ حکم دیا کہ جلد جاکے

دیا بشارت کے مژدہ کو سنا وہ
فرد المحشرین نے کے اور

یہ سنتے ہی حکم رب یزدان
اگر مرے پاس قابض جان

بولا کہ ہے صبح حشر دیا
عرصہ نہ لگا سفر مین زنہار

مہلت نہین کوئی دم کی اب ہے
راہی ہو سوے خدا طلب ہے

یہ سنتے ہی لب پہ آئی فریاد
ہچکی نے دلائی موت کی یاد

جان بر نہو اکسیطرح ہاے
پاون دم نزع لاکہہ پھیلاے

بے نور ہوئی ہر آنکھ یکایک
قندیل حیات ہو گئی گل

رونے لگے لوگ ہاتھ مل کے
راہی ہوئی روح ساتھ اجل کے

پرشرم گنہ پہ کر کے رقت
غسل میت نسے کی فراغت

مرنے پہ حجاب کچھ جو آیا
چادر سے کفن کے منہ چھپایا

رہبر ہے نہ ساتھ قافلہ ہے
زاد سفری نہ راحلہ ہے

حیران ہون کیا چلون سکبار
گٹھری ہے گناہ کی گران بار

مشکل مین کوئی نہین ہے ساتھی
کاندھے دی جنہون نے لاش اوٹھائی

دنیا سے سفر کیا عدم کا
تا منزل گور مر کے پہونچا

جو لوگ تھے یار غار حد کے
پہونچا گئے غار تک لحد کے

یون قبر مین دم لیا ٹھہر کے
او ترے سفری سرا مین جیسے

مرقد مین ملک نے دیے دکھائی
کی اہل وطن نے پیشوائی

تکیہ ہوئی خشت خاک بستر
تربت بغلی کنار مادر

مردون سے بھری ہوئی زمین ہے
تل رکھنے کی جا کہین نہین ہے

اے فرش زمین کے سونے والو
سر کو کہین لیٹنے کی جا دو

راحت کی جو ہاتھ آگئی جا
پھیلا کے لحد مین پاون سویا

شب باش ہوا جو ہین لگی آنکھ — جھپکی تھی پلک کہ کھل گئی آنکھ
پوشیتے ہی کمر کو کس کے — پہونچا محشر مین رات بس کے

بیان رفتن عبد مذنب بالفاظ مصطلح و مناسب بمحشر

دیکھا یہ جلال چشم وا کر — تیزی پہ ہے آفتاب محشر
بجلی ہے چمک رہی غضب کی — آتش ہے بھڑک رہی تعب کی
نازل ہے بلائے آسمانی — ارضی آفت ہے ناگہانی
شمشیر عذاب کی رواں ہے — ہر سمت صدائے الامان ہے
برپا دم صور کی ہے آفت — سنتے ہے اوٹھا رہی قیامت
ہر سو ہین لگائے محشری ٹھٹ — جھرمٹ کہین مجرمون کا جمگھٹ
خلقت کی ہے بھیڑ بھاڑ ایسی — تھالی ہے فلک کی سر پہ پھرتی
ہمزاد کا سایہ سے رگڑ کے — چلتا ہے کہوہ کہوے سر لڑکے
رستا نہین کشمکش سے ایسا — دم بند ہے جیسے نفس کا
وہ شور نشور غلغلہ خیز — وہ نالۂ صور قہر انگیز
آیا جو نظر یہ حول محشر — ہمصورت بید تھر تھرا کر
لرزان یہ بدن ہوا سراپا — جیسے تن مرتعش مین رعشا
استادہ ہوا بخوف عصیان — سولی کی طرح ہر ایک سو بان
زہرہ ہوا آب حول کھا کے — دم گھٹ کے رکا گلے مین آ کے
آنکھین تھین کھلی پئے نظارا — طاری تھی غشی مثال موسا

بیان مغفرت شدن عبد مذنب بالفاظ مصطلح و مناسب

اسمین مری توبہ آڑے آئی — آثار کرم دیے دکھائی
رحمت کا ہوا نزول آیا — لاتقنطوا آسمان سے آیا

یہ مژدۂ نیک فال سُنکر — کچھ دل میں رہا نہ خوف محشر
نغمہ ہوئے سنے کے نائے صور — دُر شور نشور کا ہوا دور
کی عفو گنہ نے نصرت ایسی — امید برآئی مغفرت کی
بخشش نے یہ خوش کیا دل زار — آنکھوں کو ہوئی ہوائے دیدار
ہو طالب دید مثل موسا — کلمہ ارنی کا لب پہ لایا
اے پردہ نشین عرش محمل — تابان ہو مثال ماہ کامل
بے پردہ دکھا دے روئے گلگوں — چہرہ سے اوٹھا نقاب گردون
میرے تو زبان پہ تھے یہ گفتار — ہے خواہش دید آئینہ وار
ناگاہ صدائے غیب آئی — سُن اے مرے طالب تجلی
کیا پاس ادب ہے چشم بددور — بے اذن ہے دیکھنے سے مجبور
آنکھوں کو ہے عشق دید بازی — جبر ہے مری رضا پہ راضی
یہ عین یقین تبارک اللہ — بے دیکھے ہے شان حق سے آگاہ
پردہ نہیں تجھسے اب ذری ہے — کر غور جو شوق دیدنی ہے
غم منع کلیم کا تجھے کیا — سُن نغمہ اہبطوا چلا آ
جسدم یہ رضائے دید پائی — لو شعلۂ طور سے لگائی
آئینہ سے ٹکٹکی لگا کر — عینک کے مثال چشم داکر
گردون کی جو دوربین سے دیکھا — شہرگ سے ہوا قرین ہویدا
صورت نظر آئی چشم بین میں — پتلی کی طرح پھر انظر میں
پردہ جو دوئی کا اوٹھ گیا ہے — آئینۂ دل خدا نما ہے
پھر شاہد بزم عالم آرا — کہنے پہ لگا دم نظارا
اے عذر شعار بارک اللہ — بخشش پہ ہے تو ہی عذت خواہ

کیا شرم و حیا ہے واہ واہ ہے — اس عفو پہ محبت گناہ ہے
شاکر ہے وہ تو بخیر انجام — ہر دم ہے زبان کو شکر سے کام
ماشاء اللہ زہے عبادت — سبحان اللہ مے اطاعت
ہر چند ہے مغفرت سے دل شاد — جبریر ہے یہ عجز چند استاد

بیان ورخامہ رفتن عبد ذنب بالفاظ مصطلح و مناسب

فرما کے یہ آئینہ کرامت — بخشا مجھے حق نے باغ جنت
افضال خدا ہوا جو شامل — بخشش نے کیا جنان مین داخل
فردوس مین مغفرت جو لائی — کی اہل ارم نے پیشوائی
بیلین مجھے دیکھنے کو دوڑیں — شاخون نے بھی ڈالیان لگائین
خندان گل تر ہوئے خوش اثمار — شادی سی ہوئی نہال اشجار
شمشاد نے سرو قد کی تعظیم — شاخین ہوئین خم برائے تسلیم
گلگشت چمن کی جو ہوئی چاہ — سبزے نے قدم لیے سر راہ
جب سیر ارم کو ہون نکلتا — سایہ کرتا ہے ظل طوبا
لی صبح کے وقت جب طرف راہ — باد سحری ہوئی ہوا خواہ
جب وقت لگا کہین مین جانے — آنکھون کو ملک لگے بچھانے
رضوان نے ہاتھون ہاتھ لیجا — قصر جنت مین جا اوتارا
آئے جو قریب حور بیٹھے — گرد اوٹھ کے ادب سے دور بیٹھی
کہانے کو جنان کا میوہ تر — پینے کو شراب جام کوثر
حوران جنان ہوئین کنیزان — خادم ملک و خلیس غلمان
مانند قبائے تن بدستور — ملبوس بدن ہے خلعت نور

بیان خاتمہ نامہ بر دعای عبد ذنب بالفاظ مصطلح و مناسب

اب خاتمہ شاد کر دعا پر — اس طول عمل کو مختصر کر
کر عرض کہ اے خدائے کرسی — کرسی کو سنبھالے تا ہین قدسی
تا چرخ پہ اوج گیر ہے عرش — تا عرش کے نیچے ہے زمین فرش
گردون پہ ہے تا قیام عیسی — عیسی مین ہے تا دم مسیحی
گلگون ہے شفق سے تا رخ شام — تا شام ہے لیلیے سیہ فام
تا ابر مین جلوہ گر ہے بجلی — بجلی مین ہے تا تڑپ غضب کی
تا خضر ہے رہنماے صحرا — صحرا مین ہے تا نہنگون کا خطرا
تا بحر محیط مین ہے گوہر — گوہر مین ہے آب تا سر سر
انگور سے تا ٹپکتی ہے مے — تا مے مین سرور کیفیت ہے
تا باد صبا سے کھلتے ہین گل — تا گل پہ فدا ہے جان بلبل
دنیا مین تو یون کٹے خوش اوقات — دن عید شب برات ہو رات
عقبے مین جو مغفرت ہو ارشاد — فردوس مین تا ابد رہے شاد

قصیدہ در مدح شاہزادہ مرزا برجیس قدر فرزند حضرت سلطان عالم محمد واجد علیشاہ بادشاہ ملک اودہ

ہوئی جو مریم ہمایشکن کو خواہش زر — اودہ کی شاہ کا عیسائیون نے سونی گھر
لٹایہ مال کہ خاک اوڑ گئی خزانہ مین — بجاے درہم و دینار رہ گئی پتھر
تلاش زر مین ہین ہتھیا بند اس درجہ — لگائے دانت کٹاری ہین ڈل کی کوڑی پر
گری پڑے ہوے ڈھیرون جہان جواہر تھے — وہان نہ پت کا جلا رہا کہان زیور

اب ایک مطلع نو پڑہ کے نظم کرتا ہون
مکان خرابی شاہ اودہ حجستہ سیر

زوال پر جو ہوا انجم شاہیر اختر
رہا نہ تخت سلیمان نہ تاج اسکندر

ایک ہلکار جواری کی بد قماشی سے
تمام گنجفہ شاہی کا ہو گیا ابتر

بلند چرخ سے جو قصر خسروانی تھے
وہ کھود کھاد سے ٹیلی ہوئی ہیں ڈھ کر

چھتیں پڑی ہوئی رہتی تھیں جن مکانوں میں
تو مکڑیوں کی ہیں جالے وہاں کی بردہ در

سوائے خاک بچھونا وہاں نہیں کوئی
جہاں تمام تمامی کے تھے بچھے بستر

ٹپک رہی در و دیوار سے اداسی ہے
برس رہی ہے خرابی ہر اک عمارت پر

ہمیشہ رہتی جہاں جمگھٹے تھے پریوں کے
مدام بھوت پریتوں کا اب وہاں ہے گذر

بجا کی رات دن اٹھ پہر یا جہاں نوبت
نفیر بعد ہے شہنا نواز شام و سحر

پرندہ پر نہیں جس جا پہ مار سکتا تھا
وہاں پڑے ہوئے ڈھیروں ہیں زاغ و بوم کے پر

چھتیں وہ جنمیں تھیں چت گیریاں لگیں تصویر
اب آشیان وہیں چمگادڑوں کے ہیں یکسر

اب اوس مکان میں جاروب تک نہیں ہوتی
جہاں سدا تھی مگس ران پر ہما کی چنور

چمن چمن جو بسا تھا گلوں کی خوشبو سے
روش روش ہے وہاں خاک اڑ رہی صرصر

جہاں تھے پھول وہاں خار خس کے ہیں انبار
جہاں تھے نخل وہاں جھنڈیاں ہیں جای شجر

محل فا عبرت اگر دش مقدر ہے
بنا پیالہ گدا کا ہے جسم کا کاسہ سر

سوائے عجب نہیں یاد کچھ امیروں کو
جو مالدار ہیں بھولی ہوئی ہیں دولت پر

بری بخت سے دانہ ملے نہ دانا کو
سپہر دوں ہے کسے سفلہ پروری پہ کمر

غرض یہ کہتی کمینوں کو ہیں کمینہ پرست
ذلیل کرتے ہیں ذی آبرو کو بد گوہر

شراب عیش ہے بے جوہروں کی پینے کو
بزنگ تیغ ہے خون شرب صاحب جوہر

ہنر پسند نہ جوہر شناس ہے کوئی
نہ ذی کمال کی عزت نہ قدر اہل ہنر

لبوں پہ مہر خموشی دیے ہیں اہل سخن
زبان دراز ہیں خونخوار صورت خنجر

سکوت ہیں صفت مرد ک ہیں عالی ظرف
چھلک رہے ہیں تنک ظرف مثل دیدۂ تر

یہ جانتے ہین کہ اک روز لوٹ جائین گے
اور اوسپہ لوٹ کر آوینگے ہین لوٹ جب زر

شمال گردش ساغر ہین پھر گئین آنکھین
وہ دھونڈھتے ہین کہ پھر پڑیا ہے ہر اک کو نوک نژ

سماؤن کیا مین گدا چشم اہل نخوت مین
غرور و کبر کے پردے پڑے ہین آنکھون پر

زبان خموش نہ کر اب گلہ زمانے کا
نوید جشن کی دے پڑہ کے مطلع انور

کبھی یہ تھا شرفا سے سپہر دون پرور
کہ پیک بخت ہمایون نژدی مجھے یہ خبر

بدل ستارے گئے گردش مقدر کے
نجوم نحس مین آئے ضیائے نیک اختر

زمانہ بھر مین ہی خوش طالعی کا دور اودو
مگین ہی خسرو اقبال تخت شاہی پر

ہمائے اوج لیے چتر حکمرانی ہے
غرور و دبدبہ ہین تاج و کجکلاہی سر

ندیم فہم و فراست رفیق شان و شکوہ
جلیس جاہ و حشم ہمنشین حکومت و فر

ہوائے بادشہی سرکشی سرافرازی
سران لشکر نصرت شعار فتح و ظفر

سنا کے خوشخبری یہ کہا مبارک ہو
ہوائے عیش چلی غم کا اوڑ گیا دفتر

شب برات شب و روز عید ہر روزہ
وہ جشن ہی کہ جہان خری ہے شام و سحر

فرح جہان مین بساط نشاط آرا ہے
ہر ایک دل ہی نگار خوشی سے ہم بستر

روان ہی کشتی مینائے چرخ مینائی
مدام ہی مئے عشرت کی جام کو چکر

سرور جشن وہ ہی بھنچی حریفانہ
چڑھا رہے ہین مئے انبساط یکدیگر

یہ کیفیت ہے فقیرون کو فاقہ مستی مین
تو نگرون اکیلے نہین ہے نشہ زر

طرب طراز ہے ہر سمت محفل شادی
ترانہ سنج ہین فرخندگی سے غنچہ و گل

زمین پہ رقص مین زہرہ ہی شادمانی سے
فلک پہ وجد مین فرخندگی سے ہین اختر

بصد نشاط دل جشن خسروانی کی
یہ کہ چکا جو خبر مخبر مخبتہ سیر

کہا جو مین نے کہ وہ کون ہی شہ خوبی
تو مدح خوان یہ ہوا پڑہ کے مطلع خوشتر

خدیو ملک جہانبانی و نکوا ختر — فلک نشان شہ برجیس قدر فرخ فر
یہ روک تھام ہی ایوان حفظ مین اوسکے — جو پاؤن شیشہ کا پہلے سنبھال لی تھیر
وہ پرورش ہی کہ جنگل مین شاہبازونکی — شکار اوڑکے پہونچتا ہے خود لگا کر پر
بیان کیا مین کرون اوس سخی کی ہمت کا — یہ فیض عام ہی کیا مال ہے خزینۂ زر
طلب کرے جو دم میکشی پیالہ مے — شراب ناب سے دی جام آفتاب کو بھر
تلے جو پلۂ میزان عدل مین اوسکے — تو خاکسی کا ہو دانہ پہاڑ کے ہمسر
سزا نصیب ہین اس مرحمت ورز اوسکے حضور — چرائین آنکھ تو آفت ہو چشم پوشون پر
قلم زبان قلم ہے صفات نصفت مین — یہ اوسکے دبر مین ہی داد گستری پہ نظر
سزا اوسی دے وہ فریادرس بحسب خطا — کہ جس سے کاسۂ چینی ہو نوحہ گر گر کر
یہ وہ ہے منصف پروانہ شمع محفل کے — چڑہی ہین جھاڑ پتنگون غلاف جہارون پر
وہ سرکشون کا ہی دشمن کرے اوسی پامال — جو سر کو باغ جہان مین اوٹھائی سبزۂ تر
یہ بندگی پہ ہی مائل کہ سبزہ زار حرمین — روش روش ہی بچھائے مصلۂ اخضر
جو شب کو سوئین نمازی تو کر کر شور اذان — نماز صبح کی خاطر جگائے مرغ سحر
جو منہیات کا مانع ہوا وسکا قاضی حکم — شراب سرکہ بنے حد شرع سے ڈر کر
سدا کے ساز ہو پردہ مین ساز کے پنہان — نہ نغمہ آئے دہن سے لب مغنی پر
وہ دبدبہ ہے کوئی موتون کی جہازون کا — جو شل ابر بہی گر جے صدا نہ دے کوہ پر
اک اوسکے خوف سے غنقا نہین ہین پنہان — چھپے ہوے ہین حسینون کی بہی زبان فکر
یہ رعب ہے کہ جو بپھرے وہ شیر میدان مین — پہاڑ اوڑہ لین دامن زمین کا دب کر
اگر سوار وہ لشکر کش زمانہ ہو — چلین جلو مین جلودار بنکے فتح وظفر
وہ قہرمان کہ ابہی ہو زمین کو بھچال — دم خرام ہل آئے ذرا جو تیوری پہ
اوڑے یہ گرد سواری جہان ہو تم آب — چہاردہ طبقے ہفت چرخ ہون مل کر

سیاہیون کو جو پہنائے وردیان کالی | دبائے شام وحبش کو سیاہ ہیچ لشکر

اب ایک مطلع خون ریز پڑھ کے کرتا ہون
صفات نیزہ وشمشیر وگرز وتیر وتبر

بلند نیزہ نہین تا بہ گنبد اخضر | اوٹھائے سر ہے نگلنے کو ابر کے اندر
جو پھر کے نیزہ دری مین وہ ڈانڈ کوتانی | سنان نیزہ پہ ہفت آسمان کو دی چکر
ہدف زنی جو کرے سوے عالم بالا | مما کہیون کا ہو چھتا سپہر نہ جنبر
چہار حد مین لگائے جو گرز کوہ شگاف | بنائے سرمہ ابو شش جہات کو شش پر
وہ جانستان خورلہو کی ہے تیغ خون آشام | کرے جو نقل سمر قندیون کو چین چین کر
یہ اوسکے لوہے کو مانی ہوی ہین آہن دل | وہ کوفتی ہین جو قبضہ چڑہے ہین تیغون پر
یہ سرخ خون نصاری سے اوذبی ہے زمین | کہ لکھنؤ کی گل ارمنی ہے خاکستر

اب اس طرف سے زبان کو کرون عنان گردان
سمطلع صفت توسن نکو منظر

اوڑے زمین سے جو وہ باد پا پری پیکر | اوٹھے نہ سایہ کہ پہر آئے تا فلک جا کر
زمانہ بہر مین نکل جاے نام کی صورت | تمام خلق مین اوڑ جاے بن کی تیز خبر
جو قید بھی ہو یہ گردش ہے پر اثر اوسکی | ہر ایک حلقہ جولان ہو پاؤن مین چکر
کہلا یہ عمر کی گنتے سے سن کی بڑہنے سے | کہین ہے عمر روان سے سمند چابک تر

اب ایک مطلع ظلمت طراز کرکے رقم
صفات فیل سیہ مین سیہ کرون دفتر

کرے وہ فیل تو ہو کوہ سرمہ کی تکہ | چلے تو ابر گریزان ہو اپہ آئے نظر
وہ تیر وتار جو کافر کے دل ہی تاریک | سیاہ فام وہ اولٹے تو سے بھی جو بسور
دراز فیل وہ کالا پہاڑ جسکے حضور | جو تل نہو تو کلونجی ہو سنکر ہو کر

یہ سرکشی فلک سے بلند و بالا ہے
نے جو اطلس گردون کی جھول ہو کمتر

بلال رنگ سیہ ہی تو جنت دندان ہی
سفید کبر سنی کے ہین ابرو ے قنبر

یہ دن کو فیل سیہ کی عرق فشانی ہی
ستارے ٹوٹتی ہین رات کو شیاطین پر

وہ نگنائے دو عالم مین کیا عماری ہے
کلس سے جسکے ہین نیچ آسمان کمتر

جو گرم رو ہو وہ مانند فیل آتش بار
جبل ہون خاک سیہ اپنی آگ مین جلکر

کرون تمام اب اوصاف فیل شاہی کو
کہ ناطقہ ہے لب خوش بیان سے عذر آور

ثنائے شہ جو سنے گوش نے زبان سے کہا
کہ دل تو شاہ کا آمین کہو دعا تو کر

زبان ناطقہ سنتے ہی گوش کا یہ کلام
لگی یہ کرنے سخن پڑہ کے مطلع انور

امید وار یہ تجھسے ہون ای مربی داور
زمین بسیط ہی جب تک فلک کو ہی چکر

ہوا کا سرد رہی تا ہی مزاج آتش گرم
دفینہ خاک مین تا ہی میان آب گہر

سیاہ رنگ ہی جب تک سفید جبر ہے
سنہرہ شام ہی جب تک کہ ہے ظہور سحر

چمک ہے ذرون مین تا آفتاب مین ہی ضیا
نجوم جلوہ گری بر مین تا ہے نور قمر

چمن مین پھول ہین جب تک ہی شمع محفل مین
ہی نافہ دشت مین جب تک ہی بحر مین عنبر

سوا ہو جاہ و حشم عمر و دولت و اقبال
یہ بادشاہ جہان ہو مثال اسکندر

قصیدہ در مدح نواب صادق الدولہ صادق علیخان بہادر نصیرہ فردوس منزل محمد علیشاہ

بتون کی دیدہ بر نم کو کیا کہون بادل
کہ شیشون مین ہی کانوار تی کی گنگا جل

سیاہ چشم نہین یہ میان مژگان ہے
عروس حسن کی کجلو ٹیون مین ہے کاجل

دکھائے دیکھیے کیا دور چشم لیل و نہار
کہ تل کی اوٹ مثل ہی پہاڑ ہے اوجھل

بدل رہا ہے سنئے رنگ ابلق ایام
بتون کی آنکھ کو گردش ہی روز و شب ہر پل

نہین ہی عیب جوانی مین لفظ ہندی کا | کرون مجرد و تاسیس کو جو مستعمل

اب ایک مطلع نیرنگ ساز پڑھتا ہون
کہ ہی دو رنگی پیر و جوان مین تردد بدل

اوٹھا جو شعبۂ غفلت کا خوابگہ سے عمل | کھلی جو آنکھ بتون کی گیا شباب نکل
کمی حسن ہوئی مہر نیمروز کیطرح | زوال آتے ہی جوبن کی دوپہر گئی ڈھل
چراغ حسن ہی گل باد صبح پیری سے | بجھا ہوا ہی ہر اک شمع رو کی دل کا کنول
سجا دیتین گئین پیری نے کر دیا ڈھیلا | سفید زلف ہوئی سب نکل گیا کس بل
سیاہ پوش ہوے ماتم جوانی مین | خضاب سے جو گیا رنگ مہ ی ریش بدل
ہر اک حسین کی یہ آنکھون مین مردنی چھائی | کہ جیسے نیل ڈھلکی اسطرح بہا کاجل
سٹائی نرمی عارض پہ خط کے کانٹون نے | کہ خار خار ہوئی خواب جس طرح مخمل
جو تیر قد تھے جبکے وہ کمان ابرو سے | لٹی وہ زلف ہی چلتے نہ تھی جو پاون کے بل
ہوئی یہ چینی رنگون کی کمسنی بیرنگ | کہ جیسے برگ خزانی کی زرد ہو کوپل
وہ پا بگل ہوئی سرو روان ضعیفی سے | چلا وی جبکے تھی حیران دیکھکر جیل بل
چبا چبا کی جو باتین جوان بناتے تھے | دہن مین جنبش دندان سے انکے ہی دل چل
وہ ڈاڑہین مار رہی آج بہر دندان مین | جو ہنس رہی تھی جوان پوپلون کی منہ پر کل
قد خمیدہ کا ہر دم یہی اشارہ ہے | مرے پہ خاک ہی انجام زندگی کا محل
بغیر تاب و توان ہر دو دست و پا بیکار | کسیکے ہاتہ مین عشہ کسیکے پاون مین شل
لباس جنکی جو گلبیر ہن سہتے تھے | بدن ہین پر شکن اونکی جنا وٹون کی بدل
گئی اودنگ جوانی کے ٹپرہ کی اک مطلع | شروع پند و نصائح کرون بخوف اجل
سکون عمر گریزان ہو کس طرح اک پل | میان نبض روان ہی پڑی ہوئی ہلچل
یہ حال تہا کہ خرد نے کہا حسینون سے | کہ پیر سن ہوے اب چاہیے ہی نیک عمل

نماز صبح پڑھو شب گئی جوانی کی
اوٹھو سفید ہوے بال ہو پرانی کل

وضو کرو عرق انفعال عصیان سے
بناؤ اشک ندامت کی چشم تر چھاگل

زمانہ تنگ ہے پیری سے زندگانی کا
نماز صبح میں سستی کا اب نہیں ہے محل

قد خمیدہ رکوع نماز کرتا ہے
اوٹھاؤ سر کو اقامت میں سرکشی کو بدل

میان طاق عبادت کرو نگون ساری
جھکو برائے سجود خدائے عزوجل

اوٹھا کے ہاتھ کو مانگو دعائے آمرزش
بڑھا کے پاؤں بڑھو بھر دستگیری شل

مھوسی کرو کسیر خاکساری کی
نہ کیمیا کے ہو طالب برابر خردل

رہے یہ حول قیامت میں مرتعش اندام
کہ شاخ بید سے کانپیں تن قوی ہیکل

غریق بحر ندامت ہو مغفرت کے لیے
بہم کرم سے جو کرتا ہے پاک زشت عمل

بہاؤ رو کی اس طرح روسیاہی کو
سفید جیسے برسنے کے بعد ہو بادل

ہوائے عجز سے سینہ کرو بہشت آئین
یہ وہ شجر ہے کہ جسکا ہے ظل طوبی پھل

سر غرور کو مانند کوہکن پھوڑو
جو عجب و کبر و منی کا دماغ میں ہے خلل

خریدنا ہے جو محشر میں جنس آمرزش
متاع عذر جرائم سے ہو تہی نہ بغل

کنار گور ہو توبہ کرو گناہوں کی
بعید موت نہ سمجھو گھڑی ہے سر پہ اجل

یہ پند گوے خرد نے جو ختم کی تقریر
کیا نصیحت ناصح پہ مجھ میں نے عمل

وہ توبہ کرتے ہی روشن دل سیاہ ہوا
کہ چاند جیسے ہوتا بان سرگیں سے نکل

مثال برگ خزانی خزاں ہوئی عصیاں
ہری ہوئی نئے سر سے نکال کر کونپل

ہوا جو دور رسم انفی سیہ کاری
گئی بہشت گناہوں کی جھاڑ کر کھل

بیان پند و نصائح خرد کرے کب تک
پرے مدیح دہن میں زبان ہے بیکل

میان مدعت ممدوح کہہ کے اک مطلع
کمیت طبع رواں کی دکھاؤں اب جیل جیل

بلند رتبہ سلاطین عمدۂ افضل
نبیرۂ ششم ملک او دہ جستہ عمل

وہ نامدار کہ ہمنام دو امامون کا
جناب صادق و حضرت علی سے مستعمل

یہ اوسکے عہد مین ہے ترک رسم خونخواری
کہ توپ دیتی ہے لقمہ یان خنگ اوگل

رواج دین نبی کا اگر شمارہ کرے
پڑہائین کلمہ برہمن بچون کولات و ہبل

یم کرم سے وہ ذی آبرو زمانہ ہے
غبار گرد یتیمی گہر کی ہے صیقل

جو سنگ و گل کو ترازوی عدل مین تولے
گران ہو پھول کی پتی لبان کوہ و جبل

یہ فیض عام سے آبادئ زمانہ ہے
نظیر شہر ہے مردم گیاہ ہے جنگل

سر بہار ہے آغوش پروریش ایسی
کنار مین ہے لیے طفل غنچہ گہوارہ گل

یہ سرد سیکدۂ امن مین ہین شعلہ مزاج
گلا جلے نہ پیے آب آتشین بوتل

نگاہیان ہی یہ دل سی نظر فتادون کا
گرے جو اشک تو در دجگر کہے کہ سنبھل

یہ مرہمی جائین وہ گل ہاتھ سی ندی انصاف
چمن مین پھول کرے بلبلون کی یاد اجل

تکلف گہ اکوئی مانگے جو ایک پارۂ نان
تو نان پارہ کی جاگیر دے وہ نان کہ بدل

ہی اسقدر اوسی دزدون کے نام سی نفرت
کہ شاہراہ کئی ہین گر اسکے چور محل

یہ دبدبہ ہے جو آئے وہ شیر میدان مین
شغال نام سرک جائین سامنے سی جبل

زمین کو زلزلہ ہو تھرتھرائے گا دزمین
فلک پہ قطب کا بالکی ثبات جائے خلل

اب ایک مطلع خونخوار پرہ کے کرتا ہون
صفات اسلحہ جنگی و حربہ ہاے جدل

وہ نیزہ جڑ سے جو خیبر کا اکھاڑ جبل
شغال دست یداللہ نہ ڈانڈ مین ہو خلل

یہ رعب تیر سے سہمی ہین اوسکی آہن دل
صدا نہ دے جو چھٹے توپ بھی یہان جبرئل

سر زمین پہ جو وہ گرز گاؤ سر کو لگاے
شغال سر سراگاے دب کے جائے مسل

نیام مین ہی وہ تیغ کشندۂ عالم
کہ جنگل ملک الموت مین ہی تیغ اجل

وہ تیغ صاف ہوئی ہے میان سے باہر
کہ ناگنی کوئی نکلی ہے جھاڑ کر کینچل

قضائے نیک بد اوس تیغ کی ہے قبضہ میں
برائے عاشق و معشوق دلربا ہو مقتل

یہ برق دم ہے وہ شمشیر آبداری ہے
فلک پہ جس سے ہے تیغ ہلال کی صیقل

وہ تیغ وہ ہے کہ گردن پہ سر نمو پیدا
خدا شہید کرا وسکے بنائے گر بوتل

علم جو ہووے کرے لامکان پہ عقدہ وار
تو شاخ گاؤ زمین ہو تیغ کا پھل

برائے صلح جو وہ تیغ درمیان میں پڑے
ہوں قصہ سر و تن دم میں سکڑ دانیل

سیان جنگ و ان گردن تیغ بران ہو
مثال روح سراک عضو تن سے ہے نکل

صفات تیغ کردن قطع پڑہ کے اب مطلع
بیان تو سن حالاک کے کردن چہل بل

سبک ہے روی میں یہ آہستہ تاز ہے کوتل
چلے جو نبض کی صورت بدن میں ہو دخل

دیار بانہ وہان سبک عنان میں نہیں
چڑہائے ریش ہے تازیر گوش رستم یل

لگام کو میں دم سو سمار کیا باندھوں
رسا ہیں موے بروت نہنگ نا بہ کفل

ہے ہیں باز وی شاہین وا ہی داں زیں
عقاب بال فشانی کو ہے کشادہ بغل

سرے تیر شہابے کہ رشتہ فتراک
رکاب اپ کہ قوس خدا سے غرو بل

رہ سائے گردش ایام کی اگر رفتار
دکھائے ابمق لیل و نہار کی چہل بل

یہ سرعت اوسکی موثر ہے چرخ پر دنرات
کہ مہر و مہ کی رکابین ہان ہیں کوتل

فروغ حسن ہے ایسا ضیا سے نعلون کے
چراغ پا ہو تو گل ہو ہلال کی مشعل

اوٹھائے دم کو جو وہ نو سن ہلال رکاب
فلک پہ کوکب دنبالہ دار آئے نکل

پوز کے ہوی پہرتا ہے اسطرح دم کو
پر ہما کی نگس ران ہون جسطرح مرچل

سموں سے گرد جو اوسکے اوڑہی چمکتی ہے
زمین سی ہو تطق نور کا ہوا پہ محمل

سیان ارض و سما گر نگاہے آمد و رفت
مثال برق جہندہ یہ اوسمین ہے چہل بل

دعا سے قبل جو بالائے آسمان جائے
نزول وحی سے آگے زمین پر آوے
یہ چاہتا ہے کہ گویا نہ تا ہجرت ہو نجی
وہ روشن جہات میں پھر کر دا غیبے جو رحل

ثنائے فیل سیہ میں لکھوں وہ اب مطلع
کہ جسکو دیکھ کے مل جائے خاک میں کاجل

یہ چشم فیل سیہ کا ہے حسن عمل
جو آنکھ کھولے دوشالہ پہ وہ ہے مکمل
وہ اسودی کہ جو سایہ پڑے طیوروں پر
ہر ایک مرغ ہو زاغ سیاہ یا کوئل
سیاہ دا سمٹ کر ہو ظلمت عالم
مقابلہ میں جو آوے وہ فیل دل بادل
میں کو دسرمہ کہوں کیا سیاہ کاری میں
اندھیری کوٹھری کاجل کی ہے وہ ضرب مثل
دہان فیل میں دندان نہ شمع کعبہ میں
ہیں ایک برج میں جوزا و پیکر اور زحل
سحاب کا جو گھٹا ثوب جار جامہ ہو
ڈھکے نہ پیٹ بھی ایسا وہ پیل ہے کنجل

اب ایک مطلع آخر وہ خاتمہ کا پڑھوں
کہ جس سے حل ہو قصیدہ کی مشکل لاحل

یہ عرض ہے بجناب خدائے عزوجل
بحق خلقت حور و فرشتگان ازل
بحق گریہ چشم ترصفی اللہ
بحق نوحہ نوح نبی نیک عمل
بحق تازگی لالہ زار ابراہیم
بحق لہجہ داؤد مرسل افضل
بحق آبلہ دست موسی عمران
بحق عیسے زندہ کن شہید اجل
بحق قامت بے سایۂ حبیب خدا
بحق معجزہ جملہ انبیائے علل
بحق مطلع روشن امام دین اول
عروج نیر اقبال تا قیامت ہو
مثال خضر رہے عمر ہر گھڑی ہر پل

قصیدہ مدح سید محمد مہدی علیخان صاحب نبیرہ میر شاہ علیخان مرحوم

عالم علم جہان ہون بموافق تقدیر
کامل فن زمانہ ہون بحسن تدبیر

متشکل ہو جو تصویر مثال کھینچون
جو تصور مین کرون دل مین ہو تصدیق پذیر

دفتر دہر مین جو نسخہ سے کہون وہ ہی کرون
ایک ہو علم و عمل صورت کلک تحریر

تجربہ سے یہ مجھے ممتحنی حاصل ہو
نظری سارے مسائل ہون بدیہی کی نظیر

یون سمجھ مین کرون معنی موہوم بیان
بید ہین کرتے ہین جسطرح زبان سے تقریر

فرض و واجب کی مسائل فقہا کو بتلاؤن
باحادیث و بقرآن و بشیر و نذیر

جو کرون نقل مین کیفیت علم منقول
لاکہہ حکمت سے حکیمون کی ہو وہ ذہن پذیر

جملہ اشکال فنون و صور علمیہ
نقش ہون آئینۂ دل مین مثال تصویر

وہ مدرس ہون زمانہ مین بمثال ادریس
درس و تدریس مین جسکا کوئی نکلے نہ نظیر

اسقدر علم قیافہ مین مہارت ہو مجھے
صورت حال سے دل کا ہو عیان راز ضمیر

ناطقہ سے یہ طلاقت ہو زبان کو میرے
اہل معنی سے کرون علم بیان مین تقریر

قاعدہ نحو کے نحوی کو بصد نحو بتاؤن
صرف تعلیم مین صرفی کے کرون علم خطیر

منطقے کا صفت گنگ کرون ناطقہ بند
علم معقول مین معقول کرون وہ تقریر

دل کو القا ہو مری ہمصفت اشراقین
فلسفی کو مین کرون قائل توحید قدیر

کاہن ایسا ہون کہ رویا کا بتاؤن احوال
خواب کسرا کی مین مانند ستی دون تعبیر

قایل گردش ارضی جو ریاضی دان ہو
اوسکو دکہلاؤن مین دور فلکی کی تدویر

جو ساحت کو مرے اہل مساحت دیکہین
ناپ دون سطح زمین کو صفت سطح حصیر

یون مری ہندسہ دانی ہو فزون تر جیسے
صفر سے ایک ہوائی کی ہو مقدار پذیر

میرے حرفون سے ہون جفار زمان مانند
میری لفظون سے ہون رمال جہان قاعدہ گیر

دور اغلاط شفا کے ہون مری صحت سے
اک اشارہ مین اشارات کی سمجھون مین ضمیر

مختصر کے کرون معنی و بیان کی تشریح
بفصایح ہون مطول پہ حواشی تحریر

ساتھہ قانون کے ہون کلیہ قانونی — بقواعد ہون علاجات کرون گر تسطیر
لاکہہ برہان سے کردون قاطع برہان کو غلط — دون جو صحت مین لغات عجمیہ کی نظیر
وہ فن رمل مین کامل ہون جو کوئی پوچھے — زائچہ کھینچ کے بتلاؤن مین حال تقدیر
شکل لحیان کے جو طالع مین ہو دسوین گھر مین — بادشاہی کی خبر دون مین اوسی سے جو فقیر
اہل تنجیم جو احوال کو اکب پوچھین — ہر ستارہ کی بتاؤن مین خواص و تاثیر
اقتران سہ و خور شید جہان استدلال — ربط مریخ و زحل زشت و زبون نحس کبیر
جام جمشید کا نقشہ ہو مرا استرلاب — دیکھو احوال جہان جس سے ہر اک چشم بصیر
دشت اسکندر ثانی کے لیے باغ بناؤن — علم تبریخ مین کامل ہون فلاطون کی نظیر
شمل اشراق بناؤن جو مین در بند طلسم — اسم اعظم سے کردون لوح طلسمی تحریر
عامل ایسا ہون کہ شیشہ مین پری بند کروں — عمل حب سے کردون جن و بشر کو تسخیر
پوچھہ بیٹھے جو قوافات بحور اشعار — قافیہ تنگ عروضی کا کردون بے تاخیر
خاکساری سے یہ حاصل ہو کرامت مجھکو — جسکو دون خاک کی چٹکی وہ بنا ہے اکسیر
موم آہن کو کرے شعلہ آواز مرا — لحن داؤد کی ہو لحن مین میری تاثیر
کامل نغمہ سرایان جہان ہون ایسا — باربد کا جو ہون استاد نکیسا کا ہون میر
زمزمہ سنج مقام عجمیہ مین جو ہون — راست و عشاق و نوا کی ہو گلے مین تحریر
علم موسیقی ہندی یہ مجھے حاصل ہو — ایک سر گم مین کردون چار متون کی تفسیر
یا الٰہی ہمین جملہ علوم و ہمہ فن — ہون وہ علامہ کہ جسکا کوئی نکلے نہ نظیر

یون زبان صرف دعا تھی کہ لب گویائی
پڑہ دیا مطلع روشن بصفات تصویر

جبہہ پر دور ازل نے جو برو زر تقدیر — کلک قدرت سے کیا جسم مثالی تحریر
سایہ آئینہ مین منعکس ہے شیشہ مین پری — نہ تصور مشکل نہ خیالی تصویر

نقش ارژنگ کا جربانہ شبیہ رسام
عمل جب سے نہ بہزاد کوی ہے تسخیر

کارمانی ہے نہ بہزاد کی صناعی ہے
منعکس آنکھہ کی پتلی مین ہی عکسی تصویر

چرکھٹا چار عناصر کا جو طیار ہوا
خانۂ تن مین سجے صورت جان بی تاخیر

وہ نہ حسن ہی نواب محمد مہدی
کہ جو ہے صاحب تصویر امیر ابن امیر

رشتہ دارون مین اونکی ہی بہت عالی تر
جو ہی مشہور جہان مقبل الدولہ وزیر

ذی شرف در نجف میر نجیب الطرفین
سید رضوی و اولاد شہ خیبر گیر

مختصر طول کرون جمین ہی پڑہ کر مطلع
مدح خوش دامن ممدوح کرون اب تحریر

ملکۂ دہر ہی خاقان بہو عرش سریر
خوشی اوس بیگم عالی کا ہی یہ باتوقیر

مریم پردہ نشین وہ ہے کہ تاریکی مین
سایہ جسکا ہی یہان سایۂ احمد کی نظیر

ہم سخن غیر سے ہونے مین یہ مانع ہی حجاب
چھپ کر رہجاتی ہی زیر لب گویا تقریر

اک کمر ہی نہین پوشیدہ کمر کی صورت
جسم سارا ہی نہان اسم ہی یہ دامنگیر

پاک دامن وہ کہ دامن پہ پڑی جسکے نماز
پاک دامانی بلقیس و روائے تطہیر

گل امید جہان نخل مراد عالم
شجر ارزوے باغ دل پیر و صغیر

کیمیائے مس محتاج و دوائے ہمہ
گرد رہ خاک شفا خاک کف پا اسیر

رشتہ دارون کی مرقع کو کہان تک کہنچون
روکش صاحب تصویر کرون اب تحریر

تا کجا ذکر عزیزان کوئی مطلع پڑہ کر
اے زبان مدحت ممدوح مین اب کر تقریر

جدہ ہی اوس صاحب تصویر کا وہ عرش سریر
سجدے کرتے ہین ملک دیکھہ کے جسکی تصویر

نادر اقبال ہمایون حشم و با برجاہ
شوکت شاہ جہان فرشتہ عالم گیر

خسرو لشکر دیوان و سلیمان پری
حاکم جن و بشر عامل ملک تسخیر

خضر شرع متین رہبر ایمان مبین — رکن دین حامیے اسلام ابوالفتح نصیر
ذی شرف ناصر مسکین و معین الضعفا — حافظ جان یتیمان و نگہبان اسیر
صدف بحر عطا ابر کرم چشمۂ فیض — گوہر درج سخا گنج زر علم خطیر
ہے یہ نیسان کرم جوش پہ مانند صدف — قطرۂ آب جو مانگے تو گہر پائے فقیر
حاتم ایسا ہی وہ مانگے جو کوئی جام لبن — نجد سے گاؤ زمین کو عوض کاسۂ شیر
حرز جان یہ کہ پئے صید ہو جنبش کیا دل — گر کہنچے بازو کبوتر کے برابر تصویر
منصف اسطرح کہا ہے خط ہاتھوں تم نے — چیر مہندی کو سر دست ہیں مٹی میں امیر
عدل سے اوسکے برابر ہے یہ دور جدید — دھوپ کر سکتی ہی تقدیم نہ سایہ تاخیر
احتساب اوسکا زصد مانع خونریزی ہے — خون بہادے وہ لڑائی میں جو پھوڑی شمشیر
کالعدم عہد میں اوسکے ہے شرارت ایسی — دخل کیا ہی جو کرے گرم سخن کوئی شریر
سر اوٹھائے جو شرر شعلہ نکالی جو زبان — سنہ ملی اخگر سوزان کا سر آتشگیر
رعب سے اوسکے گریزان ہی یہ دور عالم — نہیں تہمت ہیں زمیں پر قدم چرخ پیر
دن کو مہ رات کو خورشید چھپے ہیبت سے — دھوپ سایہ میں تو سایہ ہوا دیکھے سن گیر
شیر صولت وہ اگر دیکھے صورت اوسکی — دم بخود رستم دستان ہو شال تصویر
کاٹھیوں میں ہوں دم جنگ سنان تلوار — چھپ رہی سہم کے گوشوں میں کماں کی تیر

اب دکھاتا ہوں میں اک مطلع برّاں پڑھ کر
برش خنجر و تیغ و خلش نیزہ و تیر

ارس بہادر کے جو نیزہ پہ دم جنگ ہے تیر — دار پر صورت منصور کہنچے وہ بے پیر
ایک نیزہ پہ ہی یا مہر قیامت طالع — یا سر نیزہ پہ ہے پرچم نیزہ تصویر
دست رنگین میں نہیں نیزہ خطی اوسکے — پنجۂ مہر میں ہی تار شعاع پرتنویر
خنجر آلودہ خوں ہے زرہ دشمن میں — دام صیاد میں یا ماہی احمر ہی اسیر

سینۂ چاک و زرہ تک ہی ازل سے چھلنی
طائر قبلہ نما ہے ہمین اک بسمل تیر

اوسکے تلوار کی بر ش جو اثر کر جائے
دن کٹے رات کٹے عمر کٹے بے تاخیر

فائدہ سی نہین بیکار ہی خالی اوسکے
ابھی اک یک کے دو دو ہون جو کٹنے شمشیر

برش تیغ پہ ہے گر ہو علم صاعقہ وار
سپہر مہر کو کاٹے صفت قرص پنیر

حلقہ بندی ہی ہمین تیغ صفہان مین جبر
یا پری پہنے ہے جنت کی گلی مین زنجیر

اب ارادہ ہے کہ اک مطلع چابک پڑھکر
کیجیے سرعت شبدیز صبا دم تسطیر

کجرخی مین جو وہ توسن ہی کمان و شمشیر
صفت راست روی مین ہی ہوا زنیرہ و تیر

بد مزاجی مین ہے آزردہ دلون سی جو ہوا
شعلہ خوئی مین شرارون سے زیادہ ہی شریر

کیا لکھون توسن چابک کی چالاکی کو
سرعت ایسی جو رواں ہو صفت موج سطیر

اتنے عرصہ مین وہ مڑ کر کے پھری بحر جہان
نہ مٹے کینچین جو بیٹھے ہوی پانی مین لکیر

شش جہت مین جو شادہ ہو میدان جولان
جسطرف پھیرئے پھر جاے وہین مثل نہیر

روح کیطرح جو انسان کی قالب مین سما
خون کی طرح رگون مین ہو رواں بے تاخیر

اب کرون نظم مین اوس فیل کی مطلع مین صفت
یا یہ ایسا ہی جو مر مر سے زیادہ رہ گیر

اندہی آتی مین ہی وہ فیل جہان گرد شریر
ابر جلپر مین ہی سیمرغ کی اوڑنے مین نظیر

کوہ تمثال وہ ہی پیل سیہ جسکے حضور
مشک دانے سے ہے کمتر جبل سرمہ فقیر

خط سیہ خال سیہ زلف سیہ چشم سیہ
شب سیہ روز سیہ بخت سیہ ابر مطیر

پیلبین دال کیطرح کالی بلا مین یہ تمام
ناخن مور سمٹ کر مون جو دون اوسکی نظیر

فیل دندان وہ کہ گردون کی سیہ ہو ج سی
گورہ پتھون کو نکالی ہی کوئی حور شریر

دم ہی اوس فیل کی یا گاڑنے والو
چرخ نیلی سے زمین پر ہی فشکنی زنجیر

لب گویا پہ ہے اب مہر خموشی لازم
مختصر بات سے بہتر نہیں طول تقریر

دو زبان کیا ہیں اگر لکھنہ زبان لائے قلم
منشی دہر تو کیا ہیں جو عطارد ہو دبیر

لکھنہ کے شعرا دبیر اور فصاحت کی مدح
صفت کاتب اعمال کرے گر تحریر

مختصر طول سخن پڑھ کے کروں اب مطلع
جس میں ہو ختم قصیدہ کی دعا پر تقریر

آرزو ہے یہ مری تجھ سے شہ عرش سریر
بہ شگاف قمری و بہ بنی رب قدیر

بہ پسر جعفر طیار و بہ جعفر طیار
از پے رجعت خورشید و شہ خیبر گیر

از پے عترت اطہار و بہ آل نبوی
وز پے محسن معصوم و بہ زہرا و نگیر

بہر مظلومی مسلم بہ طفیل مسلم
بہر خلق حسنی و حسن با تو قدیر

بہ علمداری عباس و بہ عباس علی
از پے لب تشنہ شبیر و برائے شبیر

از پے جملہ شہیدان و تمامی معصوم
بہ بہ آل عبا و بہ کلیم قطیر

آسمان پر مہ و خورشید ہیں جب تک روشن
اختر طالع ممدوح رہے پرتو نیر

قصیدہ در مدح امیر الدولہ سعید الملک راجہ محمد امیر حسن خان بہادر ممتاز جنگ راجہ محمود آباد

وہ سخنور ہوں جو ہوں انجمن آرائے سخن
سر کٹی چرب زبانی جو کرے شمع لگن

بحث نالہ جو کروں بات نہ نکلے منہ سے
گنگ ہوں مرغ چمن بلبل سدرہ الکن

لب گویا نے کیا ہے یہ مری ناطقہ بند
جان کیا طوطی تصویر کی کھولے جو دہن

گر مرے گوہر مضمون کے مقابل آئے
قطرۂ آب خجالت سے بنے دُر عدن

تر زبانی مری دیکھو تو ہو منہ بحر کا خشک
آب ہو ہر ہۂ آتش جو میں ہوں گرم سخن

ایک جہان ہے نہیں میری فصاحت کا مقر
سب کے سب کان پکڑتے ہیں فصیحان زمن

نسل غنقا ہوا جی نام بلاغت سے مری
گر زبان ہو نہ بلاغت سے مری اہل سخن

کس طرح حسن بیان ہو نہ مرصع میرا
در معنی کے ہر اک حرف ہو خرمن ہی معان

دجلۂ طبع رواں سے ہی رواں چشمۂ فیض
موجے شیریں سی نکلتی ہی سری نہرین

کر رہا ہون صفت منشی زہرہ جبین تحریر
دل پہ حاسد کے ہی ہر نوک قلم نشتر زن

نقطہ ریزی جو کرے خامۂ شنجرف مرا
خون کی بوند بنے رشک سی ہر لعل یمن

وہ جہنم ہین جلے دیکھ کے اوراق بیاض
تا وکہائی جو کوئی صورت کاغذ ہم فن

نام رکھے جو مرے خط مسلسل کی عدد
دار ہی طوق گلوبن کی دہائین گردن

تیغ کی طرح چمک کر جو غزل پڑہتا ہون
دل ہین کٹتے مرے اشعار ہین سر دشمن

چشم بد بین مرے دیوان پہ جو ڈالی کبھی نگہ
ہو یہ آشوب کہ گہر اسکے وقت مردن

پڑہ کے اک مطلع نو وصف زبان دانی مین
اپنی تعریف کرون ختم بوجہ احسن

ریختہ گو وہ زبان دان سخن تہ جرخ کہن
تا طلقہ بند ہو سحبان جو کرے بحث سخن

طبع عالی تو یہ کرتی تہی تعلی کے کلام
جو کہا منکری نے کہ سن اے کامل فن

اپنی نہ سے نکر سکو کی ستائش اپنی
مشک خود نافہ سے خوشبو دی نہ آہو ختن

لوک کی لینے سے ہی خشک زبان کانوں کی
تر زبان کو نہین لازم خلش آمیز سخن

خون رہکواتی ہے رضوان کو دریدہ دہنی
باعث کم سخنی غنچہ کا خوشبو ہے دہن

تا طلقہ جب ہو درازی زبان خوب نہین
سر بریدہ ہو نکالے جو زبان شمع لگن

سر کشی سرو کی ہی بے ثمری کا باعث
شاخ پر میوہ نگونسار ہی ہر اک ہمہ تن

متواضع ہو جو ہی دل مین تمنائے فروغ
سر تسلیم جھکائے ہی ہلال روشن

گوش کر گوش یہ بینک سے صدا آتی ہی
مردم آنکھون پہ بٹھائین جو جھکائی گردن

نکرہے ہیچمدان عجب سخندانی پر
عجز کر عجز کہ مقبول خلائق ہو سخن

ہو کے پابند نصیحت کوئی پڑہ کر مطلع
عذر کر عذر کہ نا خوش نہ تجسی سخن

کہہ چکے دشمن جب یہ بوجہ احسن
طبع عالی ہوئی گویا کہ سخن ہے من

یا مگر کوئی نہ کچھ اس مین ہے نکتہ لاف و گزاف
یہ بھی ہے ایک عربی شعرا طعنہ زدن

کبر کی رہ جو دعوے سخن گوئی ہو
بات تک منہ سے نہ نکلے یہ زبان ہو کس کی

خوش بیانون سے اگر نازش تقریر کرے
دم گفتار ہو ایسا کہ کلیجہ ہو گنگ دہن

گر سر حرب زبانی ہو سخن فہمون سے
لال ہو جائے زبان ہم صفت شمع لگن

شعرا سے جو کروں بحث زباندانی کی
لب گویا پہ لگے مہر خموشی فوراً

معذرت خواہ ہون اس میں عفو کریں جرم و خطا
سخن آرا نہون اے حضرت ناصح بدظن

سچ تو یہ ہے کہ وہ سب جھوٹ ہے جو ہون بیجا
دل من دانند و من دانم و دانند دل من

اب یہ تقریر کرون ختم کہ آئی ہے بہار
وہ پڑھون مطلع تازہ کہ ہو سرسبز سخن

مہر چو کان چمن مہر سوا جلوہ فگن
مشکیے شب سے بڑھا نقرۂ روز روشن

مختصر رات ہوئی بخت کی کوتاہی سے
روز افزون سے اودھر آیا ید طولا کا چلن

تا لبش مہر سے کم سردی ایام ہوئی
فصل سرما کا ڈھلا گرمی خور سے جوبن

اب دمیدہ ہے سحر ہیر زار سحری
آب شبنم سے وضو کرتے ہین شہجار چمن

نونہالون پہ ہو لطف چمن آرا کے جہان
تر زبان حمد الٰہی مین ہین مرغان چمن

قامت سرو کشیدہ ہوا قامت کے لیے
ذکر قمری مین ہر اک فاختہ کو ہے گردن

شاخ پر میوہ خمیدہ ہے پی سجدۂ شکر
ہر روش ناصیہ سائی جو شجر ہے نوتن

سبحہ گردانی تسبیح کی خاطر ہر گل
ہاتھہ مین دانہ شبنم کی لیے ہے سوسن

قوت نامیہ سے نشو و نما پر ہین تمام
شجر و برگ و بر و سبزہ و نسرین و سمن

رنگ نور و زسے ہر گل کا گلابی ہے ہر اک
پہنے ہے لالہ سرا شفقی پیرہن

گل و رنگ کی سرخی مین ہے شوخی ایسی
لے مرے خون جو غیسے کو بعد صیقل فیض

چنپئی رنگ ہون منیت جو وہ چنپا دیکھین — گل نرگس کی حضور آنکھ چراتے ہین ہرن
کھلی ہی جاتی ہین باچھین یہ گلون کو ہر خوشی — دانت ہی دیتے نکالے ہین انارون کے دہن
پھول گو ملتے ہے گلابی سے ہر اک غنچے کے — مے گلرنگ بہ ہے لال پری کا جوبن
شاخ گل جھومتی دیکھے جو بچشم بلبل — لوٹ ہو مرغ ہوا بنکے کبوتر لوٹن
خندۂ آتش گل ہے یہ گل افشانی یہ — پھول جھڑتے ہین جو ہنستا ہی چراغ روشن
داغ بلبلون پہ ہے خلعت عید نوروز — قطع سبزہ نے کیی گھاس کے ہین پیرہن
ہر روش دوپکے سرسبزی وشادابی نے — مخمل سبز تراشی ہے پئے فرش چمن
کو پلین پھوٹی ہین سورج کی کرن کی صورت — عقد پروین کے ہی انگور کے خوشون پہ پھبن
تازگی یہ ہے ٹپکتی ہی جہان آتش گل — نخل موسی سے پگھلتی ہین نہالان چمن
برش تیغ مین فیضان ہوا ہی ایسا — کہیت تلوار کی ہوتی ہین ہر وقت بزن
بارش رحمت باری سے صدا رہتا ہی — جوش باران سبب سنگ بدوبی سادن
تازگی روح کو دیتے ہین ہوا کے جھونکے — موجۂ باد مسیحا ہے نسیم گلشن
شبنم و آب روان کی یہ طراوت فیض — جھاڑی بوٹی سے وسا ہر ہی اک صحن کا بن
گل نیشکر کے سایہ سے زمین ہی ہموار — بستر خاک پہ ہے فرش شجر کی پہنین
تار بارش کی طنابون کی بنا کر ڈورین — ابر تانے ہے گھٹا ٹوپ میان گلشن
بوے گل بوے عروسی کی مہک دیتی ہی — بن رہا باغ لطافت سے سراپا دولہن

وصف روئیدگی و قوت نامیہ مین
پڑھ کے اب مطلع نو تازہ کرون رنگ سخن

جوش روئیدگی ایسا ہی کہ دہقان چمن — بوئین بادام و کے دانی ہون انار و انگور کے بیج
تازگی بخش نخیلان ہی ہر اک درجہ — جنکو سوکھے کا مرض تھا ہین ہری اترکے بین
فصل گل وہ ہے جو دامن کو گئی آنسو بھی — ہر روش ہر ہی کی سرین کی ہوئین گلشن

گرمی جوش پہ ہے تازگی باغ جہان
مثل گل پھولے ہے عجب کیا جو گل شمع لگن

چین آرایہ صبا ہے صفت باغ خلیل
آگ سے پھول پہ ہے لالہ و گل کا جوبن

زلف مشکین نے خط سبز کا بدلا ہے لباس
سبزہ زاری کی ہے جامہ مین ہر اک اہل خطن

ہر اثر جذب رطوبت سے ہے سرسبزی ہجر
پہلوانون کی ہری ہوتی ہین مونگہی بدن

ہے یہ افراط نمو چار حد عالم مین
پنجشاخہ ہوا گر ایک ہو مشعل روشن

آتش گل جو مؤثر ہو عجب کیا اسکا
بجلیان آم کی پھونکین ابھی لاکھون خرمن

یہ برومند زمانہ ہے کہ مثل اشجار
پھلتی ہے بزم سخن مین غزل اہل سخن

اسقدر نشو و نما ہے کہ مغنی جہان
بتی آواز مین لگجائے جگائین سو ون

ہر اثر سبزی سبزہ ہے یہ گلدارون مین
باغبان زہر ہی کہا جائین تو نیلا ہو بدن

ہر کبوتر ہو ہر افیض ہوا ہے ایسا
زاغ مینا ہو کہ طوطی ہو کہ چوپا چندن

منقلب رنگ طیوران ہے یہ سرسبزی سے
زاغ طوطے کی طرح سبز ہے ہر یل ہے زغن

کثرت نامیہ ایسی ہے عجب کیا اسکا
بارہ سنگا ہو نئی شاخ نکالے جو ہرن

فیض سے ابر بہاری کی یہ گلگون ہے چمن
مثل گلدار ہین پھولے ہوے سبزی مین مگن

جامہ زیبون کی ہوا سون پہ ہے یہ جوش بہار
کوئی خالی نہین کلیون سے قبا کا دامن

نار سوزان مین مؤثر ہو رطوبت ایسی
دانہ سرسبز ہو پھٹتی ہے میان گلخن

ظرف چینی پہ اکیلی نہین کچھ گلکاری
ہر روش پھول کی اک تھال ہین ساری برتن

کوہ مرطوب ہین ایسے صفت باغ ارم
شجری سنگ سے شاداب ہمیشہ ہین چمن

تازگی سبزۂ مینا کی یہ مستولی ہے
بوٹے پھول کی دیتی ہے مٹا لے کہن

پڑھ کے اب مطلع نو مدح سرا ہو تا ہون
مختصر فصل بہاری کا کرون طول سخن

نامور کیون نہ وہ راجہ ہو بوجہ احسن
اسم اعظم کی بزرگی سے ہے سنسار جسن

ثمرہ باغ جہان راجہ محمود آباد — مہاراجے کا گل تازہ رعایت کا چمن
اوسکا ارباب اجابت ہی دعا کی خاطر — اوسکی درگاہ مرادون کی لیے ہے معدن
خلق اوسکے جلیسون کی نشاط و عشرت — خلق اوسکے عبادات خدا و نذر من
ناگوارا ہی یہ آزردگی ہمنشان — رشک سے حقہ بھی اگر بولے تو وہ ہو بدظن
اوسکے انصاف سے ہی ہر طرف ایسا امن — خون بہا دے جو کرے کشتہ چراغ روشن
عشرت آباد ہے اس درجہ جہنم خانہ — لب ناقوس پہ جز خندہ نہین ہی شیون
قاتلون کا یہ عدو ہے جو کرے نفس کشی — خون کی لہین دہر اجائے وہ مرد پرفن
دی سزا اوسکو وہ فریاد رس عالم ہے — جسکے ٹھکرائے سے فریاد کنان ہو برہمن
کاسہ شیر سحر مہر کا روزینہ مدام — طبق نان شبینہ ہے ماہ روشن
پایدار اوسکے سبب دین نبی عالم مین — اوسکے کلمہ کے سہارے ہی کھڑا چرخ کہن
بحر زر ریز کرم سے جو ہوا اوسکے سیراب — ابر مردہ سے برسنے لگین ہن بارانون
مچھلیان امن مین اوسکی ہین قوی بازو کی — آہنی جال زراہون کے ہین حرز جوشن
ابر نیسان کرم وہ ہی جو مانگے کوئی — بالعوض یوت کے دے دُر عدن کے معدن
عادل ایسا کہ برابر ہی رہین لیل و نہار — روز سے شب نہ بڑھے شب سے نہ روز روشن
پھوٹے تکسیر کسی کی نہ لڑائی ہو ہزار — کشت خون کا یہ زمانہ مین ہی اوسکی قدغن
روپ بدلا یہ درندون نے ہی اوسکے ڈر سے — بچہ شیر ہو جو ہو مادہ شیر آبستن
دبدبہ وہ ہے کہ جنگاہ مین قرنا کی عوض — صور پھونکین بھی تو آواز نہ دے وقت پرن
زلزلہ مین ہی فقط گاؤ زمین رجب ہی کیا — کانپتا چرخ پہ ہے برق جہندہ کا بدن
ہیبت ایسی ہے کہ غنقا و ہما کی صورت — بازنینون کی نہان ہین کرو میم دہن

کہہ کے اب طبع خنر نیز بیان کرتا ہون
صفت حربہ جنگی و سر آلات بتن

ڈانڈ پر پرچم نیزہ کا عجب ہے جوبن — پر پرواز ہے کھولا ہوے اوڑتی گگن

سر پہ چمکے یہ نمایاں ہے سنانِ تیزہ
یا زبان منہ سے نکالے ہوئے مار رشن

نیزہ بازی میں جو وہ نیزہ خطی برسائے
جانی کاغذ کی ہو بر بندِ تنِ مردِ فگن

خاک تودہ وہ کمان اور زمیں کو جو بنائے
سر بن ہو سو گمانے کے ہو تا کوکنار بن

سنگ کہسار ہوں شیشے کی طرح چکنا چور
گر پہاڑوں پہ لگائے وہ عمود آہن

آب آئینہ وہ رکھتی ہے حسامِ ممدوح
عکس ہے جسکے سراپا سے جدا سایہ تن

میان سے کھینچ کے جو وہ تیغ سروں پر ہو رواں
اور مڑے جھاڑ کے کیچل قدِ آدم ناگن

گرم رو وہ ہے کہ اک دم میں ہوں لاکھوں منزلیں طے
گر چلے باد کی جھونکے کی طرح وہ سن سن

گر وہ شمشیر چلے تیشہ فرہاد کی طرح
آب شیریں سے اور جائے بھی دشمن

طفل غنچہ کی طرح منہ میں کوئی دانت نہیں
اور سپہ پر نہ کبھی ہے کہ چبائے جوشن

باڑ رکھتی نہیں چلتی ہے سروں کے اوپر
آنکھ رکھتی نہیں کرتی ہے چن چن کے بدن

نئی پرش ہے تنا سنج کے سب شستہ تیغ
آسیا ہی جو ہے دھڑ پہ نہ سر گرد ن

وصف شمشیر کروں ختم پڑھوں اب مطلع
کہ زبان وصف میں گھوڑے کی ہے سرگرم سخن

گو سخن ہے یہ جوانی کا وہی ہے جوبن
ایسی کاٹی کا نہ کہیا نہ سنا ہے توسن

شش جہات دو جہان میں وہ کہ ہے گیا چوکان
تنگ سے تنگ نہایت ہے فراخی زمن

غیرت تار شعاعی ہے عنان زرین
باگ ڈوری میں ہے دمدار ستارے کی پہین

جا کے پاس نہ ہو سکے کوئی شوخی کی سوا
چڑھ سکے اوسپہ نہ ہلکا کوئی جڑ جم بدن

باد پا وہ ہے مصور جو مرقعہ کھینچے
بے پر و بال اڑے رنگ شبیہ توسن

وہ سبکرو کہ ہو مردم دیدہ کو خبر
نشہ کی طرح غزالوں کی ہو آنکھوں میں ہرن

شعلہ خو وہ ہے کہ راکب جو اوسے گرمائے
سنگ فولاد سے ہو نیکر شرر جلوہ فگن

جان ہے روح رواں دم ہے کہ ہنگام خرام
ناز یانہ ہو جو پھڑکے کوئی شریان بدن

وصف شب و بر صبا خیز کوب کرکے تمام
صفت فیل میں کرتا ہوں میں مطلع روشن

کنول ہے مہ ہاتھی کہ جو ہو جلوہ فگن — منحنی نقطہ موہوم سے ہو کجلی بن
ہمہ تن دیو سیہ ہے دم شب تار — سنگ مرمر کی پہاڑی ہو نہ حصن بن
فیل کے بھیس میں کالی نے لیا ہے اوتار — یا مہادیو نے گنیش کا بدلا ہے برن
چرخ نیلی کو سنبھالے ہیں ستون قدرت — پیلپاؤں پہ ہے یا پیل سیہ کا تن بن
دہن فیل سیہ میں نہیں دندان سفید — ظلمت شب سے نمودار ہے صبح روشن
چرخ نیلی پہ مہ نو ہے کہ آنکس سر فیل — کمال یا ہیل میں ہے یا توس ترنج جلوہ فگن
مہر و مہ شرق سے تا غرب سیر کرتا ہیں — کم ہو اوس فیل کی عمر سی گزون چرخ کہن

ختم کرتا ہوں قصیدہ کو میں پڑھ کر مطلع
کہ نہیں مدحت ممدوح کا یارا اے سخن

بند کرتا ہوں در مدح بوجہ احسن — کھولتا اب ہوں بافتتاح دعا قفل دہن
ملتجی شاد ثنا خوان ہے یہی تجھ سے مدام — تو رہے تا تیری خدائی ہے خداوندا زمن
ابر میں برق ہے تا برق جہندہ میں چمک — سیپ دریا میں ہے تا سیب میں ہے در عدن
خاک میں ذرہ ہیں تا ذرون میں ہے مہر ضیا — تہ رون میں ہیں تا شرتا ہیں شعاع میں عین
خال ہیں چشم بد میں تا چشم میں ہے نور بصر — نافہ آہو میں ہے تا نافی میں ہے مشک ختن
آسمان قدر سیحا کی طرح ہو ممدوح — بطے و لزہرا و حسین تک و حسن

حشم و جاہ ہو ہر روز فزون مثل ہلال
نجم اقبال رہے تا بہ قیامت روشن

قصیدہ در مدح نواب ناصر الدولہ اسد علی خان

جیک جیک کر جو چشم نصیب ہو بیدار — تہیک تہیک کے سلائی سیہ زنا ہنجار

جو چیخ چیخ کے نالے بھی ہین عبث کرون — تو کانون کان کسیکو خبر نہو زنہار
چھلک چھلک کے گرون چشم تر سے صورت اشک — کہ شک کہ شک کے نگاہون مین یہ ہو ہون غبار
جو باغ باغ گل زخم سے نہین سینہ — تو داغ داغ ہے طاؤس کیطرح تن زار
چھلک چھلک کے گرین بجلیان مری اوپر — تڑپ تڑپ کے جو مانگون دعا کے ابر بہار
جو موج موج رہون دم بخود حباب کیطرح — تو بحر بحر سراک چشم تر ہو دریا بار
جو روبیان روبیان نہو بتیان چراغون کی — تو ہڈی ہڈی جلائے مثال شمع بخار
سلگ سلگ کے بنون بھی جو سوختے کا فروغ — جھلک جھلک کے بجھون دم بھری مین مثل شرار
جو قطرہ قطرہ مثال گہر ہو دلجمعی — تو ذرہ ذرہ پریشان مرا ہو مشت غبار
نہ خار خار الم سے فقط ہے دل پانی — ہے آب آب جگر سوز غم سے آبلہ وار
یہ بال بال سیہ کار مثل کاکل ہون — جو خال خال کہون خالصہ لگے گہر بار
بگڑ بگڑ کے بنے بھی جو مجھ غریب کی قبر — مٹا مٹا کے کرے چرخ بے نشان مزار
جو گرم گرم کرون نالے شعلہ آواز — جلا جلا کے کرے خاک مثل موسیقار
وہ در بدر ہون زمانہ مین مہر و مہ کیطرح — کہ شہر شہر ہے گردش جسے دیار دیار
بڑھا بڑھا کے قدم طے کرون جو راہ طلب — سمٹ سمٹ کے کرے تنگی زمانہ فشار
جو خار خار جنون سو بہو نہو ہوت — تو ڈوب ڈوب کے ناوک دل و جگر کے ہو پار
بہا بہا کے جو لون اشک تہا یم غم کی — گلے گلے ہو مرے آب خنجر خونخوار
یہ سر بسر ہے شکستہ دلی نصیبون مین — کہ چور چور ہون نشہ مین گر نہون مینخوار
ٹھہر ٹھہر کے جو یخ بستگی کرون حاصل — پگھل پگھل کے بہے برف کی طرح تن زار
جفاے چرخ کا شکوہ کیا کرون کمتر — کہ جیسی جیسی ہے جانفضول ہے تکرار

اب ایک مطلع روشن مین نظم کرتا ہون

ہمیشہ برق تجلی طالب دیدار

نگاہ پاک سے دیکھا جو سادہ روے نگار
صفاے دل سے ہوا آئنہ کی شکل دوچار

نہ تاب دید ہوئی سبز ہوگئین آنکھین
مثال موسی عمران غش آگیا اکبار

یہ بیخودی نے کیا محو صورت تصویر
کہ بے حسی سے ہوا نقش حیرت دیوار

حواس جاتے رہے عمر رفتہ کے مانند
پریدہ ہوش ہوے مثل طائر پردار

مثال دیدۂ حیران کملی ہین آنکھین
کہ جس طرح کوئی سکتہ مین مردم بیمار

خیال بے دہنی تھا جو گنگ کیصورت
لبون پہ مہر خموشی تھی مانع گفتار

ادہر تو فرط حیا تھی نقاب چہرۂ صاف
ادہر مین محو جمال نگار آئینہ وار

وہ گلبدن لب معجز بیان سے آتے ہین
سخن طراز ہوا مثل بلبل گلزار

کہ اے فرشتہ سیر آشناے کوثر عشق
مین چاہتا ہون تجھ قدسیون سے نیک شعار

مگر ہے صحبت ہر دم سے خوف بدنامی
کہ متہم نکرین عیب جوے بدکردار

یہ بات سنتے ہی یون میری کھل گئین آنکھین
کہ جس طرح کوئی غافل ہو چونک کر بیدار

خموش جب وہ سیحا ہوا کہا مین نے
دواے جان پُر ارمان ہی شربت دیدار

مثال سایہ و تن ایک جان دو قالب ہون
محال ہے کہ جو دم بھر جدا ہون تجھ سے نگار

الگ سمجھ نہ سو حد نگاہ غور سے دیکھ
احد ہی تار نظر دو ہین چشم بینا کار

وہ حرف ہون کہ سنون بزم وصال کی تا شب
رقم کرین جو خط قوامہ مین نامہ نگار

دوئی کا ذکر ہے کیا آئینہ ہین تر نگاہ
مری شبیہ ترا عکس ہے مرے دلدار

نہ برگ گل سے ہو جسطرح بو گل پنہان
ہین پاک باز ہون مجھسے حجاب ہی بیکار

نہ خوف تہمت دشمن کرے سہ خوبی
جو خاک جاند پہ ڈالے پڑے اوسی پہ غبار

نہ سایہ ساتھ نہ ہمزاد پاس ہی ہمدم
تہی ہے روح سے خلوت سرا جسم نزار

یہ آرزو ہے کہ خلوت نشین شوم دمگاہ
بغل مین دل کی طرح جان کی طرح کنار

شروع سطلع روشن کرون تا اوکی ثنا
جو خوبیون ہو تجھ خصلت و نکو کردار

نسب مین کیون نہو عمدہ وہ ذی شوکت سردار — نبی کی آل ہے اولاد حیدر کرار
عزیز معتمد الدولہ نائب سلطان — امیر زادہ و فرخ سیر خجستہ شعار
رشید پور دہین پور ناصر الدولہ — بلند مرتبہ سید نقی سپہر وقار
دیے ہین حسن نے اوسکو وہ طالع محمود — غلام مال ہے جسکا ایاز خوش کردار
سیاہ زلف ہی رو پر قضای نورانی — کہ پچھلی رات رخ آفتاب ہی دو چار
فلک جو عینک خورشید پر لگائی ہی — زمین کی بھی ہے چشمون کو خواہش دیدار
رواج دین کا یہ اوس سبزہ خط کی باعث ہے — کہ ٹوٹی پڑتے ہین کلمہ زبان سی ہر بار
جو ہو وہ پیر و مشکلکشا نہ عقدہ کشا — پڑہین نماز نہ ہاتھون کو کھولکے دیندار
ہے اسقدر نظر پرورش یتیمون پر — کہ چشم تر کے ہین اطفال اشک زیب کنار
سپند اوسکو پہ پوشاک عیب پوشی ہی — کہ پردہ پوش جہان ہی قبای و اسندار
ہوس ہو جانورون کو جو دانہ پانی کی — دے آب و دانہ کبجا ہنس کو در شہوار
جو مانگے رکہ رہا اوسکے خوان نعمت سے — سوائے رزق مقدر کے نعمتین دی نہ ہار
یہ اوسکی شغل امانت ہی شیر بکر یمین — کہ باندہ لیتی ہی شیر ذنکو بکر یونکی قطار
معطلی پہ یہ چورون کے ہی کمر باندہی — جو دل چرائی کوئی کام سے وہ ہو بیکار
قلم ہو دزد کا اک ہاتہ کیا وہ منصف ہے — چرائے زخم جو پانی ہو نشتر سے فگار
نصیر وہ ہے کہ جسپر ہے ناز نصرت کو — وہ ابن فاتحہ خیبر کہ جسپہ فتح نثار
جو تیغ سنگ ٹہانے لگے یہ ہیبت ہی — نکل نکل کے گریزان ہون پتہرون سی شرار
طپان زمین یہ یہون جسمارون کی دم پہ ہے — چہپائین خون جو رمن مین نخم دامندار
ستم گرون پہ ہی کیا دی امان نہ نامہ مین — جو کہربا نہ دبائے دم دعا خس و خار
اگر بشرط امان دے بفا شعار نکو — نشان ہلائین پہر ہرون کی چادرین سو بار
مقابلہ مین جو آجائے اوس غضنفر کے — دل ہزبر ہو پانی سیانہ بیکار

صفات اسلحۂ جنگی مین اب طبع آزما ہوتا ہون مطلع
کہ بسکہ قابل تعریف ہے ہر اک ہتھیار

عصائے پیر فلک ہے نہ اوستوار ہر دار
ستون قہرالٰہی ہے نیزۂ خونخوار

لگائے گر وہ کماندار ناوک دستی
جگر مین ڈوبکے لین چٹکیان لب سوفار

وہ گر زکوہ شکن نہ رواق گردون کو
جو ایکبار پر اوٹھا بنائے ابر کہ وار

وہ پڑہ کے مطلع نواب دکھاون برش تیغ
کہ جسکو سنکے گلے کاٹنے لگین خونخوار

میان جنگ جو سنہ پر چڑہ ہو کوئی بہادر
ہوا کی طرح اوتر جائے حلق سے تلوار

گلو بریدہ ہون دریا پہ گر چلے وہ حسام
چیلتی فلس کے ہون مچھلیون کے بر مین ہزار

رگون کو خون رولاتے مین نشتر خونریز
جراحتون کی ہنسائی مین تھے ہا دیوار

شکم مین پاؤن جو کہتی ہی سانپ کیسوت
سرون پہ چلتی ہی ہاتھون کی بہل دم پیکار

بلائے خون ہی کہ سکڑون سر کہائے
ہوس بھری ہی نہ خالی ہی پیٹ کی تلوار

ثنائے تیغ ہوئی ختم لکھکے اب مطلع
رقم کرون صفت توسن صبا رفتار

چلے زمین پہ تو رگ رگ مین ہو شکر بار
یہ میٹھی بولی مین شیرین خرام ہی رہوار

شمائل توسن عمر روان وہ چابک ہے
کبھی رکے نہ جو بگٹٹ اوٹھائے اوسکو سوار

لڑائی مین جو وہ توسن کنوتیون کو اوٹھائے
عدو کے دل مین چبھین ناوکون کے پیکان دلدار

سبک خرام یہ تا رنظر پہ بار نہو
روان ہو دانہ تسبیح کی طرح سو بار

سپہر سبز کا وہ پہ جولانگہ زمانہ مین
زمین نقطہ ہو توسن ہو حلقہ پرکار

کمال شوخ طبیعت ہے بذلہ سنجی سے
کرے کو میل جو وہ آپ چابکے خرام

سوائے یہ کوئی ہمسا سکے نہ پاس اوسکے
سوائے رنگ کوئی چڑہ سکے نہ اوسپہ سوار

جو تازیانے کا لیوں نام آسمان پہ ملک
مثال برق وہ توسن ہی زیر ران پہ قرار

وہ تیز تنگ ہی جو اوسکے سموں سے گرد اوڈے
مثال شیشۂ ساعت ہو گنبد دوار

وہ لکھنہ کے مطلع شتابگون مچاؤن اب نہ پھیر
کہ رنگ فیل سیہ سے جہان ہو تیرہ و تار

سیاہ دیو کہون کیا وہ فیل ہی مقدار
کہ نیل گاؤ فلک مُن مثی کی ہی مقدار

ظہور شق قمر ہے ہلال دندان سے
دو ماہ نو ہین نمایان میان یک شب تا

غضب کا تیرہ درون ہے اگر مقابل ہو
سفید رنگ ہو کالی بلا کا آئینہ

سواد چشم ہین پتلی نہین ہی سرخ اوسکی
میان محمل لیلی ہے رنگی

شبیہ سور سرافیل ہی اگر خرطوم
صدائے سور ہے اوس فیل

دم دراز ہو پر اسے تابہ دنبالہ
لیے ہے ابر کو منہ مین

وہ گوش فیل ہین یا ہے گا یم نجب سیاہ
سیاہ پردۂ کعبہ کہ چا

صفات فیل ہوئی ختم پڑھ کے اب مطلع
دعا پہ خاتمہ کرتا ہون اے خدا تو

نہال سرو پہ جب تک کہ فاختہ ہی نثار
گلو نپہ باغ مین جب تک ندا ہے بلبل

پتنگ شمع پہ جس روز تک مین پروانے
چکور ہجر مین جس رات تک ہین شب بیدار

اوس تک پہ ابر کی جب تک ہی سایہ فگن
زمین پہ کبک ہی جب تک رخ قمر سے نثار

زیادہ حد سے ہو اقبال دولت و حشمت
سوا ہو شان و شکوہ و جلال عز و وقار

عروج حسن کو ہر روز ہو مثال ہلال
نہال عمر بڑھے ہر نفس مسیحا وار

مثال روح و بدن وہ جدا نہو اے شاد
مین سایہ وار ہون اوسکا تا اوس پہ یک لیل و نہار

ہے نہ یون مری آغوش آرزو خالی
میان دائرہ جس طرح نقطہ پرکار

بمنہ و کرمہ خاتمۃ الطبع تمام شد

تمت صد شکر دیوان شاعر فصاحت بنیاد جناب شیخ محمد جان صاحب تخلص شاد بتصحیح و تنقیح صنعت آراستہ ہوکر مطبع مین چھپا

قطعه تاریخ طبع از فکر شاعر شیرین زبان وارث علیخان صاحب فهم

من کلام شاعر نازک خیال	شد سخندان را زبان مرید باد
هست علم عروض و قافیه	نکته دان هر نظم دارد اعتماد
عیوب ظاهری و باطنی	پاک کل تصنیف در گیرد نژاد
در ترکیب بهر فارسی	لفظ تازی را ز تازی نخواهد
ملت رانه بیجا کرد صرف	در مضامین چیست بیش ما مراد
دیده از الطاف بری	نحو را تو او دنه گفاو سناد
ختم سخن انطباع	مطبع گشته زهی دیوان شاد

۱۲۹۴ھ

وله

دوان رقم زد بکلک	شکل طرز تصنیف صحیح شاد شد
بکلام	باهنر و عیب کلام تمیز فهم نهاد
بگفت	طبع پاکیزه فن دیوان او را داد شاد
ترجمه	ترجمه البسان شیخ فدا علی صاحب عبد

۱۲۹۴ھ

	وجه دیوان محمد جان شاد
	پیر و مرشد آن نیکو نهاد
ـ رسد شعر	هست در علم عروض ان اوستاد
بدمزن هست نه از بردران	نے الف قسم نمازا راه داد
نوع جدید با مضافی هم دران	نیست با اعلان ای عانی نژاد
نیست با تازی مضاف اندر سخن	فارسی اضافتی رسد شمن سواد
پاک از تصحیف در اردو کلام	حرف زائد هم ندارد طبع یاد
هست هندی قافیه با فارسی	هم بدیگونه آنه نیست یاد وار
نیک سیدانه عروض و قافیه	در کلامش نیست اتواد استاد
نیست ابیاتی خفی و هم جلی	شائیگان هم نیست ای عانی نژاد
یا مردهم نه تاسیس آمده	مرکند او اندرین فن جهتهاد
بهر سال طبع مضطر ۱۲۹۴ عیش	گفت هاتف ای خوشا دیوان شاد

۱۲۹۴ھ

تمام شد

صحت نامه دیوان شاد

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۱۶	۵	تام	بام
۱۷	۱۰	بهرا	بهرا
″	۲۱	نادل	عاقل
۲۴	۷	ایی	ایی
۲۶	۱۵		
۲۷	۱۷		
۳۵	۷		
۵۶	۱۷	ظالم برابر	هرایک خود سر
۶۶	۱۷	غیرکی	غیرون کی
۷۶	۳۱	خودمیرا	خودجسے
۸۵	۴	عم	هم
۹۹	۱۴	اعا	اسعا
۱۰۲	۵	ہین	ہون
۱۰۹	۶		
″	۱۹		
۱۱۲	۱		
″	۱۶		
۱۱۴	۹		
″	۱۶		
۱۱۵	۳		
۱۱۶	۷		
″	۹		
۱۲۸	۱		
۱۵۳	۵		
″	۲۰		
۱۷۰	۱۵		
۱۷۱	۱۴		
۱۷۴	۱۳		
۱۸۶	۱۷		
۱۸۹	۱		
۱۹۲	۱۴		
۲۰۰	۱۵		
۲۱۶	۶		
۲۱۹	۱۷		
۲۲۹	۱۸		
۲۳۰	۱۰		
۲۳۱	۲۱		
۲۴۰	۲۱		
۲۴۳	۱۳		

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔